ڈائمنڈ طبع اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَہُ الْبَیَانَ۔

منن الرحمٰن

جس میں

عربی کو اُمّ الالسنہ ثابت کیا گیا ہے

تصنیف لطیف حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام

جسے

باجازت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

مینیجر بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان نے شایع کیا

۲۸ جون سنہ ۱۹۲۲ء تعداد ۱۰۰۰ - سنہ ۱۳۴۰ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للّٰہ مَوْلَی النعم والصّلٰوۃ والسلام علٰی سیّد الرسل وسراج الامم واصحابہ الصادقین المصدقین واٰلہ الطاہرین المطہرین **امّابعد** چونکہ قرآن مجید ایک ایسا لعلِ تاباں اور مہر درخشاں ہے کہ اس کی سچائی کی کرنیں اور اُس کے منجانب اللہ ہونے کی چمکیں نہ کسی ایک یا دو پہلو سے بلکہ ہزارہا پہلوؤں سے ظاہر ہو رہی ہیں اور جس قدر مخالف دین متین کوشش کر رہے ہیں کہ اس ربانی نور کو بجھاویں اُسی قدر وہ زور سے ظاہر ہوتا اور اپنے حسن اور جمال سے ہریک اہل بصیرت کے دل کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے اس لئے اس تاریک زمانہ میں بھی جبکہ پادریوں اور آریوں نے توہین اور تحقیر کا کوئی دقیقہ نہ چھوڑا اور اپنی نابینائی کی وجہ سے اس نور پر وہ تمام حملے کئے جو ایک سخت جاہل اور سخت متعصب کر سکتا ہے اس ازلی نور نے آپ اپنے منجانب اللہ ہونے کا ہریک پہلو سے ثبوت دیا ہے اُس میں یہ ایک عظیم الشان خاصیت ہے کہ وہ اپنی تمام ہدایات اور کمالات کی نسبت آپ ہی دعویٰ کرتا اور آپ ہی اس دعویٰ کا ثبوت دیتا ہے اور یہ عظمت کسی اور کتاب کو نصیب نہیں اور منجملہ اُن دلائل اور براہین کے جو اُس نے اپنے منجانب اللہ ہونے پر اور اپنے اعلیٰ درجہ کی فضیلت پر پیش کئے ہیں ایک بزرگ دلیل وہ ہے جس کی بسط اور تفصیل کے لئے ہم نے اس کتاب کو تالیف کیا ہے جو امّ الالسنہ

کے پاک چشمہ سے پیدا ہوتی ہے جس کا آبِ زلال ستاروں کی طرح چمکتا اور ہر یک معرفت کے پیاسے کو یقین کے پانی سے سیراب کرتا اور شکوک و شبہات کی میلوں سے صاف کر دیتا ہے یہ دلیل کسی پہلی کتاب نے اپنی سچائی کی تائید میں پیش نہیں کی اور اگر وید یا کسی اور کتاب نے پیش کی ہے تو واجب ہے کہ اُس کے پیرو مقابلہ کے وقت پہلے اُس وید کے مقام کو پیش کریں۔ اور خلاصہ مطلب اُس دلیل کا یہ ہے کہ زبانوں پر نظر ڈالنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دنیا کی تمام زبانوں کا باہم اشتراک ہے۔ پھر ایک دوسری عمیق اور گہری نظر سے یہ بات بپایہ ثبوت پہنچتی ہے جو ان تمام مشترک زبانوں کی ماں زبان عربی ہے جس سے یہ تمام زبانیں نکلی ہیں۔ اور پھر ایک کامل اور نہایت محیط تحقیقات سے یعنی جبکہ عربی کی فوق العادت کمالات پر اطلاع ہو یہ بات ماننی پڑتی ہے کہ یہ زبان نہ صرف ام الالسنہ ہے بلکہ الٰہی زبان ہے جو خدا تعالیٰ کے خاص ارادہ اور الہام سے پہلے انسان کو سکھائی گئی اور کسی انسان کی ایجاد نہیں اور پھر اس بات کا نتیجہ کہ تمام زبانوں میں سے **الہامی زبان** صرف عربی ہی ہے یہ ماننا پڑتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی اکمل اور اتم وحی نازل ہونے کے لئے صرف عربی زبان ہی **مناسبت** رکھتی ہے کیونکہ یہ نہایت ضروری ہے کہ کتاب الٰہی جو تمام قوموں کی **ہدایت** کے لئے آئی ہے وہ **الہامی زبان** میں ہی نازل ہو اور ایسی زبان میں ہو جو امّ الالسنہ ہو تا اُس کو ہر یک زبان اور اہل زبان سے ایک فطری مناسبت ہو اور تا وہ الہامی زبان ہونے کی وجہ سے وہ برکات اپنے اندر رکھتی ہو جو اُن چیزوں میں ہوتی ہیں جو خدا تعالیٰ کے مُبارک ہاتھ سے نکلتی ہیں لیکن چونکہ دوسری زبانیں بھی انسانوں نے عمداً نہیں بنائیں بلکہ وہ تمام اُسی پاک زبان سے بحکم ربّ قدیر نکل کر بگڑ گئی ہیں اور اُسی کے ذریات ہیں اس لئے یہ کچھ نامناسب نہیں تھا کہ اُن زبانوں میں بھی خاص خاص قوموں کے لئے الہامی کتابیں نازل ہوں ہاں یہ ضروری تھا کہ اتویٰ اور اعلیٰ کتاب عربی زبان میں ہی نازل ہو کیونکہ وہ اُمّ الالسنہ اور اصل الہامی زبان اور خدا تعالیٰ کے منہ سے نکلی ہے اور چونکہ یہ دلیل **قرآن** ہی نے بتلائی اور قرآن نے ہی دعوے

کیا اور عربی زبان میں کوئی دوسری کتاب مدعی بھی نہیں اس لئے بہداہت قرآن کا منجانب اللہ ہونا اور سب کتابوں پر **مہیمن** ہونا ماننا پڑا اور نہ دوسری کتابیں بھی باطل ٹھہریں گی لہذا میں نے اسی غرض سے اس کتاب کو لکھا ہے کہ تا اول بعونہ تعالیٰ تمام زبانوں کا اشتراک ثابت کروں اور پھر بعد ازاں زبان عربی کے اُمّ الالسنہ اور اصل الہامی ہونے کے **دلایل** سناؤں اور پھر عربی کی اس خصوصیت کے بنا پر کہ کامل اور خالص اور الہامی زبان صرف وہی ہے اس آخری نتیجہ کا قطعی اور یقینی ثبوت دوں کہ الٰہی کتابوں میں سے اعلیٰ اور ارفع اور اتم اور اکمل اور خاتم الکتب صرف قرآن کریم ہی ہے اور وہی **اُمّ الکتب** ہے جیسا کہ عربی ام الالسنہ ہے اور اس سلسلہ تحقیقات میں ہمارے ذمہ تین مرحلوں کا طے کرنا ضروری ہوگا۔

پہلا **مرحلہ** زبانوں کا اشتراک ثابت کرنا۔

دوسرا **مرحلہ** عربی کا اُمّ الالسنہ ہونا پایہ ثبوت پہنچانا۔

تیسرا **مرحلہ** عربی کا بوجہ کمالات فوق العادت کے الہامی ثابت کرنا۔

مگر چونکہ ہمارے مخالف خوب جانتے ہیں کہ اس تحقیقات سے اگر عربی کے حق میں **ڈگری** ہو گئی تو صرف یہی ماننا نہیں پڑے گا کہ قرآن منجانب اللہ ہے بلکہ یہ بھی اقرار کرنا پڑے گا کہ وہ کتاب جو اصل اور کامل اور الہامی زبان میں نازل ہوئی ہے وہ صرف **قرآن ہی** ہے اور دوسری سب زبانیں اس کی طفیلی ہیں اس لئے ضرور ہے کہ اس سچائی کے کھلنے سے اُن تمام قوموں میں بہت ہی سیاپا ہو خاص کر قوم **آریہ** میں جن کے زعم باطل میں یہ ہے کہ انہیں کی زبان سنسکرت پرمیشر کی بولی ہے اور وہی نہایت کامل اور الہامی اور ام الالسنہ ہے۔ حالانکہ آج تک کوئی ایک شرتی وید کی بھی پیش نہیں کی گئی جس سے معلوم ہو کہ **وید** نے اپنے مُنہ سے ایسا دعوےٰ بھی کیا ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ اس سے پہلے دین اسلام کے مقابلہ پر بعض بدزبان اور نادان آریہ بہت سی یاوہ گوئی کر چکے ہیں اور باوجود سخت جہالت اور بے علمی کے پھر بھی وہ مذہبی مباحثات میں دخل دیتے رہے ہیں اور بعض شریر بے حیا سفلہ طبع نے ناحق وید کی طرفداری

کر کے خدا تعالیٰ کے پاک کلام قرآن مجید کی بے ادبیاں کیں اور جو کچھ گند اندر بھرا تھا وہ سب نکالا اور نادانوں کو دھوکا دیا کہ گویا وہ بڑے وید دان اور ودّیا دان ہیں ۔ اور گویا انہوں نے بہت کچھ وید کے فضائل دیکھے تب اس کی طرف جھک گئے مگر اب یہ علمی تحقیقات ہے جس میں کسی مذہب کا جاہل بول نہیں سکتا کیونکہ اس جگہ کلام کرنے کے لئے علم کی ضرورت ہے ۔ اس میں فضول اور غیر متعلق باتیں کام نہیں دے سکتیں ۔ یہ سلسلہ تحقیقات ایسا کامل ہے جس کی جڑھ زمین میں اور شاخیں آسمان میں ہیں یعنی انسان اس درخت کے اوپر چڑھ چڑھتا آخر روحانی سچائی کے پھل کو پا لیتا ہے اور جیسا کہ ظاہر ہے کہ گو شاخوں کو جڑھوں سے ہی قوت ہے مگر پھل جو کھائے جاتے ہیں وہ جڑھوں میں تو نہیں لگتے بلکہ شاخوں میں لگتے ہیں ایسا ہی کل واقعات کا اصل نتیجہ اس علم کی شاخوں میں ہی ظاہر ہوتا ہے اور جو لوگ اس کے واقعات پر منصفانہ بحث کرتے ہیں اور ثابت شدہ حقائق کو اپنے ذہنوں میں اچھی طرح محفوظ رکھتے ہیں وہ بہت صفائی سے اُن پھلوں کو دیکھ لیتے ہیں جن سے شاخیں لدی پڑی ہیں ۔

جاننا چاہیئے کہ اس معرفت تک پہنچنے کے لئے کہ قرآن منجانب اللہ اور اُمّ الکتب ہے صرف تین امور تنقیح طلب ہیں جن کو ابھی ہم ذکر کر چکے ہیں اس میں کچھ شک نہیں کہ جو شخص ان تینوں امروں کو اچھی طرح سمجھ لے گا اس کی آنکھوں سے جہالت کے پردے دور ہو جائیں گے اور جو واقعات سے نتیجہ نکلتا ہے بہرحال اُسے ماننا پڑے گا ۔

تنقیح کے تین امروں سے پہلا امر جو **اشتراک السنہ** ہے اس کا فیصلہ ہماری اس کتاب میں ایسی صفائی سے ہو گیا ہے جو اس سے بڑھ کر کسی اعلیٰ تحقیقات کے لئے کوئی کارروائی متصور نہیں کیونکہ اشتراک کے ثابت کرنے کے لئے صرف ایک لفظ کا اشتراک دکھلا دینا کافی ہوتا ہے مگر ہم نے تو اس کتاب میں ہزارہا الفاظ مشترکہ دکھلا دیئے اور کمال صفائی سے ثابت کر دیا کہ عربی زبان کو ہر یک زبان کے ساتھ اشتراک ہے ۔

دوسرا امر تنقیح کے امروں میں سے یہ ہے کہ مشترکہ زبانوں میں سے صرف

عربی ہی **اُمّ الالسنہ** ہے۔ چنانچہ اس کی وجوہ بجائے خود مفصل لکھی گئی ہیں اور ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ عربی کے کمالات خاصہ میں سے یہ ہے کہ وہ فطرتی نظام اپنے ساتھ رکھتی ہے اور الٰہی صنعت کی خوبصورتی اُسی رنگ سے دکھلاتی ہے جس رنگ سے خدا تعالےٰ کے اور کام دنیا میں پائے جاتے ہیں اور یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ باقی تمام زبانیں عربی کا ایک مسوخ شدہ خاکہ ہے جس قدر یہ مبارک زبان اُن زبانوں میں اپنی ہیئت میں قائم رہی ہے وہ حصّہ تو لعل کی طرح چمکتا ہے اور اپنے حسن دلربا کے ساتھ دلوں پر اثر کرتا ہے اور جس قدر کوئی زبان بگڑ گئی ہے اُسی قدر اُس کی نزاکت اور دلکش صورت میں فرق آ گیا ہے یہ بات تو ظاہر ہے کہ ہر یک چیز جو خدا تعالےٰ کے ہاتھ سے نکلی ہے جب تک وہ اپنی اصلی صورت میں ہے تب تک اُس میں خارق عادت شمائل ضرور ہوتے ہیں اور اُس کی نظیر بنانے پر انسان قادر نہیں ہوتا اور جوں ہی وہ چیز اپنی اصلی حالت سے گر جاتی ہے تو معاً اُس کی شکل اور حُسن میں فرق ظاہر ہو جاتا ہے دیکھو جب ایک درخت اپنی اصلی حالت پر ہوتا ہے تو کیسا خوبصورت اور پیارا دکھائی دیتا ہے اور کیسی اپنی خوشنما سبزی سے اپنے آرام بخش سایہ سے اپنے پھولوں سے اپنے پھلوں سے باواز بلند پکارتا ہے کہ انسان میری نظیر بنانے پر قادر نہیں اور جب کہ وہ اپنے مقام سے گر جاتا یا خشک ہو جاتا ہے تو ساتھ ہی اس کے تمام حالات میں فرق آ جاتا ہے نہ وہ رنگت اور آب و تاب باقی رہتی ہے اور نہ وہ خوشنما سبزی دکھائی دیتی ہے اور نہ آئندہ نشوونما اور پھل لانے کی توقع کر سکتے ہیں یا مثلاً انسان جب زندہ اور جوان ہوتا ہے تو کیسا چہرہ چمکیلا اور تمام قویٰ عمدگی سے کام دیتے ہیں اور کیسا وہ لباس فاخرہ سے ملبوس ہوتا ہے اور پھر جبکہ جان نکل جاتی ہے تو نہ وہ ملاحت آنکھوں میں رہتی ہے اور نہ وہ خوشنما چہرہ اور سُننا دیکھنا سمجھنا پہچاننا بولنا پھرنا چلنا دکھائی دیتا ہے بلکہ مناسب باتیں رخصت ہو جاتی ہیں۔ یہی فرق عربی اور غیر زبانوں میں پایا جاتا ہے۔ زبان عربی اُس لطیف طبع اور زیرک انسان کی طرح کام دیتی ہے جو مختلف ذرائع سے اپنے مدعا کو سمجھا سکتا ہے۔ مثلاً ایک نہایت ہوشیار اور زیرک انسان کبھی ابرو یا ناک یا ہاتھ سے وہ کام

لے لیتا ہے جو زبان نے کرنا تھا یعنی اس بات پر قادر ہوتا ہے کہ باریک باریک اشارات سے مخاطب کو سمجھا دے یہی طریق زبان عربی کے عادات میں سے ہے یعنی یہ زبان کبھی **الف لام** تعریف سے وہ کام نکالتی ہے جس میں دوسری زبانیں چند لفظوں کی محتاج ہوتی ہیں اور کبھی صرف **تنوین** سے ایسا کام لیتی ہے جو دوسری زبانیں طولانی فقروں سے بھی پورا نہیں کر سکتیں ایسا ہی **زیر و زبر و پیش** بھی الفاظ کا ایسا کام دے جاتے ہیں کہ ممکن نہیں کہ کوئی دوسری زبان بغیر چند فضول فقروں کے ان کا مقابلہ کر سکے اس کے بعض لفظ بھی باوجود بہت چھوٹے ہونے کے ایسے لمبے معنے رکھتے ہیں کہ نہایت حیرت ہوتی ہے کہ یہ معنی کہاں سے نکلے مثلاً عرضتُ کے یہ معنی ہیں کہ میں مکہ اور مدینہ اور جو اُن کے گرد دیہات ہیں سب دیکھ آیا اور طهفلتُ کے یہ معنی ہیں کہ میں چینے کی روٹی کھاتا ہوں اور ہمیشہ چینے کی روٹی کھانے کے لئے عہد کر چکا ہوں اور جنّم کے یہ معنی ہیں کہ آدھی رات چلی گئی اور **حیعل** کے یہ معنے ہیں کہ آؤ نماز پڑھو وقت تنگ ہے اور اسی طرح بہت سے الفاظ ایسے ہیں کہ صرف وہ ایک حرف ہی ہے مگر اس کے معنے دو یا تین لفظ پر مشتمل ہیں جیسے

فِ وفا کر۔ **قِ** نگہ رکھ۔ **لِ** نزدیک ہو۔ **عِ** یاد کر **اِ** وعدہ کر۔ **خِ** نہ آہستہ چل اور نہ جلدی کر بلکہ میانہ روی اختیار کر **هِ** پھٹ جا کر در ہو جا۔ **دِ** خون بہا دے۔ **رِ** بھڑک اور روشن ہو اور آتش زنہ سے نکل اور گندہ ہو جا۔ **شِ** (اپنے کپڑا کو منقش کر) **نِ** (سُست ہو جا)

اور عربی کے عجائبات میں سے ایک یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اور متفرق زبانوں میں جس قدر خواص ہیں اُس میں وہ سب جمع ہیں۔ مثلاً بعض زبانوں میں جیسا کہ چینی زبان میں یہ خاصیت ہے کہ اس کے سارے الفاظ ایک ہی جزو کے ہیں اور ہر یک جزو اپنی جگہ مستقل معنی رکھتی ہے سو یہ خاصیت بھی بعض حصہ عربی میں پائی گئی ہے۔ ایسا ہی بیان کیا گیا ہے کہ **امریکہ** کی اصل زبان کے الفاظ کئی کئی اجزاء سے مل کر بنے ہوئے ہوتے ہیں اور اُن اجزاء کے

خود کچھ معنے نہیں ہوتے سو یہ خاصیت بھی عربی کے بعض حصوں میں موجود ہے۔ پھر **امریکہ** اور **سنسکرت** زبان میں معانی کے تغیر کے اظہار کے لئے گردانیں ہیں سو وہ گردانیں عربی زبان میں بھی پائی جاتی ہیں اور **چینی** زبان میں گردانیں نہیں ہیں بلکہ وہاں نئے خیال کے اظہار کے لئے علیحدہ لفظ ہے۔ سو بعض الفاظ میں یہ صورت بھی عربی میں موجود ہے۔ پس جبکہ غور کرنے اور پوری پوری خوض اور عمیق تحقیقات کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ درحقیقت زبان عربی تمام زبانوں کے خواص متفرقہ کی **جامع** ہے تو اس سے بالضرورت ماننا پڑتا ہے کہ تمام زبانیں عربی کی ہی **فروعات** ہیں۔

بعض لوگ اعتراض اٹھاتے ہیں کہ اگر تمام زبانوں کی جڑ اور اصل ایک ہی زبان کو تسلیم کیا جائے تو عقل اس بات کو قبول نہیں کر سکتی کہ صرف تین چار ہزار برس تک ایسی زبانوں میں جو ایک ہی اصل سے نکلی تھیں اس قدر فرق ظاہر ہو گیا ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اعتراض درحقیقت از قبیل بنیاد فاسد بر فاسد ہے ورنہ یہ بات قطعی طور پر طے شدہ نہیں کہ عمر دنیا کی صرف چار یا پانچ ہزار برس تک گذری ہے اور پہلے اس سے زمین و آسمان کا نام و نشان نہ تھا بلکہ نظر عمیق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دنیا ایک مدت دراز سے آباد ہے۔ ماسوا اس کے اختلاف السنہ کے لئے صرف باہمی بُعد زمان یا مکان سبب نہیں بلکہ اس کا ایک قوی سبب یہ بھی ہے کہ خط استوا کے قرب یا بُعد اور ستاروں کی ایک خاص وضع کی تاثیر اور دوسرے نامعلوم اسباب سے ہر یک قسم کی زمین اپنے باشندوں کی فطرت کو ایک خاص حلق اور لہجہ اور صورت تلفظ کی طرف میلان دیتی ہے اور وہی محرک رفتہ رفتہ ایک خاص وضع کلام کی طرف لے آتا ہے اسی وجہ سے دیکھا جاتا ہے کہ بعض ملک کے لوگ حرف **ز** ا بولنے پر قادر نہیں ہو سکتے اور بعض ر ا بولنے پر قادر نہیں ہو سکتے جیسے انسانوں میں ملکوں کے اختلاف سے رنگوں کا اختلاف، عمروں کا اختلاف، اخلاق کا اختلاف، امراض کا اختلاف ایک ضروری امر ہے۔ ایسا ہی یہ اختلاف بھی ضرور ہے کیونکہ انہیں مؤثرات کے نیچے زبانوں کا بھی اختلاف ہے۔

پس یہ خیال ایک دھوکا ہے کہ یہ اختلاف کیوں ہزارہا برس سے ایک ہی حد تک رہا اُس سے آگے نہ بڑھا کیونکہ مؤثرات نے جس قدر اختلاف کو چاہا اسی قدر ہوا اُس سے زیادہ کیوں کر ہو سکتا۔ یہ ایسا ہی سوال ہے جیسا کہ کوئی کہے کہ اختلاف امکنہ میں رنگوں اور عمروں اور مرضوں اور اخلاق کا اختلاف ہو گیا۔ یہ کیوں نہ ہوا کہ کسی جگہ ایک آنکھ کی جگہ دس[۱۰] آنکھ ہو جاتیں سوا ایسے وہم کا بجز اس کے ہم کیا جواب دے سکتے ہیں کہ یہ اختلاف اول ہی بے قاعدہ نہیں تھا بلکہ ایک طبعی قاعدہ کے نیچے تھا سو جس قدر قاعدہ نے تقاضا کیا اُسی قدر اختلاف بھی ہوا۔ غرض جو کچھ مؤثرات سماوی ارضی کی وجہ سے انسان کی بناوٹ خلق یا خیالات کے طبعی رفتار میں تبدیلی پیدا ہوتی ہے وہ تبدیلی بالضرورت سلسلہ کلمات میں تبدیلی ڈالتی ہے لہذا وہ طبعاً اختلاف پیدا کرنے کے لئے مجبور ہوتی ہیں اور اگر کوئی دوسری زبان کا لفظ اُن کی زبان میں پہنچے تو وہ عمداً اُس میں بہت کچھ تبدیلی کر دیتے ہیں پس یہ کیسی اعلےٰ درجہ کی دلیل اس بات پر ہے کہ وہ اپنی خلقت کے لحاظ سے جو مؤثرات ارضی سماوی سے متاثر ہے فطرتاً تبدیل کے محتاج ہیں ماسوا اس کے عیسائیوں اور یہودیوں کو تو ضرور یہ بات ماننی پڑتی ہے کہ امّ الالسنہ عربی ہے کیونکہ **توریت** کی نص صریح سے یہ بات ثابت ہے کہ ابتدا میں بولی ایک ہی تھی۔ پھر خدا تعالیٰ نے بمقام **بابل** اُن میں اختلاف ڈال دیا دیکھو توریت پیدائش باب ۱۱۔ اور یہ بات ہر ایک فریق کے نزدیک مسلّم ہے کہ بابل اُسی سرزمین پر شہر آباد تھا کہ جہاں اب **کربلا** ہے پس اس سے تو توریت کے بیان کا ماحصل یہی نکلا کہ تمام زبانوں کی ماں عربی ہے۔ باتفاق انگریز محققوں اور اسلامی محققوں کے یہ بات ثابت ہے کہ بابل جس کی آبادی کا طول دو سو میل تک تھا اور وہ اپنی آبادی میں شہر لنڈن جیسے پانچ شہروں کے برابر تھا اور نہایت عجیب اور پر تکلف باغ بھی اُس میں تھے اور دریائے **فرات** اُس کے اندر بہتا تھا وہ **عراق** عرب کے اندر تھا اور جب وہ ویران ہوا تو اس کی اینٹوں سے **بصرہ** اور **کوفہ** اور **حلہ** اور **بغداد** اور **مداین** آباد ہوئے اور یہ تمام شہر اس کی حدود کے

قریب قریب ہیں پس اس تحقیق سے ثابت ہے کہ بابل عرب کی سرزمین میں تھا چنانچہ **عرب** کے نقشہ میں جو حال میں **بیروت** میں چھپا ہے بابل کو عراق عرب میں ہی دکھلایا ہے۔

اصل توریت عبرانی کتاب پیدائش آیت ایک میں یہ عبارت ہے **ویہی کل ہارص شفہ آحت و دبریم آحدیم**۔ اور تھی تمام زمین ہونٹ ایک اور باتیں یکسان۔ واضح ہو کہ اس تمام زمین سے مراد صرف بابل کی زمین نہیں ہو سکتی جو **سنعار** کے نام سے موسوم ہے کیونکہ یہ آیت اُس قصہ سے پہلے اور اِن قصوں سے متعلق ہے جو دسویں باب میں گذر چکی ہیں۔ پس آیت مذکورہ کا مطلب یہ ہے کہ تمام وہ قومیں جو زمین میں رہتی تھیں اُن کی ایک ہی زبان تھی اُس وقت تک کہ ایک گروہ اُن میں سے بابل میں نہیں پہنچا تھا۔ پھر بابل میں پہنچنے کے بعد خدا تعالیٰ نے اُن کی زبانیں متفرق کر دیں۔ اور زبانوں میں اختلاف یوں ڈالا گیا کہ بابل کے رہنے والے مختلف ملکوں میں نکال دیئے گئے جیسا کہ اسی باب کی یہ آٹھویں آیت اس پر دلالت کرتی ہے اور وہ یہ ہے ویفص یہوہ آتم مشّم عل بنی کل ہارص یعنی خدا نے اُن کو وہاں سے سب زمین پر پریشان کر دیا۔ اب ظاہر ہے کہ وہ لوگ بابل سے متفرق ہو کر ہر یک ملک میں چلے گئے پس کل ہارص کا لفظ جو پہلی آیت میں اس بات کے ظاہر کرنے کے لئے آیا ہے کہ ساری دُنیا کی ایک بولی تھی وہی لفظ آٹھویں آیت میں اس بات کے لئے مستعمل ہوا کہ بابل کے رہنے والے مورد غضب الٰہی ہو کر کل دنیا میں متفرق ہو گئے پس ان دونوں آیتوں کے تنظاہر سے اور نیز گذشتہ باب پر نظر ڈالنے سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ مطلب ان آیات کا یہی ہے کہ بابل کے واقعہ سے پہلے دُنیا میں ایک ہی بولی تھی اور یہی متفق علیہ عقیدہ یہود اور نصاریٰ کا ہے اور جس نے اس بارے میں شک کیا اُس نے سخت غلطی کھائی ہے یہ **مسئلہ** توریت کی نصوص صریحہ میں سے ہے جو قدیم سے اہل کتاب میں مسلّم چلا آتا ہے۔ ہاں یہ ماننا پڑتا ہے کہ جبکہ بموجب آیت اوّل گیارھویں باب پیدائش کے کل دنیا کی بولی ایک ہی تھی تو پھر یہ بیہودہ خیال ہوگا کہ ہم ایسا سمجھیں کہ کل بنی آدم اپنی اپنی ولایتوں سے کوچ کر کے بابل میں ہی آٹھہرے تھے اور اس کی کوئی وجہ معلوم

نہیں ہوتی کہ کیوں انہوں نے اپنی ولایتوں کو چھوڑ دیا تھا بلکہ اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ
چونکہ **نوح** کے طوفان کے بعد خدا تعالیٰ کا ارادہ تھا کہ بہت جلد دُنیا اپنی توالد و تناسل میں
ترقی کرے اس لئے اُس قادرِ مطلق نے ایک مدت تک اُن کو صحت اور امن کی حالت میں چھوڑ دیا تھا
تب وہ بہت بڑھے اور پھولے اور ایک خارق عادت طور پر اُن میں ترقی ہوئی تب بعض قوموں
نے اپنے ملک میں گنجائش کم دیکھ کر **سنعار** کی زمین کی طرف جو بابل کی زمین تھی حرکت کی۔ اور
اس جگہ آکر اس شہر کو آباد کیا اور اس قدر کثرت ہوگئی جس کی نظیر کسی زمانہ میں ثابت نہیں ہوتی پھر وہ دوسرے
شہروں کی طرف متفرق ہوگئے اور تمام دنیا میں بولیوں کا تفرقہ پڑنے کا موجب ہوئے۔

لیکن اگر یہ اعتراض پیش ہو کہ زبان عربی جو اُم الالسنہ قرار دی گئی ہے اس کی نسبت
تمام زبانوں کی نسبت مساوی نہیں ہے بلکہ بعض سے کم اور بعض سے زیادہ ہے **مثلاً** عبری زبان
پر ادنیٰ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تھوڑے سے تغیر کے بعد عربی زبان ہی ہے لیکن
سنسکرت یا یورپ کی زبانوں کے ساتھ وہ تعلق پایا نہیں جاتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ گو **عبری**
اور دوسری شاخیں اس کی درحقیقت **عربی** کے تھوڑے سے تغیر سے پیدا ہوئی ہیں اور **سنسکرت**
وغیرہ دُنیا کی کل زبانیں تغیرات بعیدہ سے نکلی ہیں تاہم کامل غور کرنے اور قواعد پر نظر ڈالنے
سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ ان زبانوں کے کلمات اور الفاظ مفردہ عربی سے ہی بدلا کر طرح طرح
کے قالبوں میں لائے گئے ہیں۔

اور عربی کے فضائل خاصہ سے جو اُمی زبان سے خصوصیت رکھتے ہیں جن کو ہم انشاء اللہ
اپنے اپنے محل پر تشریح کریں گے اور جو اس کے اُم الالسنہ اور کامل اور **الہامی زبان** ہونے پر قطعی دلیل
ہے **پانچ خوبیاں** ہیں جو مفصلہ ذیل ہیں۔

پہلی خوبی۔ عربی کے مفردات کا نظام کامل ہے یعنی انسانی ضرورتوں کو وہ مفردات پوری مدد دیتے
ہیں دوسرے لغات اس سے بے بہرہ ہیں۔

دوسری خوبی عربی میں اسماء باری و اسماء ارکان عالم و نباتات و حیوانات و جمادات و اعضاء انسان اپنی

اپنی وجہ تسمیہ میں بڑے بڑے علوم حکمیہ پر مشتمل ہیں دوسری زبانیں ہرگز اس کا مقابلہ نہیں کرسکتیں۔

تیسری خوبی۔ عربی کا اطراد مواد الفاظ بھی پورا نظام رکھتا ہے اور اس نظام کا دائرہ تمام افعال اور اسماء کو جو ایک ہی مادہ کے ہیں ایک سلسلہ حکمیہ میں داخل کرکے اُن کے باہمی تعلقات دکھلاتا ہے اور یہ بات اس کمال کے ساتھ دوسری زبانوں میں پائی نہیں جاتی۔

چوتھی خوبی۔ عربی کی تراکیب میں الفاظ کم اور معانی زیادہ ہیں یعنی زبان عربی الف لام اور تنوینوں اور تقدیم تاخیر سے وہ کام نکالتی ہے جس میں دوسری زبانیں کئی فقروں کے جوڑنے کی محتاج ہوتی ہیں۔

پانچویں خوبی۔ عربی زبان ایسے مفردات اور تراکیب اپنے ساتھ رکھتی ہے جو انسان کے تمام باریک در باریک ضمائر اور خیالات کا نقشہ کھینچنے کے لئے کامل وسائل ہیں۔

اب چونکہ یہ بھاری ثبوت ہمارے ذمہ ہے کہ ہم عربی کے مفردات کا ایسا نظام کامل ثابت کریں جو دوسری کتابیں اُس کے مقابلے سے عاجز رہیں اور نیز اس کی باقی چار خوبیوں کو بھی اسی طرح بپایہ ثبوت پہنچاویں۔ لہذا ہمارے لئے ضروری ہوا کہ ہم ان مباحث کو عربی زبان میں ہی لکھیں کیونکہ ہمارا یہ فرض ہے کہ یہ تمام خوبیاں مخالف کو دکھلاویں اور اگر وہ کسی اور زبان کو الہامی اور اُم الالسنہ قرار دیتا ہے تو اُس سے ان خوبیوں کا مطالبہ کریں اور چونکہ یہ بڑا بھاری کام ہے اس لئے میں نے قرین مصلحت سمجھا کہ مخالف کو پورے پورے طور پر ملزم اور ساکت کرنے کے لئے کوئی ایسی تدبیر کی جائے جس سے ان سب جھوٹے عذرات کا استیصال ہوجائے جو ایک مخالف مقابلہ سے عاجز آکر محض بیہودہ حیلہ سازی کے طور پر پیش کرسکتا ہے۔ مثلاً ایک آریہ مخالف اپنا پیچھا چھڑانے کے لئے کہہ سکتا ہے کہ ان **فضائل خمسہ** میں عربی کی خصوصیت کا دعویٰ بے دلیل ہے کیونکہ یہ دعویٰ اُس وقت صحیح ٹھہر سکتا ہے کہ جب کہ تمہیں سنسکرت کی پوری واقفیت ہوتی اب جبکہ سنسکرت کی ایسی واقفیت نہیں ہے تو یہ دعویٰ صرف یک طرفہ خیال ہے اور ممکن ہے کہ یک طرفہ خیال تحقیق کے وقت غلط نکلے اور گو ہم اس ناکارہ خیال کا جواب دے چکے ہیں کہ ہماری یہ تحقیقاتیں ایک

جماعت کی تحقیقات ہے جس میں سنسکرت دان بھی ہیں۔ لیکن اب ہم پورے طور پر اتمام حجت کے لئے ایک ایسا طریق فیصل لکھتے ہیں جس سے کوئی گریز نہیں کر سکتا اور وہ یہ ہے کہ اگر ہم اس دعوے میں کاذب ہیں کہ عربی میں وہ پانچ فضائل خصوصیت کے ساتھ موجود ہیں۔ جو ہم لکھ چکے ہیں۔ اور کوئی سنسکرت دان وغیرہ اس بات کو ثابت کر سکتا ہے کہ اُن کی زبان بھی ان فضائل میں عربی کی شریک و مساوی ہے یا اس پر غالب ہے تو ہم اس کو **پانچہزار روپیہ** بلاتوقف دینے کے لئے قطعی اور حتمی وعدہ کرتے ہیں۔ اور یاد رہے کہ یہ وعدہ انعام ہمارا عام لوگوں کے بیہودہ اشتہارات کی طرح نہیں تا کوئی یہ خیال کرے کہ صرف کہنے کی باتیں ہیں کس نے دینا اور کس نے لینا۔ بلکہ ہم اعلان دیتے ہیں کہ ایسا شخص جس طرح چاہے اپنی تسلی کر لے اور اگر چاہے تو یہ روپیہ بینک سرکاری میں رکھا جائے اور چاہے تو کسی آریہ مہاجن کے پاس یہ روپیہ جمع کرا دیا جائے اگر ہم اس کی درخواست کے موافق جمع نہ کرادیں یا درخواست کے شائع ہونے اور بذریعہ رجسٹری شدہ خط کے ہم تک پہنچنے کے بعد ایک ماہ تک ہم روپیہ کو جمع نہ کرادیں تو بے شک ہم کاذب اور لائق زِدن ٹھہریں گے اور ہماری ساری کارروائی پایہ اعتبار سے گر جائے گی لیکن یہ ضروری ہوگا کہ جو شخص جمع کرانے کی درخواست کرے وہ اس درخواست میں یہ بھی تحریر کر دے کہ وہ فلاں مدت تک اس کام سے عہدہ برآ ہوگا اور اس بات کا اقرار کر دے کہ اگر وہ اس مدت تک عہدہ برآ نہ ہوا اور مقابلہ کرکے نہ دکھلا سکا تو جو کچھ حرجانہ منصفوں یا عدالت کی تجویز سے ایک تجارتی روپیہ کی مدت مذکورہ تک بند رہنے سے متصوّر ہے تو وہ بلا عذر و حیلہ ادا کر دے گا۔

اور واضح ہو کہ یہ کتاب قریباً ڈیڑھ مہینہ کی محنت اور کوشش سے ہم نے تیار کی ہے۔ چنانچہ اپریل ۱۸۹۵ء کے کچھ دن گذرے یہ کام شروع ہوا اور مئی ۱۸۹۵ء ابھی کچھ باقی رہتا تھا کہ انجام کو پہنچ گیا اور اس محنت کے دنوں میں پورا دن اس کام کے لئے کبھی نہیں لگا بلکہ زیادہ سے زیادہ تیسرا یا چوتھا حصہ اس فکر میں خرچ آتا رہا اور اگر تمام روز محنت کی جاتی تو شاید ہفتہ عشرہ تک ہی یہ کام انجام تک پہنچ جاتا۔ لیکن اب بالمقابل لکھنے والوں کے لئے یہ محنت راہ میں نہیں جو

ہمیں کرنی پڑی کیونکہ ہمارے لئے ضروری تھا کہ تمام زبانوں پر ایک عمیق نظر ڈالیں اور عربی زبان کا اُن سے اشتراک ثابت کریں اور پھر بعد ثبوت اشتراک یہ ضروری تھا کہ عربی کے فضائل خاصہ اور فوق العادت کمالات سے اُس کا الہامی اور اُمّ الالسنہ ہونا بپایۂ ثبوت پہنچاویں لیکن ہمارے مخالفوں کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اس قدر محنت کریں۔ بلکہ ہم اس بات پر راضی ہیں کہ صرف عربی کے فضائل کے مقابل پر اپنی زبان کے فضائل دکھلادیں اور جس قدر ہم نے عربی زبان کی خوبیاں اس کتاب میں ثابت کی ہیں وہ تمام خوبیاں اپنی زبان میں ثابت کرکے پیش کریں اور جیسا کہ ہم نے نمونہ کے طور پر عربی زبان کے مفردات کو عبارات کے سلسلہ میں مندرج کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ عربی مفردات کا نظام کامل ہے اور ہر یک قسم کے خیالات کے ادا کر دینے پر قادر ہے۔ یہی نمونہ اپنی زبان کے مفردات سے وہ بھی دکھلادیں اور یہ کام نہایت تھوڑا اور صرف چند روز کا ہے پس اس صورت میں محنت کا کام نہایت کم رہ گیا بلکہ مثلاً ویدک سنسکرت کا واقف صرف دو چار روز میں یہ نمونہ پیش کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ سنسکرت میں ایسا نمونہ بھی ہو۔ اِس وقت ہم غیر زبان والوں سے کیا مانگتے ہیں صرف یہی کہ وہ یہ خوبیاں جو ہم نے زبان عربی میں ثابت کی ہیں اپنی زبان میں ثابت کرکے دکھلادیں۔ مثلاً یہ بات ظاہر ہے کہ کامل زبان کے لئے مفردات کا کامل نظام ضروری ہے یعنی یہ وجہات سے ہے کہ کامل زبان جو الہامی اور اُمّ الالسنہ کہلاتی ہے انسانی خیالات کو الفاظ کے قالب میں ڈھالنے کے وقت پورا ذخیرہ مفردات کا اپنے اندر رکھتی ہو۔ ایسے طور سے کہ جب انسان مثلاً ایک توحید کے مضمون کے متعلق یا شرک کے مضمون کے متعلق یا حقوق اللہ کے متعلق یا حقوق عباد کے متعلق یا عقائد دینیہ کے متعلق یا اُن کے دلائل کے متعلق یا محبت اور مخالطت کے متعلق یا بغض اور نفرت کے متعلق یا خدا تعالیٰ کی مدح اور ثنا اور اس کے اسماء مطہرہ کے متعلق یا مذاہب باطلہ کے ردّ کے متعلق یا قصص اور سوانح کے متعلق یا احکام اور حدود کے متعلق یا علم معاد کے متعلق یا تجارت اور زراعت اور نوکری کے متعلق یا نجوم اور ہیئت کے متعلق یا طبعی اور طبابت اور منطق وغیرہ

کے متعلق کوئی مبسوط کلام کرنا چاہے تو اُس زبان کے مفردات اُس کو ایسے طور سے مدد دے سکیں کہ ہر یک خیال کے مقابل پر جو دل میں پیدا ہو ایک لفظ مفرد موجود ہو تا یہ امر اس بات پر دلیل ہو کہ جس ذات کامل نے انسان اور اُس کے خیالات کو پیدا کیا اُسی نے ان خیالات کے ادا کرنے کے لئے قدیم سے وہ مفردات بھی پیدا کر دیئے اور ہمارا دلی انصاف اس بات کے قبول کرنے کے لئے ہمیں مجبور کرتا ہے کہ اگر یہ خصوصیت کسی زبان میں پائی جائے کہ وہ زبان انسانی خیالات کے قد و قامت کے موافق مفردات کا خوبصورت پیرایہ اپنے اندر طیار رکھتی ہے اور ہر یک باریک فرق جو افعال میں پایا جاتا ہے وہی باریک فرق اقوال کے ذریعہ سے دکھاتی ہے اور اُس کے مفردات خیالات کے تمام حاجتوں کے متکفل ہیں تو وہ زبان بلاشبہ الہامی ہے کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کا فعل ہے جو اُس نے انسان کو ہزارہا طور کے خیالات ظاہر کرنے کے لئے مستعد پیدا کیا ہے۔ پس ضرور تھا کہ اُنہیں خیالات کے اندازہ کے موافق اُس کو ذخیرہ قولی مفردات بھی دیا جاتا تا خدا تعالیٰ کا قول اور فعل ایک ہی مرتبہ پر ہو لیکن حاجت کے وقت ترکیب سے کام لینا یہ بات کسی خاص زبان سے خصوصیت نہیں رکھتی۔ ہزارہا زبانوں پر یہ عام آفت اور نقص درپیش ہے کہ وہ مفردات کی جگہ مرکبات سے کام لیتے ہیں جس سے ظاہر ہے کہ ضرورتوں کے وقت وہ مرکبات انسانوں نے خود بنا لئے ہیں۔

پس جو زبان اُن آفتوں سے محفوظ ہو گی اور اپنی ذات میں مفردات سے کام نکالنے کی خصوصیت رکھے گی اور اپنے اقوال کو خدا تعالیٰ کے فعل کے مطابق یعنی خیالات کے جوشوں کے مطابق اور ان کے ہموزن دکھلائے گی۔ بلاشبہ وہ ایک خارق العادات مرتبہ پر ہو کر اور تمام زبانوں کی نسبت ایک خصوصیت پیدا کر کے اس لائق ہو جائے گی کہ اُس کو اصل الہامی زبان اور فطرت اللہ کہا جائے اور جو زبان اس مرتبہ عالیہ سے مخصوص ہو کہ وہ خدا تعالیٰ کے منہ سے نکلی اور فوق العادات کمالات سے مختص اور اُمّ الالسنہ ہے اس کی نسبت یہ کہنا ایمانداری کا فرض ہو گا کہ وہی ایک زبان ہے جو حقیقی طور پر اس لائق ٹھہرائی گئی ہے کہ خدا تعالیٰ کا اعلیٰ و اکمل الہام اُسی میں نازل ہو اور دوسرے الہام اس الہام کی ایسی ہی فرع ہیں جیسا کہ دوسری بولیاں اس بولی کی فرع ہیں لہٰذا ہم اس بحث کے

بعد اس بحث کو لکھیں گے کہ وہ حقیقی اور کامل اور اتم اور اکمل وحی جو دنیا میں آنے والی تھی وہ صرف قرآن شریف ہے اور نہیں مفردات سے اس نتیجہ کو بتفصیل ظاہر کریں گے کہ عربی کو ام الالسنہ اور الہامی ماننے سے نہ صرف یہی ماننا پڑتا ہے کہ قرآن خدا تعالیٰ کا کلام ہے بلکہ یہ بھی ضروری طور پر ماننا پڑتا ہے کہ صرف قرآن ہی ہے جس کو حقیقی وحی اور اکمل اور اتم اور خاتم الکتب کہنا چاہیئے۔ اور اب ہم مفردات کا نظام دکھلانے کے لئے اور نیز دوسری خوبیوں کے لحاظ سے اس کتاب کا عربی حصہ شروع کریں گے

ولاحول ولا قوۃ اِلّا باللّٰہ وھو العلی العظیم ؀

تنبیہ

قبل اس کے جو ہم اس کتاب کے عربی حصّہ کو شروع کریں یہ بات ظاہر کرنا ضروریات سے ہے کہ پہلے ہم نے ارادہ کیا تھا کہ صرف عربی کے الفاظ مفردہ جمع کر کے دکھلا دیں لیکن پھر ہم نے سوچا کہ اس صورت میں شاید بعض لوگ ہمارے مدعا کو صفائی سے نہ سمجھ سکیں کیونکہ بظاہر تھوڑے سے بہت مفردات ہریک قوم کے پاس ہیں۔ مثلاً اگرچہ سنسکرت مفردات کا ذخیرہ بہت ہی کم رکھتی ہے چنانچہ اُس زبان کے فاضل بیان کرتے ہیں کہ اُس میں چار سو روٹ سے زیادہ نہیں۔ مگر تاہم اگرچہ صرف چار سو ہے مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ کچھ بھی نہیں اور عربی کے محققوں نے گو تحقیق کیا ہے کہ اُس کے مفردات ستائیس لاکھ سے بھی کچھ زیادہ ہیں لیکن جب تک ایک دشمن متعصب کو ایک قاعدہ کے ساتھ ملزم نہ کیا جائے وہ اپنے بخل اور شرارت اور چون و چرا سے باز نہیں آتا لہٰذا ہمیں یہ تجویز نہایت معقول معلوم ہوئی کہ ہریک مضمون میں مفردات کا نظام طلب کیا جائے اور نظام مفردات سے مطلب ہمارا یہ ہے کہ ہریک مضمون جہاں تک کہ طبعی طور پر ختم ہو اُس کو محض ایسی عبارت سے جو مفردات سے ہی ترکیب پاتی ہو انجام تک پہنچایا جائے اور پھر مخالفوں سے اُس کی نظیر مانگی جائے۔ یہ ایک ایسا طریق ہے جس سے بڑی صفائی سے فیصلہ ہو جائے گا اور

ہر یک زبان کی بلاغت فصاحت کا بھی اندازہ ہو جائے گا سوا اس کے چونکہ مفردات کا تعلق ثابت کرنے کے لئے ہر یک فریق کے لئے یہ ضروری ہو گا کہ وہ صرف متفرق مفردات پیش نہ کرے بلکہ ان ضروری مضامین کے رنگ میں پیش کرے جو ہمارے مضامین کے مقابل لکھے جائیں گے۔ لہٰذا اس فاضلانہ بحث میں ہر یک جاہل جو علم سے بے بہرہ ہو دخل نہیں دے سکے گا اور جیسا کہ پہلے اس سے مثلاً آریہ سماج والوں نے ایک نہایت ذلیل نادان اور سخت درجہ کے احمق اور جاہل لیکھرام نام ایک ہندو کو اسلام کے مقابل پر کھڑا کر دیا تھا اور وہ صرف گالیوں سے کام نکالتا تھا اور عیسائیوں کا چیدہ بن کر ان کے بیہودہ اعتراض جو اُن کے جاہلوں نے اسلام پہ کئے ہیں پیش کرتا تھا۔ اس بحث میں ایسا نہ ہو گا کیونکہ یہ علمی بحث ہے اب ایسے حرامی سیرت، گندہ طبع اور بدخُو اور ساتھ اس کے سخت درجہ کے نادان اور بے علم کو بولنے کی گنجائش نہیں رہے گی اور لوگ دیکھ لیں گے کہ ان لوگوں کی اصل حقیقت کیا تھی۔

اور ہم اس جگہ اپنے اُن دوستوں کا **شکر** ادا کرنے سے رہ نہیں سکتے جنہوں نے ہمارے اس کام میں زبانوں کا اشتراک ثابت کرنے کے لئے مدد دی ہے ہم نہایت خوشی سے اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے مخلص دوستوں نے **اشتراک السنہ** ثابت کرنے کے لئے وہ جان فشانی کی ہے جو یقیناً اُس وقت تک اس صفحۂ دنیا میں یادگار رہے گی جب تک کہ یہ دنیا آباد ہے ان **مردانِ خدا** نے بڑی بہادری سے اپنے عزیز وقتوں کو ہمیں دیا ہے اور دن رات بڑی محنت اور عرق ریزی اٹھا کر اس **عظیم الشان** کام کو انجام دے دیا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ ان کو جناب الٰہی میں بڑا ہی ثواب ہوگا کیونکہ وہ ایک ایسے جنگ میں شریک ہوئے جس میں عنقریب اسلام کی طرف سے **فتح** کے نقارے بجیں گے۔ پس ہر ایک اُن میں سے **الٰہی تمغہ** پانے کا مستحق ہے۔ میں اس کیفیت کو بیان نہیں کر سکتا کہ وہ کیونکر ہر یک جلسہ میں اشتراک نکالنے کے لئے اندر ہی اندر صدہا کوس نکل جاتے تھے اور پھر کیوں کر کامیابی کے ساتھ واپس آ کر کسی لفظ مشترک کا تحفہ پیش کرتے تھے یہاں تک کہ اسی طرح دنیا

کی زبانیں ہمارے پاس جمع ہوگئیں ہیں کبھی اس کو فراموش نہیں کروں گا کہ اس عظیم الشان کام میں ہمارے مخلص دوستوں نے وہ مدد دی جو میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن کے ذریعہ سے میں اُس کا اندازہ بیان کرسکوں اور میں دُعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ یہ اُن کی محنتیں قبول فرماوے۔ اور ان کو اپنے لئے قبول کر لیوے اور گندی زیست سے ہمیشہ دور اور محفوظ رکھے اور اپنا **اُنس** اور **شوق** بخشے اور اُن کے ساتھ ہو **آمین ثم آمین** اُن احباب کے نام نامی یہ ہیں

(۱) اخویم حکیم مولوی **نور دین** صاحب بھیروی
(۲) اخویم مولوی **عبد الکریم** صاحب سیالکوٹی
(۳) اخویم منشی غلام قادر صاحب سیالکوٹی
(۴) اخویم خواجہ **کمال الدین** صاحب بی اے لاہوری
(۵) اخویم مرزا خدابخش صاحب اتالیق نواب
(۶) اخویم مفتی محمد صادق صاحب بھیروی
(۷) محمد علی خاں صاحب کوٹلہ مالیر
(۸) اخویم میاں **محمد خاں** صاحب کپور تھلہ ریاست
(۹) اخویم منشی **غلام محمد** صاحب سیالکوٹی

اور خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کس کی کوششیں اس کام میں زیادہ ہیں اور وہ کسی مخلص کی محنت کو ضائع نہیں کرے گا۔ مگر جہاں تک ہمارا علم اور رویت ہمیں جتلاتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ سب سے زیادہ کوشش **اخویم حکیم مولوی نور دین صاحب** اور **اخویم مولوی عبد الکریم** صاحب کی ہے۔ جو تمام تعلقات چھوڑ کر کئی مہینوں سے اس کام کے لئے میرے پاس موجود ہیں اور حضرت مولوی نور دین صاحب نے نہ صرف اتنی ہی مدد دی۔ بلکہ اس کام کے لئے عمدہ عمدہ کتابیں انگریزی اپنی قیمت سے خرید کر منگوا دیں اور اسی مطلب کے لئے قیمتی کتابوں کا ذخیرہ اکٹھا کیا جزاھم اللّٰہ خیرا

واللّٰہ لایضیع اجر

المحسنین آمین

یہ وہ پہلا خطبہ اور تمہید ہے جس کا مقابلہ نظام مفردات میں سنسکرت کے مدعی آریہ اور دوسری قوموں سے مطلوب ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ[ط] الرب الرحمان۔ ذی المجد والفضل والاحسان۔ خلق

تمام تعریفیں اس اللہ کو جو رب اور رحمٰن ہے - بزرگی اور فضل اور احسان اسی کی صفات ہیں - انسان

[ط] چونکہ اصلی غرض عربی عبارتوں کے لکھنے سے یہ دکھلانا ہے کہ یہ زبان علاوہ اس صفت خاص کے کہ الہیات اور دینی تعلیم کے تمام شاخوں کی کامل طور پر خادم ہے ہر یک قصہ اور خطبہ اور مبادی اور مقاصد کے بیان کرنے میں اور ہر یک نازک سے نازک مضمون کے ادا کرنے کے وقت صرف مفردات سے کام لیتی ہے اور اس کے خزانہ میں وہ مفردات کا نظام موجود ہے جو ہر یک قصہ کے نظام سے برابر آ جاتا ہے اور مرکبات کی طرف حاجت نہیں پڑتی اس لئے ہم نے اس خطبہ اور تمہید کے وقت اور ایسا ہی اور چند مضامین میں جو بعد میں آئیں گے یہ ارادہ کیا ہے کہ ناظرین کو عربی کے ان **صفات خاصہ** کی طرف توجہ دلا دیں تا اگر ممکن ہو تو ہمارے مخالف اس کا مقابلہ کر کے دکھلا دیں اور اگر ہو سکے تو اپنی زبان کو اس دھبہ سے پاک کر دیں کہ وہ ہر یک امر دینی نشان کے بیان کرنے میں صرف مفردات کے ساتھ کاربرآری کرنے سے قاصر ہے اور اگر ایسا نہ کر سکیں تو گو وہ سنسکرت کے حامی ہوں یا کسی اور زبان کے انہیں اس بات سے شرم کرنی چاہیئے کہ وہ کبھی کسی مجلس میں عربی زبان کے مقابل پر اپنی زبانوں کا نام بھی لیویں یا کبھی بھولے بسرے بھی منہ پر لاویں کہ ہماری زبان بھی الٰہی زبان ہے اور اسی میں خدا کا کلام نازل ہوا ہے -

اب واضح ہو کہ اس خطبہ اور تمہید میں تین سو کلمے ہیں جو کلمات مفردہ ہیں اور بعض ایسے کلمے ہم نے چھوڑ بھی دیئے ہیں جو ایک ہی مادہ سے نکلے ہیں اور یہ کلمات صدہا عجائب اور لطائف پر مشتمل ہیں اور اگر ہم اُن کے عجائب **خواص** کا بیان کریں تو اُن تمام کا لکھنا فی الواقعہ **ایک دفتر** چاہتا ہے لہٰذا ہم اس جگہ بالفعل صرف دو لفظ کی خوبیاں بطور نمونہ پیش کریں گے اور پھر وقتاً فوقتاً انشاء اللہ پیش کرتے جائیں گے لیکن پہلے اس سے اس نہایت مفید قاعدہ کا لکھنا واجبات سے ہے کہ **صحیفہ قدرت** پر نظر ڈالنے سے یہ بات ضروری طور پر ماننی پڑتی ہے کہ جو چیزیں خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے پیدا ہوئی ہیں یا اُس سے صادر ہوئی ہیں اُن کی اول علامت یہی ہے کہ اپنے اپنے مرتبہ کے موافق خدا شناسی کے راہوں کے خادم ہوں اور اپنے وجود کی اصلی غرض بزبان قال یا حال یہی ظاہر کریں کہ وہ معرفت باری کا ذریعہ اور اُسی کے راہ کے خادم ہیں۔ کیونکہ تمام مخلوقات کی ازل سے ایک

الانسان ۔ علمہ البیان ۔ ثم جعل من لسان واحدۃ السنۃ

پیدا کیا اور اس کو بولنا سکھلایا پھر ایک زبان سے کئی زبانیں شہروں میں

بقیہ صفحہ ۲۰ نظر غور ڈالنے سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ کائنات کا تمام سلسلہ انواع و اقسام کے پیرایوں میں اسی کام میں لگا ہوا ہے کہ تا وہ خدا تعالیٰ کے پہچاننے اور اُس کی راہوں کے جاننے میں ایک ذریعہ ہو پس چونکہ عربی زبان خدا تعالیٰ سے صادر ہوئی اور اُس کے منہ سے نکلی ہے لہٰذا ضرور تھا کہ اس میں بھی یہ علامت موجود ہو تا یقینی طور پر شناخت کیا جائے کہ وہ فی الواقعہ ان چیزوں میں سے ہے کہ جو بغیر ذریعہ انسانی کوششوں کے محض خدا تعالیٰ سے ظہور پذیر ہوئی ہیں سو الحمد للہ والمنۃ کہ عربی زبان میں یہ **علامت** نہایت بدیہی اور صاف طور پر پائی جاتی ہے اور جیسا کہ انسان کی اور قویٰ کی نسبت **مضمون آیۃ** وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ[1] ثابت و متحقق ہے۔ اسی طرح عربی زبان میں جو انسان کی اصلی زبان اور اس کی جزو خلقت ہے یہی حقیقت ثابت ہے۔ اس میں کیا شک ہے کہ انسان کی خلقت اُسی حالت میں اتم اور اکمل ٹھہر سکتی ہے کہ جب کلام کی خلقت بھی اُس میں داخل ہو کیونکہ وہ چیز جو انسانیت کے جوہر کی چہرہ نما ہے وہ **کلام** ہی ہے اور کچھ محالہ نہ ہوگا۔ اگر ہم یہ کہیں کہ انسانیت سے مراد یہی نطق اپنے تمام لوازم کے ساتھ ہے پس خدا تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ میں نے انسان کو اپنی عبادت اور معرفت کے لئے پیدا کیا ہے درحقیقت دوسرے لفظوں میں یہ بیان ہے کہ میں نے انسانی حقیقت کو جو نطق اور کلام ہے معہ اس کے تمام قویٰ اور افعال کے جو اُس کے زیر حکم چلتے ہیں اپنے لئے بنایا ہے کیونکہ جب ہم سوچتے ہیں کہ **انسان کیا چیز ہے** تو صریح یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک **جاندار** ہے کہ جو اپنی کلام سے دوسرے جانوروں سے تمیز کلی رکھتا ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ کلام انسان کی اصل حقیقت ہے اور باقی قویٰ اس حقیقت کی تابع اور خادم ہیں۔ پس اگر یہ کہیں کہ انسان کا کلام خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں تو یہ کہنا پڑیگا کہ انسان کی انسانیت خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں لیکن ظاہر ہے کہ خدا انسان کا خالق ہے اس نے زبان کا معلم بھی وہی ہے اور اس جھگڑے کے فیصلے کے لئے کہ وہ کس زبان کا معلم ہے ابھی ہم لکھ چکے ہیں کہ اس کی طرف سے وہی زبان ہے کہ جو موجب منطوق وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون اُسی طرح معرفت الٰہی کی خادم ہو سکتی ہے جیسا کہ انسان کے وجود کی دوسری بناوٹ اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ ان صفات سے موصوف صرف عربی ہی ہے اور اس کی خدمت یہ ہے کہ وہ معرفت باری تک پہنچانے کے لئے اپنے اندر ایک ایسی طاقت رکھتی ہے جو الٰہیات کے ایک معنوی تقسیم کو جو **قانون قدرت** میں پائی جاتی ہے بڑی خوبصورتی کے ساتھ اپنے **مفردات** میں دکھاتی ہے اور صفات

[1] الذاریات : ۵۷

فی البلدان۔ کما جعل من لون واحد انواع الالوان ۔ و جعل

کر دیں جیسا کہ ایک رنگ سے کئی رنگ انواع اقسام کے بنا دیئے اور عربی

بقیہ صفحہ ۲۱ :الٰہیہ کے نازک اور باریک فرقوں کو جو **صحیفہ فطرت** میں نمودار ہیں اور ایسا ہی توحید کے دلائل کو جو اسی صحیفہ سے مترشح ہیں اور خدا تعالیٰ کے انواع اقسام کے ارادوں کو جو اُس کے بندوں سے متعلق اور صحیفہ قدرت میں **نمایاں** ہیں ایسے طور سے ظاہر کر دیتی ہے کہ گویا اُن کا ایک نہایت لطیف نقشہ کھینچ کر آگے رکھ دیتی ہے اور ان **دقیق** الہیات کو جو خدا تعالیٰ کے **اسماء** اور **صفات** اور **افعال** اور ارادوں میں واقع ہیں جن کی شہادت اس کا قانون قدرت دے رہا ہے ایسی معانی دکھا دیتی ہے کہ گویا ان کی تصویر کو آنکھوں کے سامنے لے آتی ہے۔ چنانچہ یہ بات بداہت معلوم ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے صفات اور افعال اور ارادوں کی چہرہ نمائی اور نیز اپنے فعل اور قول کی تطبیق کے لئے **زبان عربی** کو ایک متکفل خادم پیدا کیا ہے اور ازل سے یہی چاہا ہے کہ الٰہیات کے **سرّ مکتوم** اور مقفل کے لئے یہی زبان کنجی ہو۔ اور جب ہم اس **نکتہ** تک پہنچتے ہیں اور یہ عجیب **عظمت** اور خصوصیت عربی کی ہم پر کھلتی ہے تو دوسری تمام زبانیں سخت تاریکی اور نقصان میں پڑی ہوئی دکھائی دیتی ہیں کیونکہ جس طرح زبان عربی صفات الٰہیہ اور اُس کی تمام تعلیموں کے لئے **مرایا متقابلہ** کی طرح واقع ہے۔ اور الٰہیات کے قدرتی نقشہ کا ایک سیدھا انعکاسی خط عربی میں پڑا ہوا دکھائی دیتا ہے یہ صورت کسی دوسری زبان میں ہرگز موجود نہیں اور جب ہم عقل سلیم اور فہم مستقیم سے صفات الٰہیہ کی اُس تقسیم پر نظر ڈالتے ہیں جو قدیم سے اور ازل سے صحیفہ عالم میں قدرتی طور پر پائی جاتی ہے تو وہی تقسیم عربی کے مفردات میں ہمیں ملتی ہے۔ مثلاً جب ہم غور کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا رحم عقلی تحقیق کی رو سے اپنی ابتدائی تقسیم میں کتنے حصوں پر مشتمل ہو سکتا ہے تو اس قانون قدرت کو دیکھ کر جو ہماری نظر کے سامنے ہے صاف طور پر ہمیں سمجھ آجاتا ہے کہ وہ رحم دو قسم پر ہے یعنی قبل از عمل و بعد از عمل کیونکہ بندہ پروری کا **انتظام** آواز بلند گواہی دے رہا ہے کہ **رحمتِ الٰہی** نے دو قسم سے اپنی ابتدائی تقسیم کے لحاظ سے بنی آدم پر ظہور و بروز فرمایا ہے۔

اوّل وہ رحمت جو بغیر وجود عمل کسی عامل کے بندوں کے ساتھ شامل ہوئی جیسا کہ زمین اور آسمان اور شمس و قمر اور ستارے اور پانی اور ہوا اور آگ اور وہ تمام نعمتیں جن پر انسان کی بقا اور حیات موقوف ہے کیونکہ بلاشبہ یہ تمام چیزیں انسان کے لئے رحمت ہیں جو بغیر کسی استحقاق کے محض فضل اور احسان کے طور سے اُس کو عطا ہوئے ہیں اور یہ ایسا فیض خاص ہے جو انسان کے سوال کو بھی اس میں دخل نہیں بلکہ اُس کے وجود سے بھی پہلے ہے اور یہ چیزیں ایسی بزرگ رحمت ہے جو

العربیۃ اُمًّا لکل لسان ۔ وجعلھا کالشمس بالضوء واللمعان

کو ہر یک زبان کی ماں ٹھہرایا اور اس کو چمک اور روشنی میں سورج کی طرح بنا دیا

بقیہ صفحہ ۲۲: انسان کی زندگی انہیں پر موقوف ہے اور پھر باوصف اس کے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ یہ تمام چیزیں انسان کے کسی نیک عمل سے پیدا نہیں ہوئیں بلکہ انسانی گناہ کا علم بھی جو خدا تعالیٰ کو پہلے سے تھا ان رحمتوں کے ظہور سے مانع نہیں ہوا اور کوئی **آواگون** کا قائل یا **تناسخ** کا ماننے والا گو کیسا ہی اپنے تعصب اور جہالت میں غرق ہو مگر یہ بات تو وہ منہ پر نہیں لا سکتا کہ یہ انسان ہی کے نیک کاموں کا پھل اور نتیجہ ہے کہ اس کے آرام کے لئے زمین پیدا کی گئی یا اس کی تاریکی دور کرنے کے لئے آفتاب اور ماہتاب بنایا گیا یا اس کی کسی نیک عمل کی جزا میں پانی اور اناج پیدا کیا گیا یا اس کے کسی زہد اور تقویٰ کے پاداش میں سانس لینے کے لئے ہوا بنائی گئی کیونکہ انسان کے وجود اور زندگی سے بھی پہلے یہ چیزیں موجود ہو چکی ہیں اور جب تک ان چیزوں کا وجود پہلے فرض نہ کر لیں تب تک انسان کے وجود کا خیال بھی ایک خیال محال ہے پھر کیونکر ممکن ہے کہ یہ چیزیں جن کی طرف انسان اپنے وجود اور حیات اور بقا کے لئے محتاج تھا وہ انسان کے بعد ظہور میں آئے ہوں پھر خود انسانی وجود جس احسن طور کے ساتھ ابتدا سے تیار کیا گیا ہے یہ تمام وہ باتیں ہیں جو انسان کی تکمیل سے پہلے ہیں اور یہی ایک خاص رحمت ہے جس میں انسان کے عمل اور عبادت اور مجاہدہ کو کچھ بھی دخل نہیں۔

دوسری قسم رحمت کی وہ ہے جو انسان کے اعمال حسنہ پر مترتب ہوتی ہے کہ جب وہ تضرع سے دعا کرتا ہے تو قبول کی جاتی ہے اور جب وہ محنت سے تخم ریزی کرتا ہے تو رحمت الٰہی اس تخم کو بڑھاتی ہے یہاں تک کہ ایک بڑا ذخیرہ اناج کا اس سے پیدا ہوتا ہے اسی طرح اگر غور سے دیکھو تو ہمارے ہر یک عمل صالح کے ساتھ خواہ وہ دین سے متعلق ہے یا دنیا سے رحمت الٰہی لگی ہوئی ہے اور جب ہم ان قوانین کے لحاظ سے جو الٰہی **سنتوں** میں داخل ہیں کوئی محنت دنیا یا دین کے متعلق کرتے ہیں تو فی الفور **رحمتِ الٰہی** ہمارے شامل حال ہو جاتی ہے اور ہماری محنتوں کو سرسبز کر دیتی ہے یہ **دونوں** رحمتیں اس قسم کی ہیں کہ ہم ان کے بغیر جی ہی نہیں سکتے کیا ان کے وجود میں کسی کو کلام ہو سکتا ہے ؟ ہرگز نہیں بلکہ یہ تو اجلیٰ بدیہیات میں سے ہیں جن کے ساتھ ہماری زندگی کا تمام **نظام** چل رہا ہے پس جبکہ ثابت ہو گیا کہ ہماری تربیت اور تکمیل کے لئے دو رحمتوں کے **دو چشمے** قادر کریم نے جاری کر رکھے ہیں اور وہ اس کی **دو صفتیں** ہیں جو ہمارے درخت وجود کی آبپاشی کے لئے دو رنگوں میں ظاہر ہوئے ہیں تو اب دیکھنا چاہیئے کہ وہ دو چشمے زبان عربی میں منعکس ہو کر کس کس نام سے پکارے گئے ہیں

هوالذی نطق بحمدہ الثقلان۔ و اقرّ بربوبیته الانس

وہی ہے جس کی حمد آدمی اور جن کر رہے ہیں اور اس کے رب ہونے کا اقرار کرتے

بقیہ صفحہ ۲۲: پس واضح ہو کہ پہلے قسم کی رحمت کے لحاظ سے زبان عربی میں خدا تعالیٰ کو رحمٰن کہتے ہیں اور دوسرے قسم کی رحمت کے لحاظ سے زبان موصوف میں اس کا نام رحیم* ہے اسی خوبی کے دکھلانے کے لئے ہم عربی خطبہ کے پہلی ہی سطر میں رحمان کا لفظ لائے ہیں۔ اب اس نمونہ کو دیکھ لو کہ چونکہ یہ رحم کی صفت اپنی ابتدائے تقسیم کے لحاظ سے الٰہی قانون قدرت کے دو قسم پر مشتمل تھی۔ لہٰذا اس کے لئے زبان عربی میں دو مفرد لفظ موجود ہیں اور یہ قاعدہ طالب حق کے لئے نہایت مفید ہوگا کہ ہمیشہ عربی کے باریک فرقوں کے پہچاننے کے لئے صفات اور افعال الٰہیہ کو جو صحیفہ قدرت میں نمایاں ہیں **معیار** قرار دیا جائے۔ اور ان کے اقسام کو جو قانون قدرت سے ظاہر ہوں عربی کے مفردات میں ڈھونڈا جائے اور جہاں کہیں عربی کے ایسے مترادف لفظوں کا باہمی فرق ظاہر کرنا مقصود ہو جو صفات یا افعال الٰہی کے متعلق ہیں تو صفات یا افعال الٰہی کی اس تقسیم کی طرف متوجہ ہوں جو نظام قانون قدرت دکھلا رہا ہے کیونکہ عربی کی اصل غرض الٰہیات کی خدمت ہے جیسا کہ انسان کے وجود کی اصل غرض **معرفت باری تعالیٰ** ہے اور ہر یک چیز جس غرض کے لئے پیدا کی گئی ہے اسی غرض کو سامنے رکھ کر اس کے عقدے کھل سکتے ہیں اور اس کے جوہر معلوم ہو سکتے ہیں۔ مثلاً بیل صرف کلبہ رانی اور بارکشی کے لئے پیدا کیا گیا ہے پس اگر اس غرض کو نظر انداز کر کے اس سے وہ کام لینا چاہیں جو شکاری کتوں سے لیا جاتا ہے تو بے شک وہ ایسے کام سے عاجز آ جائیگا۔ اور نہایت نکما اور ذلیل ثابت ہوگا لیکن اگر اصلی کام کے ساتھ اس کی آزمائش کریں تو وہ بہت جلد اپنے وجود کی نسبت ثابت کرے گا کہ سلسلہ وسائل معیشت دنیوی کا ایک بھاری بوجھ اس کے سر پر ہے غرض ہر یک چیز کا ہنر اسی وقت ثابت ہوتا ہے جب اس کا اصلی کام اس سے لیا جائے سو عربی کے ظہور اور بروز کا اصلی مقصود الٰہیات کا روشن چہرہ دکھلانا ہے مگر چونکہ اس نہایت باریک اور دقیق کام کا ٹھیک ٹھیک انجام دینا اور غلطی سے محفوظ رہنا انسانی طاقتوں سے بڑھ کر تھا لہٰذا خداوند کریم اور رحیم نے قرآن کریم کو عربی زبان کی بلاغت و فصاحت دکھلانے کے لئے اور مفردات کی نازک

* کتاب دساتیر مجوس میں یہ فقرات ہیں: بنام ایزد بخشایندہ بخشائش گر مہربان دادگر۔ جو بظاہر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے مشابہ ہیں لیکن جو فرق رحمان اور رحیم میں بحکمت فرق ہے وہ فرق ان لفظوں میں موجود نہیں اور جو اللہ کا اسم وسیع معنی رکھتا ہے وہ ایزد کے لفظ میں ہرگز پائے نہیں جاتے۔ لہٰذا

والجان. تسجد له الارواح والابدان. والقلب واللسان

ہیں روحیں اور بدن اُس کو سجدہ کرتی ہیں دل اور زبان اُس کی تعریف

فرق اور مرکبات کا خارق عادت ایجاز ظاہر کرنے کے لئے بطور ایسے اعجاز کے بھیجا کہ تمام گردنیں اُس کی طرف جھک گئیں اور عربی کی بلاغت کو اُس کے مفردات اور مرکبات کی نسبت جو کچھ قرآن نے ظاہر کیا اُس کو اُس وقت کے اعلےٰ درجہ کے زبان دانوں نے نہ صرف قبول ہی کیا بلکہ مقابلہ سے عاجز آکر یہ بھی ثابت کر دیا کہ انسانی قوتیں اِن حقائق اور معارف کے بیان کرنے اور زبان کا سچا اور حقیقی حسن دکھلانے سے عاجز ہیں اسی مقدس کلام سے رحمان اور رحیم کا بھی فرق معلوم ہوا جس کو ہم نے بطور نمونہ خطبہ مذکورہ میں لکھا ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ ہر یک زبان میں بہت سے مترادف الفاظ پائے جاتے ہیں لیکن جب تک الحکمہ کھول کر اُن کے باہمی فرقوں پر اطلاع نہ پاویں اور وہ الفاظ علم الٰہی اور دینی تعلیم میں سے نہوں تب تک ان کو علمی مد میں شمار نہیں کر سکتے یہ بات بھی یاد رہے کہ انسان اپنی طرف سے ایسے مفردات پیدا نہیں کر سکتا ہاں اگر قدرت قادر سے پیدا شدہ ہیں تو اُن میں غور کر کے اُن کے باریک فرق اور محل استعمال معلوم کر سکتا ہے مثلاً صرف اور نحو کے بانیوں کو دیکھو کہ انہوں نے کوئی نئی بات نہیں نکالی اور نہ نئے قواعد بنا کر کسی کو اُن پر چلنے کے لئے مجبور کیا بلکہ اسی طبعی بولی کو ایک بیدار نظر کے ساتھ دیکھ کر تاڑ گئے کہ یہ بول چال قواعد کے اندر آسکتی ہے تب مشکلات کے حل کرنے کے لئے قواعد کی بنا ڈالی سو قرآن کریم نے ہر یک لفظ کو اپنے محل پر رکھ کر دنیا کو دکھلا دیا کہ عربی کے مفردات کس کس محل پر استعمال پاتے ہیں اور کیسے وہ الٰہیات کے خادم اور نہایت دقیق امتیاز باہمی رکھتے ہیں اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ قرآن کریم دس قسم کے نظام مفردات پر مشتمل ہے۔

(۱) ایسے مفردات کا نظام جن میں بیان وجود باری اور دلایل وجود باری اور نیز خدا تعالیٰ کی ایسے صفات اور اسماء اور افعال اور سنن اور عادات کا بیان ہے کہ جو باہمی امتیازوں کے ساتھ اللہ جل شانہ کی ذات سے مخصوص ہیں اور نیز وہ کلمات جو اُس کی اُس کامل مدح اور ثنا کے متعلق ہیں جو بیان جلال اور جمال اور عظمت اور کبریائی کے بارے میں ہیں۔

(۲) اُن مفردات کا نظام جو توحید باری اور دلائل توحید باری پر مشتمل ہیں۔

بقیہ حاشیہ: یہ ترکیب پارسیوں کی بسم اللہ سے کچھ مناسبت نہیں رکھتی غالباً یہ الفاظ پیچھے سے بطور سرقہ لکھے گئے ہیں بہرحال یہ فقرہ دلالت کرتا ہے کہ یہ انسان کا قول ہے۔ منہ

پھیلا ن۔ سبحان ربنا رب ما یوجد و ما یکون و کان ۔ یفعل

میں لگے ہوئے ہیں۔ ہمارا رب پاک ہے جو موجود ۔ زمانہ اور آئندہ اور گذشتہ کا رب ہے جو چاہتا ہے

بقیہ صفحہ ۲۵: (۳) اُن مفروات کا نظام جن میں وہ صفات اور افعال اور اعمال اور عادات اور کیفیات روحانیہ یا نفسانیہ بیان کی گئی ہیں جو باہمی انسانوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کے سامنے اس کی مرضی کے موافق یا خلاف مرضی بندوں سے صادر ہوتی ہیں یا ظہور و بروز میں آتی ہیں ۔

(۴) اُن مفروات کا نظام جو وصایا اور تعلیم اخلاق اور عقاید اور حقوق اللہ اور حقوق العباد اور علوم حکمیہ اور حدود اور احکام اور اوامر اور نہی اور حقائق اور معارف کے رنگ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے کامل ہدایتیں ہیں۔

(۵) اُن مفروات کا نظام جن میں بیان کیا گیا ہے کہ نجات حقیقی کیا شے ہے اور اس کے حصول کے لئے حقیقی وسائل اور ذرائع کیا کیا ہیں اور نجات یافتہ مومنوں اور مقبولوں کے آثار اور علامات کیا ہیں۔

(۶) اُن مفروات کا نظام جن میں بیان کیا گیا ہے کہ اسلام کیا شے ہے اور کفر اور شرک کیا شے ہے اور اسلام کی حقیقت پر دلایل اور نیز اعتراضات کی مدافعت ہے ۔

(۷) ایسے مفروات کا نظام جو مخالفین کے تمام عقاید باطلہ کا رد کرتے ہیں۔

(۸) ایسے مفروات کا نظام جو انذار اور تبشیر اور وعد اور وعید اور عالم معاد کے بیان کے رنگ میں یا معجزات کی صورت میں یا مثالوں کے طور پر یا ایسی پیشگوئیوں کی صورت میں جو موجب زیادت ایمان یا اور مصالح پر مشتمل ہوں یا ایسے قصوں کی طرز میں جو تنبیہ یا ڈرانے یا خوشخبری دینے کی غرض سے ہوں مترتب کیا گیا ہے۔

(۹) ایسے مفروات کا نظام جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سوانح اور پاک صفات اور آنجناب کی پاک زندگی کے اعلےٰ نمونہ پر مشتمل ہیں جن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دلایل کا ذکر بھی ہیں۔

(۱۰) ایسے مفروات کا نظام جو قرآن کریم کے صفات اور تاثیرات اور اس کے ذاتی خواص کو بیان کرتے ہیں۔

یہ دس نظام وہ ہیں جو اپنے کمال تام کی وجہ سے دس دائروں کی طرح قرآن میں پائے جاتے ہیں جن کو دوائر عشرہ سے موسوم کر سکتے ہیں۔

ان دس دائروں میں خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایسے پاکیزہ اور باہمی امتیاز رکھنے والے مفروات سے

مایشاء وکل یوم ھو فی شان۔ یسبح لہ کل ناطق وصامت۔

کرتا ہے اور ہر یک دن وہ ایک کام میں ہے۔ ہر یک بولنے والا اور نہ بولنے والا اس کی تسبیح میں مشغول ہے

بقیہ صفحہ ۲۴: کام لیا ہے جو عقل سلیم فی الفور گواہی دیتی ہے۔ کہ یہ اکمل اور اتم سلسلہ مفردات کا اسی لئے عربی میں مقرر کیا گیا تھا کہ تا قرآن کا خادم ہو یہی وجہ ہے کہ یہ سلسلہ مفردات کا قرآن کریم کے تعلیمی نظام سے جو اکمل اور اتم ہے بالکل مطابق آ گیا۔ لیکن دوسری زبانوں کے مفردات کا سلسلہ ان کتابوں کے تعلیمی نظام سے ہرگز مطابق نہیں ہوتا جو الٰہی کتابیں کہلاتی ہیں اور جن کا ان زبانوں میں نازل ہونا بیان کیا گیا اور نہ وہ دوائر عشرہ مذکورہ ان کتابوں میں پائے جاتے ہیں پس ان کتابوں کے ناقص ہونے کی وجہ سے یہ بھی ایک بھاری وجہ ہے کہ وہ دوائر ضروریہ سے بے بہرہ اور نیز زبان کے مفردات اُن کتابوں کی تعلیم سے وفا نہیں کر سکے اور اس میں بھید یہی ہے کہ وہ کتابیں حقیقی کتابیں نہیں تھیں بلکہ وہ صرف چند روزہ کارروائی تھی حقیقی کتاب دنیا میں ایک ہی آئی جو ہمیشہ کے لئے انسانوں کی بھلائی کے لئے تھی لہٰذا وہ دوائر عشرہ کاملہ کے ساتھ نازل ہوئی اور اس کے مفردات کا نظام تعلیمی نظام کا بالکل ہم وزن اور ہم پلہ تھا اور ہر یک دائرہ اس کا دوائر عشرہ میں سے اپنے طبیعی نظام کے اندازہ اور قدر پر مفردات کا نظام ساتھ رکھتا تھا جس میں الٰہی صفات کے اظہار کے لئے اور اقسام اور چند گونہ مدارج بیان کرنے کی غرض سے الگ الگ الفاظ مفردہ مقرر تھے اور ہر یک تعلیم کے دائرہ کے موافق مفردات کا کامل دائرہ موجود تھا۔ اب ہم اسی پر اکتفا کر کے ایک اور لفظ کی چند خوبیاں بیان کرتے ہیں۔ سو وہ لفظ **ربّ** کا ہے جو قرآنی الفاظ میں سے ہم نے لیا ہے یہ لفظ قرآن شریف کی پہلی ہی سورۃ اور پہلی ہی آیت میں آتا ہے جیسا کہ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے **الحمد للّٰہ ربّ العالمین۔ لسان العرب** اور **تاج العروس** میں جو لغت کی نہایت معتبر کتابیں ہیں لکھا ہے کہ زبان عرب میں ربّ کا لفظ **سات** معنوں پر مشتمل ہے اور وہ یہ ہیں۔ مالک۔ سیّد۔ مدبّر۔ مربّی۔ قیّم۔ منعم۔ متمّم۔ چنانچہ ان سات معنوں میں سے تین معنی خدا تعالیٰ کی ذاتی عظمت پر دلالت کرتے ہیں منجملہ ان کے **مالک** ہے اور مالک لغت عرب میں اس کو کہتے ہیں جس کا اپنے مملوک پر قبضہ تامہ ہو اور جس طرح چاہے اپنے تصرف میں لا سکتا ہو اور بلا اشتراک غیر اس پر حق رکھتا ہو اور یہ لفظ حقیقی طور پر یعنی بلحاظ اس کے معنوں کے بجز خدا تعالیٰ کے کسی دوسرے پر اطلاق نہیں پا سکتا کیونکہ قبضہ تامہ اور تصرف تام اور حقوق تامہ بجز خدا تعالیٰ کے اور کسی

ویبغی رحمہ کل زائغ وسامت۔ وھو رب العالمین لہ الحمد والمجد وھو

اور ہر یک کج رو اور راست رو اس کا رحم طلب کرتا ہے اور وہ رب العالمین ہے اسی کے لئے تعریف اور بزرگی مسلّم ہے اور وہ

بقیہ صفحہ ۲۷: کے سلئے مسلّم نہیں اور **سیّد** لغت عرب میں اُس کو کہتے ہیں جس کا تابع ایک ایسا سواد اعظم ہو جو اپنے دلی جوش اور اپنی طبعی اطاعت سے اُس کے حلقہ بگوش ہوں سو بادشاہ اور سیّد میں یہ فرق ہے کہ بادشاہ سیاست قہری اور اپنے قوانین کی سختی سے لوگوں کو مطیع بناتا ہے اور سیّد کے تابعین اپنی دلی محبت اور دلی جوش اور دلی تحریک سے خود بخود متابعت کرتے ہیں اور سچی محبت سے اُس کو **سیّدنا** کر کے پکارتے ہیں اور ایسی متابعت بادشاہ کی اُس وقت کی جاتی ہے کہ جب وہ بھی لوگوں کی نظر میں سیّد قرار پاوے۔ غرض سیّد کا لفظ بھی حقیقی طور پر بلحاظ اُس کے معنوں کے بجز خدا تعالیٰ کے کسی دوسرے پر اطلاق نہیں پاتا کیونکہ حقیقی اور واقعی جوش سے اطاعت جس کے ساتھ کوئی شائبہ اغراض نفسانیہ کا نہ ہو بجز خدا تعالیٰ کے کسی کے لئے ممکن نہیں۔ وہی ایک ہے جس کی سچی اطاعت روحیں کرتی ہیں کیونکہ وہ اُن کی پیدائش کا حقیقی مبدا ہے اس لئے طبعاً ہر ایک روح اُس کو سجدہ کرتی ہے۔ بُت پرست اور انسان پرست بھی اُس کی اطاعت کے لئے ایسا ہی جوش رکھتے ہیں جیسا کہ ایک موحّد۔ مگر انہوں نے اپنی غلطی سے اور قصور طلب سے اُس زندگی کے سچے چشمہ کو شناخت نہیں کیا بلکہ نابینائی کی وجہ سے اس اندرونی جوش کو غیر محل پر وضع کر دیا تب کسی نے پتھروں کو اور کسی نے رامچندر کو اور کسی نے کرشن کو اور کسی نے نعوذ باللہ ابن مریم کو خدا بنا لیا لیکن اس دھوکے سے بنایا کہ شاید وہ جو مطلوب ہے یہ وہی ہے سو یہ لوگ مخلوق کو حق اللہ دے کر ہلاک ہو گئے۔ ایسا ہی اُس حقیقی **محبوب** اور سیّد کی روحانی طلب میں ہوا پرستوں نے دھوکے کھائے ہیں کیونکہ اُن کے دلوں میں بھی ایک محبوب اور ایک حقیقی سیّد کی طلب تھی مگر انہوں نے اپنے دلی خیالات کو اچھی طرح شناخت نہ کر کے یہ خیال کیا کہ وہ حقیقی محبوب اور سیّد جس کو وہ ڈھونڈ رہے ہیں اور جس کی اطاعت کے لئے جانیں اُچھل رہی ہیں وہ دُنیا کے مال اور دُنیا کے املاک اور دنیا کی لذّات ہی ہیں مگر یہ اُن کی غلطی تھی بلکہ روحانی خواہشوں کا محرک اور پاک جذبات کا باعث وہی ایک ذات ہے جس نے فرمایا ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون[1] یعنی جنّ اور انس کی پیدائش اور ان کی تمام قوی کا میں ہی مقصود ہوں وہ اسی لئے میں نے پیدا کئے تا مجھے پہچانیں اور میری عبادت کریں۔ سو اس نص میں آیت میں اشارہ کیا کہ جنّ و انس کی خلقت میں اس کی طلب و معرفت اور اطاعت کا مادہ رکھا گیا ہے اگر انسان میں یہ مادہ نہ ہوتا تو نہ دنیا میں ہوا پرستی ہوتی نہ بُت پرستی نہ انسان پرستی۔ کیونکہ ہر یک خطا

[1] الذّاریات : ۵۷

مولی النعم فی الاولیٰ و الاٰخرۃ۔ والصلوۃ والسلام علی رسولہ سید الرسل

دونوں جہانوں میں آقائے نعمت ہے اور سلام اور صلوٰۃ اُس کے رسول پر جو رسولوں کا سردار

بقیہ صفحہ ۲۸: صواب کی تلاش میں پیدا ہوا ہے۔ غرض **سیادت حقیقی** اُسی ذات کے لئے مسلم ہے اور وہی واقعی طور پر سید ہے اور منجملہ ان تین ناموں کے جو خدا تعالیٰ کی عظمت پر دلالت کرتے ہیں **مُدبّر** بھی ہے اور تدبیر کے معنی ہیں کہ کسی کام کے کرنے کے وقت تمام ایسا سلسلہ نظر کے سامنے حاضر ہو جو گذشتہ واقعات کے متعلق یا آیندہ نتائج کے متعلق ہے اور اس سلسلہ کے لحاظ سے وضع شی فی محلہ ہو اور کوئی کارروائی حکمت عملی سے باہر نہ ہو اور یہ نام بھی اپنے حقیقی معنوں کی رو سے بجز خدا تعالیٰ کے کسی غیر پر اطلاق نہیں پا سکتا کیونکہ کامل تدبیر غیب دانی پر موقوف ہے اور وہ بجز خدا تعالیٰ کے کسی کے لئے مسلم نہیں۔

اور چار باقی نام یعنے **مربی۔ قیم۔ منعم۔ متمم** خدا تعالیٰ کے اُن فیوض پر دلالت کرتے ہیں جو بلحاظ اس کی کامل ملکیت اور کامل سیادت اور کامل تدبیر کے اس کے بندوں پر جاری ہیں چنانچہ **مربی** کا لفظ بظاہر معنی پرورش کرنے والے کو کہتے ہیں اور کامل طور پر تربیت کی حقیقت یہ ہے کہ جس قدر خلقت انسان کے شعبے باعتبار جسم اور روح اور تمام طاقتوں اور قوتوں کے پائے جاتے ہیں ان تمام شاخوں کی پرورش ہو اور جہاں تک بشریت کی جسمانی اور روحانی ترقیات اس پرورش کے کمال کو چاہتے ہیں ان تمام مراتب تک پرورش کا سلسلہ ممتد ہو بلکہ جس نقطہ سے بشریت کا نام اور اسم یا اس کی مبادی شروع ہوتے ہیں اور جہاں سے بشری نقش یا کسی دوسری مخلوق کا نقش وجود عدم سے ہستی کی طرف حرکت کرتا ہے اس اظہار اور ابراز کا نام بھی پرورش ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ لغت عرب کے رو سے ربوبیت کے معنے نہایت ہی وسیع ہیں اور عدم کے نقطہ سے مخلوق کے کمال تام کے نقطہ تک ربوبیت کا لفظ ہی اطلاق پاتا ہے اور خالق وغیرہ الفاظ **رب** کے اسم کی فرع ہیں اور **قیم** کے معنی ہیں نظام کو محفوظ رکھنے والا اور **منعم** کے یہ معنی ہیں کہ ہر یک قسم کا انعام اکرام جو انسان یا کوئی دوسری مخلوق اپنی استعداد کی رو سے پا سکتی ہے اور بالطبع اس نعمت کے خواہاں ہیں وہ انعام اس کو عطا کرے تا ہر یک مخلوق اپنے کمال تام کو پہنچ جائے جیسا کہ اللہ جل شانہ ایک جگہ فرماتا ہے **ربنا الذی اعطی کل شیء خلقہ ثم ھدی**[1] یعنے وہ خدا جس نے ہر یک چیز کو اس کے مناسب حال کمال خلقت بخشا اور پھر اس کو دوسرے کمالات مطلوبہ کیلئے رہنمائی کی پس

[1] طٰہٰ: ۵۱

ونور الامم وخیر البریۃ واصحابہ الھادین المھتدین وآلہ الطیبین

اور امتوں کا نور اور تمام مخلوق سے بہتر ہے اور اس کے اصحاب پر جو ہادی اور مہتدی ہیں اور اس کے آل پر جو طیب

بقیہ صفحہ ۲۹: یہ انعام ہے کہ ہر یک چیز کو اول اس کے وجود کی رُو سے وہ تمام قوٰی وغیرہ عنایت ہوں جن کی وہ چیز محتاج ہے پھر اس کے حالات مترقبہ کے حصول کے لئے اس کو راہیں دکھائی جائیں اور متمم کے یہ معنی ہیں کہ سلسلہ فیض کو کسی پہلو سے بھی ناقص نہ چھوڑا جائے اور ہر یک پہلو سے اس کو کمال تک پہنچایا جائے۔

سورۃ فاتحہ کا اسم جو قرآن کریم میں آیا ہے جس کو ہم اقتباس کے طور پر اس خطبہ کے اوّل میں لائے ہیں ان وسیع معنوں پر مشتمل ہے جن کو ہم نے بطور اختصار اس مضمون میں ذکر کیا ہے۔

اب ہم نہایت افسوس سے لکھتے ہیں کہ ایک ناسمجھ **انگریز عیسائی** نے اپنی ایک کتاب میں لکھا ہے کہ اسلام پر عیسائی مذہب کو یہ فضیلت ہے کہ اس میں خدا تعالیٰ کا نام **باپ** بھی آیا ہے اور یہ نام نہایت پیارا اور دلکش ہے اور **قرآن** میں یہ نام نہیں آیا۔ مگر ہمیں تعجب ہے کہ اس معترض نے اس تحریر کے وقت پر یہ خیال نہیں کیا کہ لغت نے کہاں تک اس لفظ کی عزت اور عظمت ظاہر کی ہے کیونکہ ہر یک لفظ کو حقیقی عزت اور بزرگی لغت سے ہی ملتی ہے اور کسی انسان کو یہ اختیار نہیں کہ اپنی طرف سے کسی لفظ کو وہ عزت دے جو لغت اس کو دے نہیں سکے اسی وجہ سے خدا تعالیٰ کا کلام بھی لغت کے التزام سے باہر نہیں جاتا اور تمام اہل عقل اور نقل کے اتفاق سے کسی لفظ کی عزت اور عظمت ظاہر کرنے کے وقت اوّل لغت کی طرف رجوع کرنا چاہیئے کہ اس زبان نے جس زبان کا وہ لفظ ہے یہ عظمت کہاں تک اس کو عطا کی ہے اب اس قاعدہ کو اپنی نظر کے سامنے رکھ کر جب سوچیں کہ **اَبْ** یعنی باپ کا لفظ لغت کی رُو سے کس پایہ کا لفظ ہے تو بجز اس کے کچھ نہیں کہہ سکتے کہ جب مثلاً ایک انسان فی التحقیقت دوسرے انسان کے نطفہ سے پیدا ہو مگر پیدا کرنے میں اس نطفہ انداز انسان کا کچھ بھی دخل نہ ہو تب اس حالت میں کہیں گے کہ یہ انسان فلاں انسان کا **اَبْ یعنی باپ** ہے اور اگر ایسی صورت ہو کہ خدائے **قادر مطلق** کی یہ تعریف کرنی منظور ہو جو مخلوق کو اپنے خاص ارادہ سے خود پیدا کرنے والا اور خود کمالات تک پہنچانے والا اور خود رحم عظیم سے مناسب حال اس کے انعام کرنے والا اور خود **حافظ** اور **قیوم** ہے تو لغت ہرگز اجازت نہیں دیتی کہ اس مفہوم کو اب یعنی باپ کے لفظ سے ادا کیا جائے بلکہ لغت نے اس کیلئے ایک دوسرا لفظ رکھا ہے جس کو **ربّ** کہتے ہیں جس کی اصل تعریف ابھی ہم لغت کی رو سے بیان کر چکے ہیں۔ اور

* یاد رہے کہ لفظ اب یعنی باپ اولاد کی مفہوم میں ہرگز محدود نہیں بلکہ اس کے معنے ماخوذ ۳۰ یہی جس فعل کے شروع سے انسان یا کوئی اور حیوان باپ کہلاتا ہے اس کو وقت پیدائش کوئی نہیں ہوتا بلکہ محبت تو پیچھے اور انس کرنے سے بعد میں رفتہ رفتہ پیدا ہوتی ہے لیکن ربوبیت کیلئے محبت اعتبار ہی سے ایک لازمہ ذاتی ہے۔ منہ

المطہرین وجمیع عباد اللّٰہ الصّٰلحین امّا بعد فیقول عبد اللّٰہ الاحد

اور طاہر ہیں اور تمام خدا کے نیک بندوں پر اس کے بعد خدائے واحد کا بندہ

بقیہ حاشیہ ۔ ہم ہرگز مجاز نہیں کہ اپنی طرف سے لغت تراشیں بلکہ ہمیں انہیں الفاظ کی پیروی لازم ہے جو قدیم سے خدا کی طرف سے چلے آئے ہیں پس اس تحقیق سے ظاہر ہے کہ **اب** یعنی باپ کا لفظ خدا تعالیٰ کی نسبت استعمال کرنا ایک **سوء ادب** اور **ہجو** میں داخل ہے اور جن لوگوں نے حضرت **مسیح** کی نسبت یہ الزام گھڑا ہے کہ گویا وہ خدا تعالیٰ کو اب کر کے پکارتے تھے اور درحقیقت جناب الٰہی کو اپنا باپ ہی یقین رکھتے تھے انہوں نے نہایت مکروہ اور جھوٹا الزام **ابن مریم** پر لگایا ہے کیا کوئی عقل تجویز کر سکتی ہے کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح ایسی نادانی کے مرتکب ہوئے کہ جو لفظ اپنے لغوی معنوں کی رو سے ایسا حقیر اور ذلیل ہو جس میں ناطاقتی اور کمزوری اور بے اختیاری ہر یک پہلو سے پائی جائے وہی لفظ حضرت مسیح اللہ جلشانہٗ کی نسبت اختیار کریں ابن مریم علیہ السلام کو یہ اختیار ہرگز نہیں تھا کہ اپنی طرف سے لغت تراشی کریں اور لغت تراشی بھی ایسی بیہودہ جس سے سراسر جہالت ثابت ہو بس جس حالت میں لغت نے اَب یعنی باپ کے لفظ کو اس سے زیادہ وسعت نہیں دی کہ کسی نر کا نطفہ مادہ کے رحم میں گرے اور پھر وہ نطفہ نہ گرانے والے کی کسی طاقت سے بلکہ ایک اور ذات کی قدرت سے رفتہ رفتہ ایک جاندار مخلوق بن جائے تو وہ شخص جس نے نطفہ گرایا تھا لغت کی رو سے اب یا باپ کے نام سے موسوم ہوگا اور اب کا لفظ ایک ایسا حقیر اور ذلیل لفظ ہے کہ اس میں کوئی حصہ پرورش یا ارادہ یا محبت کا شرط نہیں مثلاً ایک بکرہ جو بکری پر جست کر کے نطفہ ڈال دیتا ہے یا ایک سانڈ بیل جو گائے پر جست کرکے اور اپنی شہوات کا کام پورا کرکے پھر اس سے علیحدہ بھاگ جاتا ہے جس کے یہ خیال بھی نہیں ہوتا ہے کہ کوئی بچہ پیدا ہو یا ایک سؤر جس کو شہوات کا نہایت زور ہوتا ہے اور بار بار وہ اسی کام میں لگا رہتا ہے اور کبھی اس کے خیال میں بھی نہیں ہوتا کہ اس بار بار کے شہوانی جوش سے یہ مطلب ہے کہ بہت سے بچے پیدا ہوں اور خنزیر بنا دے زمین پر کثرت سے پھیل جائیں اور نہ اس کو فطرتی طور پر یہ شعور دیا گیا ہے تاہم اگر بچے پیدا ہو جائیں تو بلاشبہ سؤر وغیرہ اپنے اپنے بچوں کے باپ کہلائیں گے اب جبکہ اب کے لفظ یعنی باپ کے لفظ میں دنیا کی تمام لغتوں کی رو سے یہ معنی ہرگز مراد نہیں کہ وہ باپ نطفہ ڈالنے کے بعد پھر بھی نطفہ کے متعلق کچھ کارگذاری کرتا رہے تا بچہ پیدا ہو جائے یا ایسے کام کے وقت میں یہ ارادہ بھی اس کے دل میں ہو اور نہ کسی مخلوق کو ایسا اختیار دیا گیا ہے بلکہ باپ کے لفظ میں بچہ پیدا ہونے کا

احمد عافاہ اللہ وایّدہ انّی کنتُ مولعًا من شرخ الزمان بتحقیق

احمد کہتا ہے خدا اُسے عافیت میں رکھے اور تائید میں رہے کہ میں اپنے ابتدائی زمانہ سے ہی مذہب کی تحقیق

بقیہ صفحہ ۲۱: چال بھی شرط نہیں اور اس کے مفہوم میں اس سے زیادہ کوئی امر ماخوذ نہیں کہ وہ نطفہ ڈال دے بلکہ وہ اسی ایک ہی لحاظ سے جو نطفہ ڈالتا ہے لغت کی رو سے اَب یعنی باپ کہلاتا ہے تو کیونکر جائز ہو کہ ایسا ناکارہ لفظ جس کو تمام زبانوں کا اتفاق ناکارہ ٹھہراتا ہے اُس قادر مطلق پر بولا جائے جس کے تمام کام کامل ارادوں اور کامل علم اور قدرت کاملہ سے ظہور میں آتے ہیں اور کیونکر درست ہو کہ وہی ایک لفظ جو بکرا پر بولا گیا۔ بیل پر بولا گیا۔ سؤر پر بولا گیا۔ وہ خدا تعالیٰ پر بھی بولا جائے یہ کیسی بے ادبی ہے جس سے **نادان عیسائی** باز نہیں آتے نہ اُن کو شرم باقی رہی نہ حیا باقی رہی نہ انسانیت کی سمجھ باقی رہی **کفارہ** کا مسئلہ کچھ ایسا اُن کی انسانی قوتوں پر فالج کی طرح گرا کہ بالکل نکما اور بے حس کر دیا۔ اب اس قوم کے کفارہ کے بھروسہ پر یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے کہ اچھا چال چلن بھی اُن کے نزدیک بیہودہ ہے۔ حال میں یعنی ۱۹ جون ۱۸۹۵ء کو پرچہ نور افشاں لدھیانہ میں جو عیسائی مذہب کا ایک اصول کفارہ کی نسبت چھپا ہے وہ ایسا خطرناک ہے جو جرائم پیشہ لوگوں کو بہت ہی مدد دیتا ہے۔ اس کا ماحصل یہی ہے کہ ایک سچے عیسائی کو کسی نیک چلنی کی ضرورت نہیں کیونکہ لکھا ہے کہ اعمال حسنہ کو نجات میں کچھ بھی دخل نہیں جس سے صاف طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کوئی جُز رضامندی الٰہی کی جو نجات کی جڑ ہے اعمال سے حاصل نہیں ہوسکتی بلکہ کفارہ ہی کافی ہے۔ اب سوچنے والے سوچ سکتے ہیں کہ جبکہ اعمال کو الٰہی رضامندی میں کچھ بھی دخل نہیں تو پھر عیسائیوں کا چال چلن کیونکر درست رہ سکتا ہے جبکہ چوری اور زنا سے پرہیز کرنا موجب ثواب نہیں تو پھر یہ دونوں فعل موجب مواخذہ بھی نہیں۔ اب معلوم ہوا کہ عیسائیوں کا بیباک ہو کر بدکاریوں میں پڑنا اسی اصول کی تحریک سے ہے بلکہ اس اصول کی بنا پر قتل وغیرہ حلف دروغی سب کچھ کر سکتے ہیں کفارہ جو کافی اور ہر یک بدی کا مٹانے والا ہوا۔ حیف ایسے دین و مذہب پر۔

اب سمجھنا چاہیئے کہ اَب یعنی باپ کا لفظ جس کو ناحق بے ادبی کی راہ سے عیسائی لوگ خدا تعالیٰ پر اطلاق کرتے ہیں **لغات مشترکہ** میں سے ہے یعنی اُن عربی لفظوں میں سے ہے جو تمام اُن زبانوں میں پائے جاتے ہیں جو عربی کی شاخیں ہیں اور تھوڑے سے تغیر و تبدل سے ان میں موجود ہیں چنانچہ درحقیقت **فادر** اور پتا اور

المذاهب والادیان۔ وما رضیتُ قط بادرۃ الکلمٰت وما قنعت بطافی من الخیالات

میں مشغول رہا ہوں۔ اور کبھی میں اس بات پر راضی نہ ہوا کہ سرسری کلمات پر بس کروں اور کبھی میں نے سطحی خیالات پر قناعت نہ کی۔

بقیہ صفحہ ۴۰: **باپ** اور **پدر** وغیرہ اسی عربی لفظ کی خراب شدہ صورتیں ہیں جن کو ہم انشاء اللہ اپنے محل پر بیان کریں گے اور لغت کی رو سے یہ لفظ چار مادوں کے لحاظ سے بنایا گیا ہے۔

(۱) **ابار** سے کیونکہ ابار اس پانی کو کہتے ہیں جو ختم نہ ہو چونکہ نطفہ کا پانی مدت دراز تک مرد میں پیدا ہوتا رہتا ہے اور اسی پانی سے حکیم ذوالجلال بچہ پیدا کرتا ہے اس لئے اس پانی کا منبع **اَب** کے نام سے موسوم ہوا اسی لحاظ سے عرب کے لوگ عورت کی شرم گاہ کو بھی **ابو دارس** کہتے ہیں اور دارس حیض کا نام ہے یعنی حیض کا باپ چونکہ حیض بھی ایک مدت دراز تک منقطع نہیں ہوتا۔ اس لئے اس کو بھی بطریق مجاز ایک پانی تصور کر کے عورت کی شرم گاہ کا نام ابو دارس رکھا گیا ہے گویا وہ بھی ایک کنواں ہے جس کا پانی منقطع نہیں ہوتا اور **دوسری ابی** کے لفظ سے نکالا گیا ہے کیونکہ ابی کے معنی لغت میں رک جانے اور بس کر جانے کے بھی ہیں چونکہ اس کام میں نر جو باپ کہلاتا ہے صرف نطفہ ڈالتے پر بس کر جاتا ہے اور آگے اس کا کوئی کام نہیں بلکہ **اُم** جس کے معنے اَب کی نسبت بہت وسیع ہیں اپنے رحم میں اس نطفہ کو لیتی ہے اور اسی کے خون سے وہ نطفہ پرورش پاتا ہے پس اَب کی وجہ تسمیہ میں یہ امر بھی ملحوظ ہے **تیسرے** ابا کے لفظ سے مشتق ہے کیونکہ ابار سرکنڈہ کو کہتے ہیں چونکہ نر کا عضو تناسل سرکنڈے سے مشابہت رکھتا ہے اس لئے اس کا نام اب یعنی **باپ** ہوا۔ **چوتھے۔ اِبی** کے لفظ سے جو منفور اشتہا کو کہتے ہیں چونکہ فراغت کے بعد مرد کی خواہش منقطع ہو جاتی ہے اس لئے یہ جزو بھی وجہ تسمیہ اَب میں ماخوذ ہے۔

غرض یہ چار وجوہ ہیں جو اس قانون قدرت میں پائے جاتے ہیں جو باپ کے متعلق ہے لہٰذا انہیں کی بنا پر **اب** کا نام اب رکھا گیا اور جبکہ اب کا وجہ تسمیہ معلوم ہو چکا تو دوسری زبانوں میں جو جو اس کے عوض میں نام بولا جاتا ہے جیسا کہ بَاپ یا فَادر یا پِدر یا پِتَا وغیرہ ان کی وجوہ تسمیہ بھی ساتھ ہی معلوم ہو گئیں کیونکہ وہ سب اسی زبان سے نکلی ہیں اور وہ الفاظ بھی درحقیقت عربی بگڑی ہوئی ہے اب ذرا **شرم** اور **حیا** سے سوچنا چاہیئے کہ کیا ایسا لفظ جس کی وجوہ تسمیہ یہ ہیں خدا تعالیٰ پر اطلاق کر سکتے ہیں۔

اور اگر یہ سوال ہو کہ پھر پہلی کتابوں نے کیوں اطلاق کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو وہ تمام کتابیں

ککل غبی اسیر الجہلات ومحبوس الخزعبلات وما اصررت علی باطل

جیسا کہ ہر یک کند ذہن جو جہل اور باطل میں مقید ہو قناعت کرتا ہے اور کبھی میں نے بے اصل باتوں پر اصرار نہ کیا

بقیہ صفحہ ۱۴۳: محرّف و مبدل ہیں اور اُن کا ایسا بیان جو حق اور حقیقت کے برخلاف ہے ہرگز پذیرائی کے لائق نہیں کیونکہ اب وہ کتابیں **ایک گندے کیچڑ** کی طرح ہیں جس سے پاک طبع انسان کو پرہیز کرنا چاہیئے اور پھر اگر فرض بھی کرلیں کہ توریت میں بعض جگہ ایسے لفظ موجود تھے تو ممکن ہے کہ ان کے اور بھی معنے ہوں جو باپ کے معنے سے بالکل مخالف ہوں کیونکہ الفاظ کے معنوں میں وسعت ہوا کرتی ہے پھر اگر قبول بھی کریں کہ اس لغت کے ایک ہی معنے ہیں تو اس وقت یہ جواب ہو سکتا ہے کہ چونکہ بنی اسرائیل اور بعد میں اُن کی اولادیں اس زمانہ میں نہایت تنزل کی حالت میں تھیں اور وحشیوں کی طرح وہ زندگی بسر کرتی تھیں اور اس پاک اور کامل معنی کو نہیں سمجھتی تھیں جو ربّ کے مفہوم میں ہے اس لئے الہام الٰہی نے ان کی پست حالت کے موافق ایسے لفظوں سے ان کو سمجھایا جن کو وہ بخوبی سمجھ سکتے تھے اور اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسا کہ توریت میں عالم معاد کی اچھی طرح تصریح نہیں کی گئی اور دُنیا کے آراموں کی طمع دی گئی اور دُنیا کی آفتوں سے ڈرایا گیا کیونکہ اس وقت وہ قومیں عالم معاد کی تفاصیل کو سمجھ نہیں سکتی تھیں پس جیسا کہ اس اجمال کا یہ نتیجہ ہوا کہ ایک قوم قیامت کی منکر یہود میں پیدا ہوگئی ایسا ہی باپ کے لفظ کا آخرکار یہ نتیجہ ہوا کہ ایک نادان قوم یعنی عیسائیوں نے **ایک عاجز بندہ کو خدا بنا دیا** مگر یہ تمام محاورات تنزل کے طور پر تھے چونکہ ان کتابوں کی تعلیم محدود تھی اور خدا تعالیٰ کے علم میں وہ تمام تعلیمیں جلد منسوخ ہونے والی تھیں۔ اس لئے ایسے محاورات ایک سفلہ اور پست خیال قوم کے لئے جائز رکھے گئے اور پھر جب وہ کتاب دنیا میں آئی جو **حقیقی نور** دکھلاتی ہے تو اس روشنی کی کچھ حاجت نہ رہی جو تاریکی سے ملی ہوئی تھی اور زمانہ اپنی اصلی حالت کی طرف رجوع کر آیا اور تمام الفاظ اپنی اصل حقیقت پر آگئے یہی بھید تھا کہ قرآن کریم بلاغت فصاحت کا اعجاز لے کر آیا کیونکہ دنیا کو سخت حاجت تھی کہ زبان کی اصل وضع کا علم حاصل ہو پس **قرآن کریم** نے **ہر یک لفظ** کو اس کے محل پر رکھ کر دکھلا دیا اور **بلاغت** اور فصاحت کو ایسے طور سے کھول دیا کہ وہ بلاغت اور فصاحت دین کی **دو آنکھیں** بن گئیں پہلی قومیں اس بات سے بہت ہی غفلت میں رہیں کہ وہ زبان کو دینی اسرار کے حل کرنے کی خادم بناتیں لیکن وہ اس میں بے اختیار اور مجبور بھی تھیں کیونکہ اُن کے پاس صرف بگڑی ہوئیں اور خراب حالت

کَکَلٍّ جَھُولٍ ضَنِینٍ۔ وَمَا حَرَّکَنِی اِلٰی اَمْرٍ اِلَّا عَیْنُ التَّحْقِیْقِ۔ وَمَا جَرَّنِی

جیسا کہ ہر ایک نافہم بخیل کی عادت ہے۔ اور کبھی کسی چیز نے بجز تحقیق کی آنکھوں کے کسی امر کی طرف مجھے جنبش نہیں دی۔ اور مجھ ...

بقیہ صفحہ ۴۴: کی زبانیں تھیں جو **مفردات** اور اسماء کی **وجوہ تسمیہ** بیان کرنے میں گونگی تھیں۔ مفردات کا کچھ نظام نہ تھا۔ اطراد مواد کا کچھ بھی سرمایہ نہ تھا۔ ایک گری ہوئی **عمارت** کی طرح **اینٹیں** پڑی تھیں جن کی ترتیب طبعی کا کوئی بھی نشان باقی نہ تھا۔ پس ان کی ایسی نالائق زبانیں کیونکر الہیات میں مدد دے سکتی تھیں اس لئے وہ تمام قومیں ہلاک ہو گئیں۔ پھر قرآن کریم ایک ایسی کامل زبان میں نازل ہوا جس میں یہ سارا سامان نظام موجود تھا۔ اس لئے دین اسلام بگڑنے سے محفوظ رہا اور خدائے قادر کی جگہ مخلوق نے نہیں لی۔

اب اس کے بعد اگرچہ ہمارا ارادہ تھا کہ چند اور کلمات کی بھی تشریح کی جائے اور دکھلایا جائے کہ عربی کے مفردات کس قدر حقائق عالیہ اپنے اندر رکھتے ہیں مگر افسوس کہ طول کے خوف سے بالفعل ہم اس مضمون کو اسی جگہ چھوڑتے ہیں لیکن یہ تین سو لفظ جو ہم لکھ چکے ہیں یہ اسی غرض سے لکھے گئے ہیں تا ہمارے مخالف بھی ایسی ہی عبارتیں اپنی اپنی زبانوں میں بنا کر مثلاً ایسا ہی خطبہ اور اس کے بعد ایسی ہی تمہید کلمات مفردہ میں ہم کو لکھ کر دکھلا دیں تا ہم بھی دیکھیں کہ ان کے پاس کس قدر مفردات ہیں اور وہ اپنے مقولات کو کسی امر کے بیان میں کہاں تک نباہ سکتے ہیں اور مفردات کا نظام اپنے پاس رکھتے ہیں یا یونہی لاف و گزاف ہے۔

اس جگہ ہم میکسملر کے بعض شبہات اور وساوس کو بھی دور کرنا قرین مصلحت سمجھتے ہیں جو اس نے اپنی کتاب لیکچر جلد اول علم اللسان کی بحث کے نیچے لکھے ہیں چنانچہ بطرز قولہ و اقول کے ذیل میں تحریر ہیں۔

قولہ ترقی علم کے موانعات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بعض قوموں نے دوسری قوموں کو استخفاف اور تحقیر کی نگاہ سے دیکھنے کے لئے ان کی نسبت حقارت آمیز القاب تراشے اس لئے وہ ان محقر قوموں کی لغات کے سیکھنے سے قاصر رہے اور جب تک یہ الفاظ جنگلی اور عجمی کہنے کے انسانیت کی لغات اور فرہنگ سے نہ نکالے گئے اور بجائے اس کے لفظ برادر قائم نہ ہوا ایسا ہی جب تک تمام قوموں کا یہ استحقاق تسلیم نہ کیا گیا کہ وہ ایک ہی نوع یا جنس کے ہیں اس وقت تک ہمارے علم اللسان کا آغاز نہ ہوا۔ **اقول** صاحب راقم کی اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ در اصل ان کو اہل عرب پر اعتراض ہے اور وہ خیال کرتے ہیں کہ عرب کے لوگ جو دوسری زبان والوں کو عجمی بولتے ہیں یہ لفظ محض بخل اور تعصب سے

الیٰ عقیدۃ الاّ قائد التعمیق - وما فہمنی الاّ ربّی الذی ھو خیر المفہمین

گہری کوشش کرکے اور کسی نے مجھ کو کسی عقیدہ کی طرف نہیں کھینچا۔ اور بجز خدا کے مجھ کو کسی نے نہیں سمجھایا اور وہ سب سمجھانے والوں سے بہتر ہے

بقیہ صفحہ ۳۵: راہ سے دوسری قوموں کی تحقیر کی غرض سے تراشا گیا ہے لیکن یہ غلطی محض اس وجہ سے پیدا ہوئی ہے کہ اُن کی عیسائیت کا بخل ان کو اس بات کی دریافت سے مانع ہوا کہ آیا عجم اور عرب کا لفظ انسان کی طرف سے یا خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے حالانکہ وہ اپنی کتاب میں خود اقرار کر چکے ہیں کہ مفردات زبان کا اپنی طرف سے بنا لینا کسی انسان کا کام نہیں اب ہم اُن پر اور اُن کے ہم خیالوں پر واضح کرتے ہیں کہ زبان عرب میں دو لفظ ہیں جو ایک دوسرے کے مقابل پر واقع ہیں۔ ایک تو عرب جس کے معنی فصیح اور بلیغ کے ہیں اور دوسرا عجم جو اس کے مقابل پر واقع ہے جس کے معنی غیر فصیح اور بستہ زبان ہے اگر میکسملر صاحب کے خیال میں یہ دو لفظ قدیم نہیں ہیں اور اسلام نے ہی بخل کے مارے ان کو ایجاد کیا ہے تو اُن کو اُن لفظوں کا نشان دینا چاہیئے جو ان کی رائے میں اصلی لفظ تھے کیونکہ یہ تو ممکن نہیں کہ کسی قوم کا قدیم سے کوئی بھی نام نہ ہو اور جب قدیم ماننا پڑا تو ثابت ہوا کہ یہ انسانی بناوٹ نہیں بلکہ وہ قادر عالم الغیب جس نے مختلف استعدادوں کے ساتھ انسانوں کو پیدا کیا ہے اس نے مختلف لیاقتوں کے لحاظ سے یہ دو نام آپ مقرر کر دیئے ہیں۔ پھر دوسری دلیل یہ بھی ہے کہ اگر یہ دو نام عرب اور عجم کسی انسان نے محض تعصب اور تحقیر کے لحاظ سے آپ ہی گھڑ لئے ہیں تو بلا شبہ یہ واقعات کے برخلاف ہوں گے اور محض دروغ بے فروغ ہوگا لیکن ہم اس کتاب میں ثابت کر چکے ہیں کہ عرب کا لفظ درحقیقت اسم بامسمّٰی ہے اور واقعی طور پر یہ بات سچ ہے کہ زبان عربی اپنے نظام مفردات اور لطافت ترکیب اور دیگر عجائب و غرائب کے لحاظ سے ایسے اعلیٰ مقام کے مرتبہ پر ہے کہ یہی کہنا پڑتا ہے کہ دوسری زبانیں اس کے مقابل پر گونگے کی طرح ہیں اور نہ صرف یہی بلکہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ دوسری تمام زبانیں اس کے مقابل پر گونگے کی طرح ہیں اور نہ صرف یہی بلکہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ دوسری تمام زبانیں جمادات کی طرح بے حس و حرکت پڑی ہیں اور اطراد مواد کی حرکت ایسی اُن سے مفقود ہے کہ گویا وہ بالکل بے جان ہیں تو ہمیں مجبوری یہ ماننا پڑتا ہے کہ درحقیقت وہ زبانیں نہایت تنزل کی حالت میں ہیں اور عربی زبان میں یہ بات نہایت نرم لفظوں میں کہی گئی ہے کہ عرب کے مقابل کے لوگوں کا نام عجم ہے ورنہ اس نام کا استحقاق بھی اُن زبانوں اور ان لوگوں کو حاصل نہ تھا اور اگر ٹھیک ٹھیک اُن کے تنزل کا حال ظاہر کیا جاتا تو یہ لفظ نہایت موزون تھا کہ اُن زبانوں کا نام مردہ زبانیں رکھا جاتا بہرحال اب ہم اس مقدمہ کو صرف دعویٰ کی صورت میں پیش نہیں کرتے ہم نے اس جھگڑے کے طے کے لئے

وانہ کشف علیّ اسرارًا من الحقائق وانزل علیّ عہاد المعارف والدقائق
اس نے حقائق کے کئی اسرار مجھ پر کھولے اور معارف اور دقائق کی بارشیں میرے پر کیں

بقیہ صفحہ ۲۷: **پانچہزار روپیہ کا اشتہار** اس کتاب کے ساتھ شائع کیا ہے پس اگر کوئی اس بیان کا مکذب ہے میکسمولر ہوں یا کوئی اور ہو تو اُن کے لئے سیدھی راہ یہی ہے کہ وہ اپنی اس لاف وگزاف کو دلائل شافیہ کے ساتھ ثابت کر کے دکھلاویں اور پانچ ہزار روپیہ نقد ہم سے لے لیں اور ہمیں میکسمولر صاحب پر نہایت افسوس ہے کہ انہوں نے عیسائی کہلا کر اپنی کتب مقدسہ کے برخلاف اعتراض پیش کر دیا ہے کیونکہ اُن کی مقدس کتابوں نے عرب کے نام کو عرب کے لفظ سے ہی بیان کیا ہے* کیا اُن کو اس جوش تعصب کے وقت انجیل بھی یاد نہ رہی۔ رسولوں کے اعمال کو دیکھیں کہ اُن کے خدا نے عرب کے لفظ کو عرب کے نام سے ہی یاد کیا ہے پس جبکہ اُن کی مقدس کتابیں بھی عرب کے لفظ کی وہ عزت بحال رکھتی ہیں جس کے مقابل پر عجم واقع ہے تو بڑا افسوس ہے کہ انہوں نے عیسائی کہلا کر اس نام کی عزت کو قبول کرنا ناگوار سمجھا ہے اور نیز مقابل کے نام کو بھی تسلیم نہیں کیا ان کو سوچنا چاہیئے تھا کہ ان کی مقدس کتابوں نے عرب کے اس پاک مفہوم کو تصدیق کر لیا ہے۔ تبھی تو عرب کو عرب کے نام سے ہی جو فصاحت کی خصوصیت کی طرف اشارہ کر رہا ہے جا بجا موسوم کیا ہے۔ چنانچہ انجیل کے وجود سے پہلے انجیل میں بھی جا بجا عرب کا لفظ موجود ہے اور جن نبیوں نے عرب کے بارے میں نبوت کی ہے انہوں نے عرب کا لفظ استعمال کیا ہے اگر عرب کا لفظ خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں تو لازم آئے گا کہ انجیل اور تمام وہ کتابیں جو کتب مقدسہ کہلاتی ہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں تو اس صورت میں اس بخل کی وجہ سے ان تمام کتابوں کو چھوڑنا پڑے گا۔

قولہ۔ میرے نزدیک واقعی آغاز علم اللسان کا پینتیکوست کے پہلے روز سے ہوا۔ **اقول** چونکہ رسولوں کے اعمال میں حواریوں کا طرح طرح کی بولی بولنا لکھا ہے اس لئے میکسمولر صاحب اس سے یہ حجت پکڑتے ہیں کہ بولیوں کی تحقیق کی بنا عیسائی مذہب نے ڈالی ہے۔ اب اہل نظر سوچیں کہ صاحب راقم ایسے بے اصل کلمات کے ساتھ کس قدر تعصب سے کام لے رہے ہیں۔ یہ بات سوچنے کے لائق ہے کہ اعمال کے دوسرے باب میں اس بات کی تصریح کی ہے کہ حواریوں نے اُس روز وُہی بولیاں بولیں جو یروشلم کے یہودی بولتے تھے یہ نہیں لکھا کہ انہوں نے اُس وقت چینی زبان یا سنسکرت یا جاپان کی بولی میں باتیں کرنا شروع کر دیا تھا بلکہ صاف لکھا ہے کہ اُن تمام بولیوں کو یہودی سمجھتے تھے۔ کیونکہ یروشلم میں وہ

*دیکھو یسعیاہ ۲۱ باب۔ النبوۃ فی العرب

واعطانی ما یعطی المخلصین فلما وجدت الحق بفیضانه ورُبّیتُ
اور مجھے وہ نعمتیں دیں جو مخلصوں کو دیا کرتا ہے۔ پس جبکہ میں نے اس کے فیضان سے حق کو پا لیا اور اس کے دودھ

بلبانه رأیت شکر هذه الآلاء فی ان اعوّن خدمة الدین والشریعة
سے میں پرورش کیا گیا تو میں نے ان نعمتوں کا شکر اس بات میں دیکھا کہ دین کی خدمت میں اور شریعت کی تائید میں اپنے پر مشقت

الغرآء۔ واری الناس نور الدین المتین۔ واری ملکوته بعساکر البراهین
گوارا کروں اور دین متین کا نور لوگوں کو دکھاؤں۔ اور اس کی بادشاہت براہین کے لشکروں کے ساتھ ظاہر کردوں۔

بقیہ صفحہ ۱۴۰: سب بولیاں بولی جاتی تھیں پس اس صورت میں حواریوں کی کرامات کیا ہوئی بلکہ ایسی باتوں کا اس زمانہ میں پیش کرنا قابل شرم ہے کیا ممکن نہیں کہ وہ بولیاں جو اسی شہر میں حواریوں کی قوم اور برادری میں بکثرت مستعمل تھیں حواریوں کو بھی یاد ہوں۔ جبکہ ایک ہی قوم ایک ہی شہر ایک ہی برادری تھی اور تمدن کا سلسلہ چاہتا تھا کہ بوجہ رشتہ اور تعلق اور دن رات کی ملاقاتوں اور معاملات کے بعض بعض کی بولیوں سے واقف ہو جائیں تو اس بات میں کون سا استبعاد ہے کہ حواری بھی اپنے عزیز بھائیوں کی بولیوں سے واقف ہوں پس ایسی کرامت ہم اس کرامت سے کچھ زیادہ معلوم نہیں ہوتی کہ جو لاہور کے سادھو بھی دکھلا دیا کرتے ہیں ہاں اگر میکسمولر یہ لکھتے کہ علم اللسان کا آغاز مسیح کے جانی دشمنوں سے ہوا ہے اور انہوں نے اول اول یہ بنا ڈالی تو یہ بات بظاہر سچی معلوم ہو سکتی تھی۔ کیونکہ اعمال کے اسی باب میں اس بات کا اقرار ہے کہ یہود اسی شہر میں جہاں حواری رہتے تھے مدت دراز سے یہی بولیاں بولتے تھے سو تقدم یہود کو ثابت ہوا اور حواریوں کو اس قدر عزت دینا غنیمت ہے کہ بدگمان کریں کہ شعبدہ بازوں کی طرح یہ مکار نہیں تھے بلکہ یہ بولیاں اپنی برادری سے انہوں نے سیکھ لی تھیں۔ کیونکہ انہیں میں انہوں نے پرورش پائی تھی اور اصل بات یہ ہے کہ بولیوں کی تحقیق کی طرف توجہ دلانے والا بجز قرآن کریم کے اور کوئی دنیا میں ظاہر نہیں ہوا۔ اسی پاک کلام نے یہ فرمایا ومن اٰیاته خلق السمٰوٰت والارض واختلاف السنتکم والوانکم ان فی ذلک لاٰیات للعٰلمین[1] (سورۃ الروم) یعنی خدا تعالیٰ کی ہستی اور توحید کے نشانوں میں سے زمین آسمان کا پیدا کرنا بولیوں اور رنگوں کا اختلاف ہے۔ درحقیقت خدا شناسی کے لئے یہ بڑے نشان ہیں گر ان کے لئے جو

---

[1] الروم : ۲۳

وأراعي شئون صدوقٍ أمين. وما هذا إلا فضل ربي إنه أراني

اور صدوق امین کے کاموں کی حفاظت کروں اور یہ خاص فضل الٰہی ہے اسی نے مجھ کو صادقوں کی راہیں

سبل الصادقين. وعلّمني فأحسن تعليمي وفهّمني فأكمل تفهيمي و

دکھائیں اور اس نے مجھ کو سکھلایا اور سمجھایا اور کامل سمجھایا اور

عصمني من طرق الخاطئين. وأوحى إليّ أن الدين هو الإسلام وأن

خطا کی راہوں سے مجھے بچا لیا اور مجھے الہام کیا کہ دین اللہ اسلام ہی ہے اور

الرسول هو المصطفٰى السيد الإمام رسول أُمّيّ أمين. فكما أن ربنا أحد

سچا رسول مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سردار امام ہے جو رسول اُمّی امین ہے پس جیسا کہ عبادت صرف خدا کے

يستحق العبادة وحده فكذلك رسولنا المطاع واحد لا نبي بعده ولا شريك

لئے ہے اور وہ وحدہٗ لاشریک ہے اسی طرح ہمارا رسول اس بات میں واحد ہے کہ اس کی پیروی کی جائے اور اس بات میں واحد ہے

معه وأنه خاتم النبيين. فاهتديت بهداه ورأيت الحق بسناه ورفعتني

کہ وہ خاتم الانبیاء ہے پس میں نے اس کی ہدایت سے ہدایت پائی اور اس کی روشنی سے میں نے حق کو دیکھا اور اس کے دونوں

يداه ربّاني ربي كما يربي عباده المجذوبين وهداني وأدراني

ہاتھوں نے مجھے اٹھا لیا اور میرے رب نے میری ایسی پرورش کی جیسا کہ وہ ان لوگوں کی پرورش کرتا ہے جن کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اس نے مجھ کو ہدایت دی

وأراني ما أراني حتى عرفت الحق بالدلائل القاطعة ووجدت الحقيقة

اور علم بخشا اور دکھلایا جو دکھلایا یہاں تک کہ میں نے دلائل قاطعہ کے ساتھ حق کو پہچان لیا۔ اور روشن براہین کے

بالبراهين الساطعة ووصلت إلى حق اليقين. فأخذني الأسف على

ساتھ حقیقت کو پا لیا اور میں حق الیقین تک پہنچ گیا تب مجھے ان دلوں پر سخت افسوس

بقیہ صفحہ ۳۸: اہل علم ہی اب دیکھیں کہ کس قدر تحقیق السنہ کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اس کو خدا شناسی کا مدار ٹھہرا دیا ہے
کیا کوئی ایسی آیت انجیل میں بھی موجود ہے؟ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ہرگز نہیں پس جائے شرم ہے۔

قلوب قسدت وانظار زاغت وعقول فالت وآراء مالت
ہوا جو بگڑ گئے اور اُن نظروں پر دل دُکھا جو ٹیڑھی ہو گئیں اور ان عقلوں پر جو ضعیف ہو گئیں اور اُن رایوں پر جو

واهواء صالت واوباء شاعت من افساد المفسدين
ناراستی کی طرف جھک گئیں اور ان نفسانی خواہشوں پر جنہوں نے حملہ کیا اور اُن وباؤں پر جو مفسدوں کے فساد سے پھیل گئیں

ورأيت ان الناس اكبوا على الدنيا وزينتها فلا يصغون الى
اور میں نے دیکھا کہ لوگ دُنیا اور اس کی زینت پر گرے ہوئے ہیں اور مذہب حق اور اس کے دلائل

الملّة وادلّتها ولا ينظرون الى نضارها ونُضرتها ويعرضون كانهم
کی طرف توجہ نہیں کرتے اور اس کی زرخالص اور تازگی کو نہیں دیکھتے اور اس طرح کنارہ کرتے ہیں کہ گویا

مرتابون وليسوا بمرتابين ولكنهم آثروا الدنيا على الدّين. لا يقبلون
شک میں ہیں اور وہ درحقیقت شک میں نہیں بلکہ انہوں نے دنیا کو دین پر اختیار کر لیا ہے اپنی نابینائی کی

لغَيّهم دقائق العرفان ولا يرون علاء البراهين. وكيف وانهم
وجہ سے معرفت کی باریک باتوں کو قبول نہیں کرتے اور براہین کے اونچے مقام کو دیکھ نہیں سکتے اور کیونکر دیکھیں

يؤثرون سبل الشيطان ويصرّون على التكذيب والعدوان.
انہوں نے تو شیطان کی راہیں اختیار کر رکھی ہیں اور ظلم اور تکذیب پر اصرار کر رہے ہیں

ولا يسلكون محجّة الصّادقين. فطفقتُ ادعو الله ليؤتيني حجة تفحم
اور صادقوں کی راہوں پر چلنا نہیں چاہتے سو میں نے جناب الٰہی میں اس غرض سے دعا کرنا شروع کیا تاکہ وہ مجھے ایسی حجت

كفرة هذا الزمان وتناسب طبائع الحدثان لابكت سفهائهم
عنایت کرے جو اس زمانہ کے کافروں کو لاجواب کر دے اور جو اس زمانہ کے نوجوانوں کی طبائع کے مناسب حال ہو تاکہ میں ان کے

وعقلاءهم باحسن البيان وتتم الحجة على المجرمين. فاستجاب
کم عقلوں اور عقلمندوں کو ایک عمدہ بیان کے ساتھ ملزم کروں اور تاکہ مجرموں پر حجت پوری ہو۔ پس میرے رب نے میری دعا کو

ربّي دعوتي وحقق لي منيتي وفتح على بابها كما كانت مسئلتي
قبول کیا اور میری آرزو کو میرے لئے ثابت کر دیا اور میرے پر میری آرزو کا دروازہ ایسے طور پر کھول دیا جو

ومرادمُهجتی واعطانی الدلائل الجدیدة البینة والحجج القاطعة

میرا مدعا تھا اور مجھے نئے اور کُھلے کُھلے دلائل عطا فرمائے اور یقینی اور قاطع دلیلیں عنایت کیں

الیقینیة فالحمد لله المولی المعین ۔

سو اللہ کو سب تعریف جو مددگار آقا ہے

وتفصیل ذلک انه صرف قلبی الی تحقیق الالسنة وَ

اور اس مجمل کی تفصیل یہ ہے کہ اس نے زبانوں کی تحقیق کی طرف میرے دل کو پھیر دیا اور

اعان نظری فی تنقید اللغات المتفرقة وعلمنی ان العربیة اُمّها و

میرے نظر کو متفرق زبانوں کے پرکھنے کے لئے مدد کی اور مجھ کو سکھلایا کہ عربی تمام زبانوں کی ماں اور

جامع کیفها وکمّها وانها لسان اصلیّ لنوع الانسان ولغةٌ الهامیة من

ان کی کیفیت کمیت کی جامع ہے اور وہ نوع انسان کے لئے ایک اصلی زبان اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے

حضرة الرحمان وتتمة لخلقة البشر من احسن الخالقین ۔

ایک الہامی صحت ہے اور انسانی پیدائش کا تتمہ ہے جو احسن الخالقین نے ظاہر کیا ہے

ثم عُلّمت من کلام الله ذی القدرة ان العربیة مخزن

پھر مجھے خدائے قادر کی کلام سے معلوم ہوا کہ عربی دلائل نبوت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

دلائل النبوة ومجمع شواهد عظمة هذه الشریعة فخررت

کا ایک ذخیرہ ہے اور اس شریعت کے لئے بڑی بڑی شہادتوں کا مجموعہ ہے سو میں اوس

سلجداً لخیر المنعمین ۔ وقادنی داعی الشوق الی التوغل فی العربیة

خیر المنعمین کے آگے سجدہ میں گر پڑا اور شوق کے جاذب نے مجھے اس طرف کھینچا کہ میں عربی میں توغل

والتبحر فی هذه اللهجة فوردت لجّتها بحسب الطاقة البشریة

کروں اور اس زبان میں تبحر حاصل کروں پس میں طاقت بشری کے اندازہ پر اس کے بڑے پانی میں داخل ہوا

ودخلت مدینتها بالنصرة الالهیة وشرعت الاختراق فی سُبلها

اور خدا تعالیٰ کی مدد سے اس کے شہر میں داخل ہوا اور میں نے اس کی راہوں اور سڑکوں میں چلنا شروع کیا

ومسالکھا والانصلات فی طرقھا وسککھا لاستعرف ربیبۃ خدرھا

اور اس کی گذرگاہوں اور کوچوں میں چلنے لگا تا میں اُس کے خانہ پروردہ پردہ نشین کو پہچان لوں

واذوق عصیدۃ قدرھا واجتنی ثمار اشجارھا واخرج درر

اور اس کی ہنڈیا کے طعام کو چکھ لوں اور اس کے درختوں کا پھل چُن لوں اور اس کے دریاؤں میں سے

بحارھا فصرت بفضل اللّٰہ من الفائزین۔ ولم یفُتْنی بھا

موتی نکال لوں پس میں خدا تعالیٰ کے فضل سے کامیابوں میں سے ہو گیا اور کسی چڑھائی میں ناکام نہ

مطلع ولاخلا منی مرتع ورأیت نضرتھا ورعیت خضرتھا و

رہا اور کسی چراگاہ سے میں خالی ہاتھ نہ پھرا میں نے اس کی تازگی کو دیکھا اور میں نے اس کے سبزہ کو چرا اور

اعطیت من ربّی حظًّا کثیرًا ودخلًا کبیرًا فی عربیّ مبین حتی اذا

مجھے میرے رب کی طرف سے زبان عربی میں بہت سا حصہ اور ایک بھاری دخل دیا گیا۔ یہاں تک کہ

حصلت لی دُرَرھا ودرّھا وکشف علی مَعْدنھا ومقرھا واراٰنی

جب مجھے اس کے موتی اور اُس کا دودھ مل گیا اور میرے پر اُس کے معدن اور مقام کھولے گئے اور میرے خدا

ربی انھا وحی کریم واصل عظیم لمعرفۃ الدّین۔ وان شھبھا

نے مجھے دکھلا دیا کہ وہ ایک خدا الکرم وحی اور دین کے پہچاننے کے لئے اصل عظیم ہے اور اُس کی آگ کی روشنی

ترجم الشیاطین۔ ومع ذٰلک رأیت لغاتٍ اُخری کخضراء الدمن

شیطانوں کو سنگسار کرتی ہے اور باوصف اس کے میں نے دوسری زبانوں کو دیکھا کہ گندگی کے سبزہ کی طرح ہیں

ووجدت دارھا خربۃ واھلھا فی المحن ووجدتھا شادۃ الرحال

اور میں نے ان کے گھروں کو ویران پایا اور ان کے اہل کو مصیبتوں میں دیکھا اور یہ دیکھا کہ وہ زبانیں مسافروں کی طرح

للظعن کالمتغربین فاُلقی فی روعی ان اُؤلّف کتابًا فی ھذا الباب

کوچ کرنے کے لئے تیار ہیں پس میرے دل میں ڈالا گیا کہ اس باب میں ایک کتاب تیار کروں

واضع الحق امام اعین الطلاب واحسن الی الخلق کما احسن الیّ

اور سچائی کے طالبوں کے سامنے حق کو رکھ دوں اور خلق اللہ پر احسان کروں جیسا کہ خدا تعالیٰ نے میرے پر احسان کیا

رب الارباب لعل الله یهدی به نفسًا الی امور الصواب وما ابتغی

تا ہو کہ کوئی اس سے صواب کی راہ اختیار کرے اور میں اس خدمت سے خدا تعالیٰ کی رضا

به الّا رضا الرب الوهاب وهو مقصودی لا مدح العالمین۔ و

کے بغیر اور کچھ نہیں چاہتا اور وہی میرا مقصود ہے نہ لوگوں کی تعریف اور

انّی ماخرجت شیئًا من عیبتی فبایّ حق اطلب محمدتی۔ ووالله

میں نے اپنی لیاقت سے کچھ نہیں نکالا پس مجھے یہ حق حاصل نہیں کہ میں اپنی تعریف کا مطالبہ کروں اور بخدا

ماخرجتُ من فمی کلمة وما انکشفت علیّ حقیقة الا بتفهیمه

میرے منہ سے کوئی کلمہ نہیں نکلا اور نہ کوئی حقیقت مجھ پر کھلی مگر اس طرح پر کہ خدا ہی نے

وما علمت شیئًا الا بتعلیمه والله یعلم وهو خیر الشاهدین۔ فلا

مجھے سمجھایا اور خدا نے ہی مجھے سکھلایا اور اس واقعہ کا خدا کو علم ہے اور وہ سب گواہوں سے بہتر گواہ ہے پس اے

تثن علیّ یا صالح فی هذه الخطة واشکروا الله فان کلها من حضرة

پڑھنے والے اس بارے میں میری کچھ تعریف نہ کرنا اور خدا کا شکر کرو کیونکہ یہ سب اسی کی طرف سے حاصل ہوا

العزة هو الذی احسن الیّ وهو خیر المحسنین۔

اس نے میرے پر احسان کیا اور وہ ان سب سے بہتر ہے جو نکوکار ہیں اور وہ ارحم الراحمین ہے

وانّی رتّبت هذا الکتاب علی مقدمة وابواب وخاتمة

اور میں نے اس کتاب کو ایک مقدمہ اور کئی باب اور ایک خاتمہ پر حق کے طالبوں کے

لطلاب ولا قوة الا بکریم ذی قوة ولا قدرة الا بقدیر ذی عظمة

لئے منقسم کیا ہے اور بجز فضل کریم ذی قوت کے کچھ بھی قوت نہیں اور بجز قدرت اس قادر ذی عظمت کے کچھ بھی

نرجو افضله ونطلب رحمه وهو ارحم الراحمین وانا شرعنا باسمه

توانائی نہیں ہم اسکے فضل کو ڈھونڈتے ہیں اور اس کے رحم کو طلب کرتے ہیں اور وہ ارحم الراحمین ہے اور ہم نے اس کے نام سے شروع کیا ہے

ونختم ان شاء الله بفضله وهو خیر المتفضلین۔ وهو المولی المعین

اور ان شاء اللہ اس کے فضل سے ختم کریں گے اور وہ سب فضل کرنے والوں سے بہتر ہے اور وہ آقا مدد کرنے والا ہے

فایاہ نعبد و ایاہ نستعین و نرید ان نری محامدہ علی راحلۃ قصیدۃ*

پس ہم اسی کی پرستش کرتے اور اسی کی مدد چاہتے ہیں اور ہم ارادہ کرتے ہیں کہ اس کے محامد کو ایک قصیدہ کی سواری پر دکھلاویں اور ان محامد

ونزیّنہا بزہر اشعار جدیدۃ مع نعت رسولٍ ہادی کل نفس سعیدۃ

کو تازہ شعروں کے پھولوں سے روشن کریں

لعل اللّٰہ یقبل ہذہ الہدیۃ ویجعل فی کتابی البرکۃ واللّٰہ یعطی

امید ہے کہ خدا تعالیٰ اس ہدیہ کو قبول فرماوے اور اس کتاب میں برکت رکھ دیوے اور جو

من یطلب فبشرٰی للطالبین (ڈھونڈتا ہے عطا کرتا ہے سو ڈھونڈنے والوں کو خوشخبری ہو)

القصیدۃ فی حمد حضرۃ العزۃ ونعت خیر البریۃ

قصیدہ جناب باری کے حمد اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں

یامن احاط الخلق بالآلاء — نُثنی علیک ولیس حول ثُناء
انظر الیّ برحمۃٍ وعطوفۃٍ — یا ملجئی یا کاشف الغُمّاء
انت الملاذ وانت کہف نفوسنا — فی ہذہ الدنیا وبعد فناء
انّا رئینا فی الظلام مصیبۃ — فارحم وانزلنا بدار ضیاء
تعفو عن الذنب العظیم بتوبۃ — تنجی رقاب الناس من اعباء
انت المراد وانت مطلب مہجتی — وعلیک کل توکلی ورجائی
اعطیتنی کاس المحبۃ ریقہا — فشربت روحًا علی نُزُحاء
انی اموت ولا یموت محبتی — یُدری بذکرک فی التراب ندائی
ماشاہدت عینی کمثلک محسنًا — یا واسع المعروف ذا النعماء
انت الذی قد کان مقصد مہجتی — فی کُل رشح القلم والاملاء
لما رأیت کمال لطفک والندی — ذہب البلاء فما احس بلائی
انی ترکت النفس مع جذباتہا — لما اتانی طالب الطلباء
متنا بموت لا یراہ عدوّنا — بعدت جنازتنا من الاحیاء
لولم یکن رحم المہیمن کافلی — کادت تعفّینی سیول بکائی
نتلو ضیاء الحق عند وضوحہ — لسنا بمبتاع الدجی ببراء

* یہ قصیدہ بروز دوشنبہ ۱۵ جولائی ۱۸۹۴ء قریباً آٹھ بجے دن کے بعد شروع کیا گیا اور اسی دن بوقت عصر پانچ بجے سے پہلے سو شعر تیار ہو گیا۔ فذالک فضل منہ تعالیٰ [?] الخارق للعادۃ۔ منہ

نفسي نأت عن كل ما هو مظلم ... فأنختُ عند منوّري وجنائي
لما رأيت النفس سدّ محجتي ... أسلمتُها كالميت في البيداء
إني شربت كؤوس موت للهدى ... فرأيت بعد الموت عين بقائي
فوجدت مرادي في بزمن لذاذة ... فوجدتها في فرقة وصلائي
لولا من الرحمن مصباح الهدى ... كانت زجاجتنا بغير ضياء
إني أرى فضل الكريم أحاطني ... في النشأة الأخرى وفي الإبداء
الله أعطاني حدائق علمه ... لولا العناية كنت كالسفهاء
فبذا انقضت زفراتي ورضي مقلتي ... فحضرت حما الأكؤس شفاء
الله خلاقي ومهجة مهجتي ... حِبٌّ فدته النفس كل فداء
وله التفرد في المحامد كلها ... وله علاء فوق كل علاء
فالمحض له إن كنت تعرف قدره ... واسبق ببذل النفس والإعلاء
ملكوته تبقى بقوة ذاته ... وله التقدس والتعلي بغناء
غلبت على قلبي محبة وجهه ... حتى رُميتُ النفس بالإلغاء
وأرى الوداد أنار باطن باطني ... وأرى التعشق لاح في سيمائي
ما بقي في قلبي سواه تصوّر ... غمرت أيادي الطول جرحائي
هوجاء الفتنة أثارت حرقتي ... فلذا جناني صولة الهوجاء
أبري الهموم مبشرية فضله ... والله كافٍ لي ونعم الراعي
ما شم أنفي مرغمًا في مشهد ... وأريتُ قمع الموت في الأعداء
يا رب آمنّا بأنك واحد ... رب السماء وخالق الغبراء
آمنتُ بالكتب التي أنزلتها ... وبكل ما أخبرتَ من أنباء
يا ملجائي أدرك فإنك موئلي ... يا كهفي اعصمني من الشغباء
يا رب أيّدني بفضلك وانتقم ... ممن يدس الدين تحت سفاء
لا يعلمون نكات دين المصطفٰى ... وتمالكوا في بخلهم ورياء
يؤذونني قوم أضاعوا دينهم ... نحس المقاصد مظلم الآراء
خشّو ولا يخشى الرجال شجاعة ... في نائبات الدهر والهيجاء
زُمَع الأناس يحلقون كثعلب ... يؤذونني بتحوب ومُواء
حسدوا فسبوا حاسدين ولم يزل ... ذو الفضل يحسده ذوو الأهواء

صالوا بایذاءٍ لنا وجنٍ کالعدا لمقالة ابن بطالة وشقاءِ
ان اللئام یکفرون وذمّهم ما زادنی الا مقام سناءِ
نضّوا السیاب[1] ثیاب تقوی کلّهم ما بقی الا لبسة الاغواءِ
ما ان اری غیر العمائم واللحی او انفسا زاغت بفرط مراءِ
واری تغیظهم یفور کلجّةٍ موج کموج البحر فی الغلواءِ
کلم اللئام اَسِنّةٌ مذروبة اعری بواطنهم لباس عواءِ
مَن مخبر عن ذلّتی ومصیبتی مولای ختم الرسل اهل رَباءِ
یا طیّب الاخلاق والاسماءِ جئناک مظلومین من جهلاءِ
ان المحبة لا تُضاع وتُشتری انا نحبّک یا ذُکاءَ سخاءِ
انت الذی جمع المحاسن کلّها انت الذی قد جاء للاحیاءِ
انت الذی ترک الهدون لربه وتخیّر المولی علی الحوباءِ
یا کنز نعم الله والالاءِ یسعی الیک الخلق للارکاءِ پناہ گرفتن
یا بدر نور الله والعرفان تهوی الیک قلوب اهل صفاءِ
یا شمسنا یا مبدء الانوار نوّرت وجه المُدن والبیداءِ
انی اری فی وجهک المتهلل شانًا یفوق شئون وجه ذکاءِ
ما جئتنی فی غیر وقت ضرورةٍ قد جئتَ مثل المزن فی الرمضاءِ
انّی رأیت الوجه وجه محمّد وجه کبدر اللیلة البلماءِ
شمس الهدیٰ طلعت لنا من مکّة عین الندا نبعت لنا بحراءِ
ضاهت ایاةُ الشمس بعضَ ضیائه فاذا رأیت فهاج منه بکائی
اعلی المهیمن همّنا فی دینه نبنی منازلنا علی الجوزاءِ
نسعی کفتیان بدین محمّد لسنا کرجل فاقد الاعضاءِ
نلنا ثریّا السماء وسمکه لنردّ ایمانا الی الصیلاءِ
انا جُعِلنا کالسیوف فندمغ راس اللئام وهامة الاعداءِ
واما الاصحاب النبی وجنده حفدوا الیه بشدّة ورخاءِ
غُمسوا ببرکات النبی وفیضه فی النور بعد تمزّق الاهواءِ
قاموا باقدام الرسول بغزوه حضروا جناب امامنا الفدلاءِ
فدم الرجال لصدقهم فی حبّهم تحت السیوف اُریق کالاطلاءِ

[1] سهو الکاتب والصواب "الثیاب" شمس ۶ م

بلغ القلوب الى الحناجر كربه فتخيروا لله كل عناء
دخلوا حديقة ملة غرّاء عذب الموارد مثمر الشجراء
وفنوا بحب المصطفىٰ فبحبه قطعوا من الآباء والابناء
قبلوا لدين الله كل مصيبة حتى رضوا بمصائب الاجلاء
قد آثروا وجه النبي ونوره وتباعدوا من صحبة الرفقاء
في وقت ظلمات المفاسد نوّروا وجدوا السنا في ليلة الليلاء
نصب اللئام نشوبهم فمليكهم اعطى جواهر حكمة وضياء
ولهم الهم مثلوا لعزة ربهم ماتوا له بصداقة وصفاء
شهدوا المعارك كلها حتى قضوا لرضا المهيمن نحبهم بوفاء
ما فارقوا سبل الهدى وتخيّروا جور العدا وبوائق الهيجاء
هذا رسول قد اتينا بابه لمحبّة واطاعة ورضاء
ياليت شُق جناني المتموّج لأُرى الخلائق بحرها كالماء
انا قصدنا ظله بهواجر كالطير اذ يأوى الى الدفواء
يا من يُكذب ديننا ونبيّنا وتسب وجه المصطفىٰ بجفاء
والله لست بباسل يوم الوغى ان لم اشن عليك يا ابن بغاء
انا نشاهد حسنه وجماله وملاحة في مقلة كحلاء
يبدو من الله الكريم بفضله والبدر لا يخفى بلغو ضراء
لا يبصر الكفار نور جماله والموت خير من حيات غشاء
انا براء في مناهج دينه من كل زنديق عدو دهاء
نختار آثار النبي وامره نقفو كتاب الله لا الآراء
يا مكفري ان العواقب للتقى فانظر مآل الامر كالعقلاء
انى اراك تميس بالخيلاء انسيت يوم الطعن والاسراء
تب ايها الغالي وتأتي ساعة تمسي تعض يمينك الشلاء
اتضربن على الصفات زجاجة هوّن عليك ولا تمت بإباء
غرّتك اقوال بغير بصيرة سُترت عليك حقيقة الانباء
ان السموم لشر ما في العالم ومن السموم عوايل الآراء
جاوزت تبا بالتكفير حد التقى اشققت قلبي اذ رأيت خفائي

تأتيك آياتي فتعرف وجهها — فاصبر ولا تترك طريق حياء
انّ المقرّب لا يضاع بفتنة — والأجر يكتب عند كل بلاء
يا ربّنا افتح بيننا بكرامةٍ — يا من يرى قلبي ولُبّ لحائي
يا من أرى أبوابه مفتوحة
للسائلين فلا تردّ دعائي

المقدّمة

في ذكر

اسباب تأليف الكتاب وبيان ما علّمنا من الله الوهّاب

اعلم حفظك الله القيّوم۔ وأيّدك في خيرٍ تروم۔ انّ هذا الزّمان هو

اے پڑھنے والے اس کتاب کے خدائے قیوم تجھے غلطیوں سے نگاہ رکھے اور ہر یک نیک مقصد میں تیرا مددگار ہو جائے کہ یہ زمانہ نہایت

الزمان الظلوم كأنه اليوم المسموم۔ او البلاد الجروم۔ ضاعت فيه

ستمگار زمانہ ہے گویا وہ ایک نہایت گرم دن ہے یا ایسا ملک ہے جس پر سخت گرمی پڑتی ہے۔ اس زمانہ میں علم اور معارف

المعارف والعلوم۔ وشاعت البدعاتُ والرسوم۔ وخلصت للدّنيا

ضائع ہو گئے اور رسوم اور بدعات پھیل گئے۔ اور سارے غم اور ساری ہمتیں دنیا کے لئے

الهمم والهُموم۔ وحَمِئت بئار الطبائع ونُزح الجموم۔ وحسبوا

خالص ہو گئیں اور طبیعت کے کنوؤں میں سیاہ مٹی پڑ گئی اور بہت پانی والا کنواں خشک ہو گیا۔ اور اس زمانہ کے لوگوں

الزّقّوم كانه الزّنّوم۔ وقلّ المومنون وكثر اللئام

نے درخت زقوم کو ایسا سمجھ لیا کہ گویا وہ کھجوریں اور مکھن ہے اور مومن کم ہو گئے اور لئیم جھگڑنے والے زیادہ ہو گئے

الخصوم۔ وجعلوا المسیح الٰھًا وقد رؤا انہ المسکین العجز۔ وکذالک جاءت
اور مسیح کو خدا بنادیا حالانکہ جانتے تھے کہ وہ مسکین اور عاجز ہے اور اسی طرح
الایام الحسوم فنشکوا الی اللّٰہ ربّ العالمین۔ والّذی نوّر
ایسے ہی منحوس دن متواتر آگئے سو ہم یہ گلہ جناب الٰہی میں کرتے ہیں جو رب العالمین ہے اور اس خدا کی قسم ہے جس نے
الشّھب وازجیٰ للمطر السُّحبّ وخلق السّمٰوات طباقًا وطبّقھا
ستاروں کو روشن کیا اور بارش کے لئے بادلوں کو چلایا اور آسمانوں کو طبقہ بعد طبقہ بنایا اور ان کو روشنی
اِشراقًا۔ انّ الظلمت کثرت فی ھٰذا الزمان۔ وحلّت فی جذر
سے بھردیا۔ کہ یہ بات درحقیقت سچ ہے کہ اس زمانہ میں اندھیرا بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ اور مردوں اور عورتوں کے
قلوب الرّجال والنّسوان۔ ومالت الطبائع الی الضّیم والزّور
دلوں کے اندر بیٹھ گئی ہے اور طبیعتیں ظلم اور جھوٹ کی طرف میل کر گئیں
واختارت سُبُل الفسق والفجور۔ وترك الناس طرق الدّیانۃ والامانۃ۔
اور بدکاری اور دروغ اور بے اعتدالی کے طریقوں کو اختیار کر لیا ہے اور لوگوں نے دیانت اور امانت کے طریقوں کو چھوڑ دیا ہے
ورضوا بانواع الفریۃ والخیانۃ وقلّبوا امور الدّین۔ یتخذون الجدّ
اور جھوٹ اور خیانت پر راضی ہو گئے ہیں۔ اور دین کے احکام کو بدل ڈالا ہے۔ حق اور حکمت کی باتوں کو عبث
عبثًا۔ ویحسبون التّبرّخبثًا۔ ولا یمشون الّا زائغین۔ سُلب منھم
سمجھتے ہیں اور سونے کو ایک میل قرار دے رہے ہیں اور جب چلتے ہیں تو ٹیڑھے چلتے ہیں ان کا وہ فہم ہی
الفھم الذی یصقل الخواطر ویدری الجہام والماطر فبرزوا
جاتا رہا جو دلوں کو صاف کرتا اور برسنے والے اور نہ برسنے والے بادل کے نشان
کالانعام راتعین۔ لا یعرفون الزمان۔ والوقت الّذی قد حان۔
معلوم کر لیتا ہے سو وہ چارپایوں کی طرح مرغ چرنے والے ہی ثابت ہوئے زمانہ کو نہیں پہچانتے اور نہ اس وقت کو کہ آگیا
ولا یسلکون مسلك الحق والحقیقۃ۔ ولا یستقرون
وہ حق اور حقیقت کی راہوں پر نہیں چلتے اور اس راہ کی تہ کو نہیں

مفتاح الطريقة ولا يتدبّرون القرآن منصفين - ولا يستوكفون

ڈھونڈتے اور قرآن میں منصفوں کی طرح نہیں سوچتے اور الٰہی فیضان کے مینہ

صيّب الفيضان ويتيهون في موماة الخسران كالعمين - يوذون

کا برسنا نہیں چاہتے اور زیاں کاری کے ایسے جنگلوں میں پھرتے ہیں جن میں نہ دانہ نہ پانی ہے۔ تیز کلموں

بحدّة الكلمات ولا كحدّ المظباة - ولا يبالون مكانة الصادقين - و

کے ساتھ دکھ دیتے ہیں اور وہ کلمے ایسے تیز ہیں جیسا کہ تلوار بلکہ اس سے بڑھ کر ہیں اور یہ لوگ سچوں کی شان کی کچھ پرواہ

اذا قيل لهم لا تفسدوا واتقوا الله واهتدوا - قالوا انما نحن

نہیں رکھتے اور جب کہا جائے کہ فساد مت کرو اور خدا سے ڈرو اور ہدایت پذیر ہو جاؤ تو ان کا جواب یہ ہے کہ ہم تو اول درجہ

اول المصلحين - فبما كانوا يكذبون - ولا يتركون الفساد ويزوّرون -

کے مصلح ہیں۔ پس اس لئے کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں اور فساد کو نہیں چھوڑتے اور جھوٹ کی بندشوں میں مشغول

ختم الله على قلوبهم وسقاهم سمّ ذنوبهم فما وُفّقوا وصاروا

ہیں خدا نے انکے دلوں پر مہر لگا دی اور انہیں کے گناہوں کی زہر انہیں پلا دی پس وہ توفیق یاب نہ ہوئے

من الهالكين - وقد نُصِحوا فالكزى النصيحة - ووُعِظوا فما نفع الموعظة

اور ہلاک ہو گئے اور ان کو نصیحت کی گئی پس نصیحت نے کچھ فائدہ نہ بخشا اور انکو وعظ کیا گیا اگر وعظ نے کچھ نفع نہ دیا

وما ازدادوا الا عنادا وما ازدادوا الا فسادا وتراهم يعثون في

اور انہوں نے بجز عناد کے کچھ نہ دکھلایا اور بجز فساد کے کچھ زیادہ نہ کیا اور تو دیکھتا ہے کہ وہ زمین پر

الارض مفسدين - نسلوا مِن كل حدبٍ وصاروا سبب كل

فساد کرتے پھرتے ہیں ہر ایک بلندی سے وہ دوڑے اور ہر ایک ماتم کا وہ سبب

ندبٍ - وساروا على نجبٍ صاهلين - واشاعوا الفسق والفجور والكذب

ہوئے اور شکار کرنے کے لئے جلدی جلدی انہوں نے قدم اٹھائے اور انہوں نے بدکاری اور بے حیائی اور

والزور بما كانوا فاسقين - فلذلك ترى ان الامانة قلّت

جھوٹ کو پھیلایا کیونکہ وہ خود بدکار تھے اور اسی لئے تو دیکھتا ہے کہ امانت کم ہو گئی

والخیانة کثرت۔ والوقاحة افظعت۔ والضلالة ضنأت۔

اور خیانت بہت ہوگئی اور بےحیائی حد سے زیادہ پھیل گئی اور گمراہی کے بہت سے بچے ہو گئے

وکلبة الفسق اجعلت۔ ونعم الشر نساءت۔ وحامل المواعظ ایتنت۔

اور بدکاری کی کتیا اٹھا پس آئی۔ اور شرارت کے نرغیر کے شکو لی وں ٹل گئے اور نصیحتوں کی حاملہ الٹا جنی

وھجان الھجر سُمّنت۔ وعسبرة الحق عُبطت۔ فما بکت علیھا عینٌ

اور بیہودہ گوئی کے اونٹ موٹے کئے گئے اور تیز رو اور نجیب اونٹنی سچائی باوجود جوانی اور تازگی اور صحت کے ذبح کی گئی

وما ذرفت۔ بل دابة الباطل سُرحت۔ فرعت حمی الحق حتی تضلّعت۔

پس پھر کوئی بھی نہ رویا اور نہ آنسو بہائے بلکہ باطل کا ٹٹو چراگاہ میں چھوڑا گیا سو وہ سچائی کے مرغزار کو چر گیا یہاں تک کہ اسکی کوکیں بھر

فما منعھا احد بل ایدی المسلمین وثئت۔ وسیوف العدا انطلقت۔ فأخذ

گئیں سو اسکو کسی نے منع نہ کیا بلکہ مسلمانوں کے ہاتھ توڑے گئے اور دشمنوں کی تلواریں میان سے باہر نکل آئیں سو شریف قومی کوٹے

الاحرار ولحومھم سُقّدت ثم نُذئت ثم خُضمت وقُضمت والقیامة قامت

گئے اور ان کے گوشت سیخوں پر چڑھائے گئے پھر بریاں کرنیکے لئے آگ پر رکھے گئے پھر دانتوں سے چبائے گئے اور پیس کر کھائے گئے اور

وھوجاء الفتن اشتدّت۔ وسیل الشرور غلبت۔ وانکسر السکر والمصیبة

قیامت قائم ہوگئی اور شرارتوں کا سیلاب غالب ہوا اور بند ٹوٹ گیا اور مصیبت بھاری

جلّت۔ ونزلت النوازل وجبأت۔ وارض التقوی بُرِدت۔ وسماء

ہوگئی اور حوادث اترے اور کمینہ انہوں نے پکڑا اور تقویٰ کی زمین پر اولے پڑے اور نیکی کا آسمان

الصّلاح تغیمت والمعصیة امتدت ولیلتھا اجثمّت والذنوب

بادل کے نیچے چھپ گیا اور بدکاری بہت لمبی ہوگئی اور اس کی رات آدھی چلی گئی۔ اور گناہوں نے دھاوا

اغارت وصالت حتی جنّبت الصلاح واشعطت والنفوس ندت

مارا اور حملہ کیا یہاں تک کہ نیکی کی پسلی توڑ ڈالی اور اس کے سینہ پر نیزہ مارا اور لوگ آوارہ اور بےقید

وعین الانصاف رُمدت۔ وقروح الخبث تذیّأت۔ وکل سلیطة

اور سرخود ہو گئے اور انصاف کی آنکھیں درد کی بیماری میں مبتلا ہوئیں اور پلیدی کے زخم بہت خراب ہوگئے

هَوَتْ. والفتنة تفاقمت. وسهامها من كلّ جهة مطرت والخباثت

اور ہر ایک فتنہ باز نے بدزبانی کی اور فتنہ بہت بڑھ گیا اور ہر ایک طرف سے اس کے تیر برسے اور پلیدی نے

تزوّجت. فحملت ولمثلها اجزءت. فجاءتها المتربة وتواردت.

نکاح کر لیا پس اسے حمل ٹھہر گیا اور اس نے اپنی شکل جیسی لڑکیاں جنی پس وہ فقر و فاقہ ساتھ لائیں اور

والبلاد خربت. ورهام المصائب تصوّبت فما نجت نفس. أيمنت

ملک ویران ہو گیا اور مصیبتوں کے مینہ برسے پس ان مصیبتوں سے کوئی شخص نجات نہ پا سکا خواہ وہ یمن کی طرف گیا

او اشأمت او عرضت. وما عصمت من القر وان طفلت وما تركها

یا شام کی طرف یا مکہ اور مدینہ اور ان کے گرد کے دیہات کو دیکھ کر واپس آیا اور کوئی خوف سے نہ بچا اگرچہ وہ چھپا یا کسی کا غلہ کھاتا رہا

العلل وان بابأت وكم من نفسٍ ارتدت بعد ما اهلّت. وكفرت بعد ما

اور اسی تاراج پر ہمیشہ کیلئے قناعت کی اور دہر کے طور پر اسی کا کھانا معمول رکھا اور بہتوں نے اسے نہ چھوڑا اگرچہ اس نے کہا کہ میرا باپ تم پر

آمنت وحمدلت. فرأينا في هذه الليلة الليلاء. ما عرفنا جهد البلاء

قربان ہو اور بہت سے مرتد ہو گئے اور بعد اس کے کہ وہ کہتے تھے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ دین سے پھر گئے اور بعد ایمان لانے اور الحمد للہ کہنے کے

وقصصنا قصص الاعداء مسترجعين. محوقلين. والذين يقولون

بعد کافر ہو گئے سو ہم نے اس اندھیری رات میں وہ مصیبتیں دیکھیں جنہوں نے ہمیں بتا دیا کہ نہایت سخت بلا اسے کہتے ہیں اور ہم نے بسبب غصہ دشمنوں

انّا نحن علماء الاسلام. وفحول ملّة خير الانام. فنراهم الكسالى الآكلين

کے حالتیں لکھے جبکہ ہم انا للہ وانا الیہ راجعون کہتے تھے اور لاحول ولا قوة الا باللہ پڑھتے تھے اور وہ لوگ جو کہتے ہیں جو ہم علماء اسلام ہیں

كالانعام لا ينصرون الحق بالاقوال والاقلام. الا قليل من عباد الله

اور نبی کے دین کے ویسے مددگار ہیں سو ہم ان کو ایک سست الوجود اور چارپایوں کی طرح کھانے پینے والے دیکھتے ہیں وہ اپنی باتوں اور قلموں سے

ذي الاكرام. وترى اكثرهم في حقد اهل الحق كاللئام. ما يجيئهم حق

کچھ بھی حق کی مدد نہیں کرتے بجز اللہ جلشانہ کے ان خاص بندوں کے جو تھوڑے ہیں اور اکثر کو تو ایسا پائے گا کہ اہل حق کا کینہ رکھتے ہوں گے۔ کبھی

الا يستعر بينهم الاصطخاب. ولا يدرون ما الحقّ والصواب لا يمتنعون

ایسا نہیں ہوگا کہ کوئی حق کی بات ان کو پہنچے مگر ان میں شور و غوغا پیدا نہ ہو وہ نہیں جانتے کہ حق اور صواب کیا چیز ہے وہ فتنے سے

مِن الفتنة ویلبسون الحق بغوائل الزخرفة ۔ لیفتنوا من اِنْذارِهِم

باز نہیں آتے اور حق کے ساتھ باطل باتوں کو ملاتے ہیں تا اپنی نکتہ چینی سے جاہل

قوما جاهلین۔ والذی اقامه الله لاصلاح الناس یحسبونه

کو دھوکہ میں ڈالیں اور وہ شخص جس کو خدا تعالیٰ نے لوگوں کی اصلاح کے لئے کھڑا کیا ہے اُس کو

کالخناس ویکفرون المؤمنین ۔ لا تنتقل خطواتهم الا الی التزویر

ایک خناس سمجھتے ہیں اور مؤمنوں کو کافر ٹھہراتے ہیں اُن کے قدم بجز بیہودہ گوئی کے کسی طرف حرکت نہیں

ولا تمیلُ السنتهم الا الی التکفیر. ولا یعلمون ما خدمة الدّین

کرتے اور اُن کی زبانیں بجز کافر بنانے کے کسی طرف جھکتی نہیں اور نہیں جانتے کہ دین کی خدمت کیا شے ہے

لبسوا الحق بالباطل وکذالك عبطوا علینا الکذب متعمّدین

انہوں نے حق کو باطل کے ساتھ ملایا اور دیدہ و دانستہ ہم پر افترا کیا

فهذا اعظم المصائب علی دین خیر البریة ان العلماء خرجوا

پس یہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دین پر ایک بڑی مصیبت ہے کہ اس زمانہ کے اکثر علماء دیانت اور

من التدیّن والامانة ۔ وفعلوا فعال اعداء الملّة۔ واجتاؤا

امانت سے باہر نکل گئے ہیں اور دین کے دشمنوں کی مانند کام کر رہے ہیں اور جھوٹ پر

علی الکذب والفریة۔ لیحفظوها من صول الحق والحکمة

گرے جاتے ہیں تا اُس کو حق کے حملہ سے بچا لیں

ولا یبالون دیانا ذا العظمة۔ وینصرون الکفرة کالمعاندین۔

اور خداوند ذوالجلال کی کچھ بھی پروا نہیں کرتے اور عناد رکھنے والوں کی طرح کافروں کو مدد دے رہے ہیں

واحتکاؤا فی انفسهم انهم علی الصّواب وما یسلکون الا مسلك

اور اپنے دلوں میں یہ بات جمالی ہے کہ وہی حق پر ہیں حالانکہ سراسر ہلاکت کی راہ پر چلتے

التباب ولا یعلمون الا الامانی ولا یبتغون المعانی وما کانوا

ہیں وہ صرف اپنی نفسانی آرزوؤں کو جانتے ہیں اور معانی کو نہیں ڈھونڈتے اور نہ غور کرتے ہیں

ممعنین۔ یسمعون الحق فیابون۔ کانہم الی الموت یُدعَون

سچی بات کو سن کر پھر سرکشی کرتے ہیں۔ گویا وہ موت کی طرف بلائے جاتے ہیں اور دیکھتے

ویرون ان الدنیا غدورٌ والدھر عثورٌ۔ ثم یکبّون علیہا کالعاشقین

ہیں کہ دنیا سخت بیوفا ہے اور زمانہ منہ کے بل گرانے والا ہے پھر دنیا پر عاشقوں کی طرح گرتے ہیں

ولہم عمل یعملون فی الدار۔ وعمل اٰخر للانظار فویل للمرائین۞

اور بعض انکے کام وہ ہیں جو گھر میں کرتے ہیں اور بعض وہ کام ہیں جو دکھلانے کے لئے ہیں سو ریاکاروں پر واویلا ہے

وقد رأوا افساد الکفار وعلموا انّ الدّین صار غرض الاشرار۔ ودیس

انہوں نے خوب دیکھ لیا کہ کافروں کا فساد کیسا بڑھ گیا ہے اور وہ خوب جانتے ہیں کہ دین شریروں کا نشانہ بن گیا اور حق

الحق تحت ارجل الفجار ثم ینومون نوم الغافلین ولا یلتفتون لِـ

بدکاروں کے پیروں کے نیچے کچلا گیا۔ پھر غافلوں کی طرح پڑے سوتے ہیں اور دین کی ہمدردی کے لئے کچھ

مواسات الدّین۔ یسمعون کل صیحۃٍ موذیۃ ثم لایبالون قول کفرۃ

بھی توجہ نہیں کرتے ہر یک دُکھ دینے والی آواز کو سنتے ہیں۔ پھر کافروں ناپاکوں کی باتوں کی کچھ بھی

فجرۃ ولا یقومون کذی غیرۃ بل یثقلون کالحبالیٰ وما ھم بحبالیٰ

پروا نہیں رکھتے اور ایک ذی غیرت انسان کی طرح نہیں اٹھتے بلکہ حمل دار عورتوں کی طرح اپنے تئیں بوجھل بنا لیتے

واذا قاموا الی خیر قاموا کسالیٰ۔ وما تجد فیھم صفت المجاھدین

ہیں حالانکہ وہ حمل دار نہیں۔ اور جب کسی نیکی کی طرف اٹھتے ہیں تو سست اور ڈھیلے اٹھتے ہیں اور تو محنت کشوں کے چلن

واذا رأوا حظ انفسھم فتراھم یھرعون الیہ واثبین

انکیں نہیں پائیگا اور جب کوئی نفسانی حظ دیکھیں تو تو دیکھے گا کہ اس کی طرف دوڑتے بلکہ اچھلتے چلے جاتے ہیں

ھذا حال علمائنا الکرام۔ واما الکفار فیجاھدون لاطفاء الاسلام

یہ تو ہمارے بزرگ علماء کا حال ہے مگر کافر تو اسلام کے مٹانے کے لئے سخت کوشش کر رہے ہیں اور اُن کے تمام منصوبے

وماکان نجواھم الا لھذا المرام وما کانوا مُنتہین۔ حرفوا کتبا

اسی مقصد کے لئے ہیں اور باز نہیں آتے کتابوں اور

والاخباراً ومکروا مکراً کبّاراً۔ و زوّروا اطواراً و اھلکوا خلقاً کثیراً

اخبار دل کو بدل ڈالا اور ایک بڑا مکر کیا اور کئی طور سے جھوٹ کو آراستہ کیا اور ایک دنیا کو جاہلوں

من الجاھلین۔ فقتلوا زُمراً کثیرۃ وابدوا مکیدۃ کبیرۃ۔ فمانبا سیفہم

میں سے ہلاک کیا بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور ایک عجیب مکر ظاہر کیا سو ان کی تلوار نے

نبوۃ و وردوا الدیار منبوّءین۔ وما ترکوا دقیقۃ الفساد۔ وجھروا

کبھی خطا نہ کیا اور وہ اس نیت سے ملکوں میں گئے کہ اگر ان کو اپنی مرضی پر پاویں تو وہیں ڈیرے جالیں اور فساد کا

بالزحل من العناد۔ وقلبوا امور الحق والسداد وصافوا الشیطان

کوئی دقیقہ نہ چھوڑا اور عناد کی وجہ سے اپنے کینہ کو کھلے کھلے طور پر ظاہر کر دیا اور حق اور صلاحیت کی باتوں کو بدلا دیا اور

مثاقفین وما نکبوا عنہم بغض الصادقین۔ بل نجد کل فردٍ

شیطان کے نافرمانو بیٹھ کر دم سے صلح کر لی اور اپنے تئیں سچوں کے بغض سے علیحدہ نہ کر سکے بلکہ ہم ہر ایک کو ان میں سے

ذا حنق و مُصّراً علی نجس و رھق وما نجدھم الا مفترین۔ لا یعلمون

جھگڑالو اور غضبناک پاتے ہیں اور انکو نقصان رسانی اور حق پوشی پر مصر دیکھتے ہیں اور ہمنے انہیں بجز افترا کرنے کے اور کچھ نہیں پایا

الّا الاکل والنّیک ولا یؤثرون الا الزینۃ والصَّیک ولا یمشون

وہ بجز کھانے اور جماع کے اور کچھ نہیں جانتے اور بجز زینت اور خوشبو کے کچھ اختیار نہیں کرتے اور بجز تکبر کی چال

الا مستکبرین۔ فحملنا بھم انواع الاحمال۔ لو حُمّلت مثلھا راسخات

کے اور کوئی چال نہیں چلتے پس ہم نے اُن سے انواع اقسام کے بوجھ اٹھائے اور ایسے بوجھ اٹھائے کہ اگر ان کی مانند مضبوط

الجبال لخرّت و انھدّت فی الحال۔ و ناء بھا باس الا ثقال۔ و

پہاڑوں پر بوجھ پڑتے تو فی الفور گر پڑتے اور بوجھ ان کو گرا دیتا اور ایسے گرتے

سقطت کالساجدین۔ ولکنّا کُنّا محفوظین ✦

جیسا کہ کوئی سجدہ کرتا ہے مگر ہم حفاظت کئے گئے تھے

وکان قلبی یقلق وکادت نفسی تزھق لو لم یکن

اور میرا دل بیقراری میں تھا اور قریب تھا کہ میری جان نکل جاتی اگر

معی قویٌ متین۔ وانہ مولانا ولا مولیٰ للکافرین۔ وانّہٗ یجیب دعاءنا

اگر خدائے قوی میرے ساتھ نہ ہوتا اور وہی ہمارا آقا ہے اور کافروں کا کوئی آقا نہیں اور وہی ہے جو ہماری دعا کو قبول

ویسمع بکاءنا ویاتینا اذا اتیناہ مضطرین۔ وکذالک اذا خوّفنی

کرتا اور ہمارے رونے کو سنتا ہے اور جب ہم بیقرار ہو کر اس کی جناب میں آتے ہیں تو ہماری طرف آتا ہے اور اسیطرح جب آفات

ھجوم الأفات وارعدنی ضعف المسلمین والمسلمات فبکیت فی وقت

کے ہجوم نے مجھ کو ڈرایا اور مسلمانوں کے ضعف نے میرے بدن پر لرزہ ڈالا۔ پس میں ایک خاص وقت میں رویا

من الاوقات۔ ودعوت ربی قاضی الحاجات وناذیتُ مولای

اور اپنے رب کی جناب میں جو قاضی الحاجات ہے دعا کی اور اپنے مولا کو تضرع کرنے والوں کی طرح پکارا

کالمتضرّعین۔ وقلتُ یاربّ انت ملجاءنا فی کلّ حین۔ ونحن

اور میں نے کہا کہ یا الٰہی تو ہر وقت ہماری پناہ ہے اور ہم تیری طرف

الیک نشکو وانت احکم الحاکمین۔ فلا تواخذنا ان نسینا او

شکایت کرتے ہیں اور تو احکم الحاکمین ہے پس ہمارے بھولنے اور خطا کرنے پر

اخطأنا ولا تحمل علینا اِصْرًا کما حملتہ علی الذین من قبلنا۔ ولا

مت پکڑ اور ہم پر بوجھ مت ڈال جیسا کہ تو نے اُن پر بوجھ ڈالا جو ہم سے پہلے تھے اور ہمارے سر پر

تحملنا مالا طاقۃ لنا بہ واعف عنا واغفرلنا وارحمنا انت مولانا

وہ بوجھ مت رکھ جس کے اٹھانے کی ہمیں طاقت نہیں اور ہم سے در گذر کر اور ہمیں ڈھانک لے اور ہم پر رحم کر تو ہمارا آقا ہے

فانصرنا علی القوم الکافرین۔ فاستجاب لی ربی واعطانی ارابی

سو ہمیں کافروں پر مدد دے۔ سو میرے خدا نے میری دعا قبول کی اور میری حاجت مجھے

ونصرنی وھو خیر الناصرین۔ فکنت یومًا اتذکّر قلّۃ البضاع

عنایت کی اور مجھ کو مدد دی اور وہ بہتر مدد دینے والا ہے۔ سو میں ایکدن اپنی کمی سرمایہ کو یاد کر رہا تھا اور

وارتعد کالیّراع۔ واتقلق فی ھذہ الاحزان۔ واقرء ایات القرآن

نرم اور نو خیز سبزہ کی طرح کانپتا تھا اور انہیں غموں میں بیقرار ہو رہا تھا اور قرآن شریف کی آیتیں پڑھتا تھا

وأفكر فيها بجهد الجنان. وأزجي نضو التدبر والإمعان. وأدعو الله

اور دلی کوشش سے فکر کر رہا تھا اور تدبر اور سوچ کی دُبلی اونٹنی کو چلا رہا تھا اور خدا تعالیٰ سے مانگ

أن يهديني طرق العرفان. ويتم حجّتي على أهل العدوان. ويتلافى

رہا تھا کہ مجھے معرفت کی راہ دکھاوے اور اہل ظلم پر میری حجت کو پوری کرے اور اس ظلم کا

ما سلف من جور المعتدين. فبينما أنا أفتش كالكميش وقد حمي

تدارک کرے جو زیادتی کرنے والوں سے صادر ہو چکا ہے پس اس عرصہ میں جو میں ایک سریع الحرکت انسان کی طرح

وطيس التفتيش وأنظر بعض الآيات. وأتوسّم نحواء البيّنات. إذا

فکر کر رہا تھا اور تفتیش کا تنور گرم تھا اور میں بعض آیتوں کو دیکھتا اور ان کے بینات میں غور کرتا تھا کہ ناگاہ

تلألأت أمام عيني آية من آيات الفرقان. ولا كتلألؤ دُرر العمان.

میری آنکھوں کے سامنے ایک آیت قرآن شریف کی چمکی۔ اور وہ ایسی چمک نہ تھی جیسا کہ عمان کے موتیوں کی

فإذا فكرت في فحوائها. واتبعت أنواع ضيائها. وأجزت حمى أرجائها.

بلکہ اس سے بڑھ کر تھی۔ پس جبکہ میں نے ان آیتوں کے مضمون میں غور کیا اور روشنی کی پیروی کی

وأفضيت إلى فضائها وجدتها خزينة من خزائن العلوم. ودفينة

اور ان کے میدان تک پہنچا تو میں نے ان آیتوں کو مخزن علوم پایا اور چھپے ہوئے

من السرّ المكتوم. فهزت عطفي رؤيتها وتجلت لي بجمرة قوتها. وأصبى

بھیدوں کا دفینہ دیکھا۔ سو اس کے دیکھنے نے میرے بازو کو ہلا دیا اور اس کی قوت میرے پر شرارہ وار کی طرح

قلبي نضارها ونضرتها. واغتالت العدا كريهتها. وسرت مهجتي صرّتها

ظاہر ہوئی اور اس کی سبزی اور تازگی نے میرے دل کو کھینچ لیا اور اس کی لڑائی نے یکدفعہ دشمنوں کو ہلاک کر دیا اور اس کی

فحمدلت وشكرت لله ربّ العالمين. ورأيت بها ما يملأ العين

جماعت نے میرے دل کو خوش کیا سو میں نے الحمد للہ کہا اور اللہ تعالیٰ کا شکر کیا اور میں نے ان آیات میں وہ عجائبات دیکھے جو آنکھوں

قرة ويعطي من المعارف دولة. ويسرّ قلوب المسلمين. وعلّمت من سر

کو ٹھنڈک سے بھر دیتے ہیں اور معارف کی دولت بخشتے ہیں اور مسلمانوں کے دلوں کو خوش کر دیتے ہیں اور مجھ کو لفظوں کا

اللغات ومثواها۔ وزُوّدت من فَصّ الکلمات و نجواها وکذٰلك

ستر ودان کی اصل جگہ بتلائی گئی اور کلمات کے جوڑ اور اُن کے راز سے میں توشہ دیا گیا اور اسی طرح

اُعطیتُ من اسرارٍ عُلیا و نکاتٍ عظمٰی۔ لیزید یقینی ربّی الاعلٰی۔

بلند بھید مجھ کو عطا کئے گئے اور بڑے بڑے نکتے مجھ کو دیئے گئے تا خدا تعالیٰ میرا یقین زیادہ کرے

ولیقطع دابر المعتدین۔ وان کنتَ تحبّ ان تعرف الاٰیۃ و صولھا

اور تا تجاوز کرنے والوں کا پیچھا کاٹ ڈالے اور اگر تو چاہتا ہے کہ آیۃ موصوفہ اور اس کے حملہ سے بخت ہو تو قرآن

فاقرء لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَھَا۔ وانّ فیھا مدح القراٰن و عربیّ

کے اس مقام کو پڑھ جہاں یہ لکھا ہے لتنذر ام القرٰی ومن حولہا جسکے یہ معنی ہیں کہ ہم نے قرآن کو عربی زبان میں بھیجا تا تو اس شہر

مبین۔ فتدبّرھا کالعاقلین۔ ولا تمرّ بھا مرور الغافلین۔ واعلم

کو ڈراوے جو تمام آبادیوں کی ماں ہے اور ان آبادیوں کو جو اس کے گرد ہیں یعنی تمام دنیا کو اور اس میں قرآن کی مدح اور

انّ ھٰذہ الاٰیۃ تعظّم القراٰن والعربیۃ ومکّۃ۔ وفیھا نور مزّق الاعداء

عربی کی مدح ہے پس عقلمندوں کی طرح تدبر کر اور غافلوں کی طرح اس پر سے مت گذر اور جان کہ یہ آیت قرآن اور عربی اور مکہ کی

وبکّت۔ فاقرءھا بتمامھا وانظر الی نظامھا وفتّش کالمستبصرین۔ وانّی

عظمت ظاہر کرتی ہے اور اس میں ایک نور ہے جس نے دشمنوں کو ٹکڑے ٹکڑے اور لاجواب کر دیا پس تمام آیۃ کو پڑھ اور اسکے نظام کی

تدبّرتُھا فوجدتُ فیھا اسرارًا۔ ثم امعنتُ فرأیتُ انوارًا۔ ثم عمّقتُ فشاھدتُ

طرف دیکھ اور دانشمندوں کی طرح تحقیق کر اور میں نے ان آیتوں میں تدبر کیا پس کئی بھید ان میں پائے پھر ایک گہری غور کی تو

مُنَزِّلًا افھمنی ربّ العالمین وکُشف علیّ انّ الاٰیۃ الموصوفۃ والاشارات

کئی نور ان میں پائے پھر ایک بہت ہی عمیق نظر سے دیکھا تو اتارنے والے قادر کا مجھے مشاہدہ ہوا جو رب العالمین ہے اور میرے پر

الملفوفۃ تھدی الی فضائل العربیۃ۔ وتشیر الی انّھا اُمّ الالسنۃ

کھولا گیا کہ آیۃ موصوفہ اور اشارات ملفوفہ عربی کے فضائل کی طرف ہدایت کرتی ہیں اور اس بات کی طرف اشارہ کرتی

وانّ القراٰن اُمّ الکتب السابقۃ۔ وانّ مکّۃ اُمّ الارضین

ہیں کہ وہ ام الالسنہ ہے اور قرآن پہلی کتابوں کا اُم یعنی اصل ہے اور مکہ تمام زمین کا اُم ہے

فافنادنی بروق هذه الآیة الی انواع التنطس والدرایة۔ وفهمتُ

سو مجھے اس آیت کی روشنی نے طرح طرح کے فہم اور درایت کی طرف کھینچا اور مجھے یہ بھید سمجھ

سرّ نزول القرآن فی هذا اللسان وسرّ ختم النبوة۔ علی خیر البریّة

آگیا کہ قرآن کیوں عربی زبان میں نازل ہوا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر جو نبوت ختم ہوئی اس میں

وختم المرسلین۔ ثم ظهرت علیّ آیات اُخری وایّد بعضها بعضًا

بھید کیا ہے پھر میرے پر اور آیتیں ظاہر ہوئیں اور بعض نے بعض کی متواتر مدد کی۔ یہاں

تترا حتی جرّنی ربّی الی حق الیقین۔ وادخلنی فی المستیقنین ؁

تک کہ میرے خدا نے حق الیقین تک مجھے کھینچ لیا اور یقین کرنے والوں میں مجھے داخل کیا

وظهر علیّ ان القرآن اُمّ الکتب الاولیٰ والعربیة

اور میرے پر ظاہر ہو گیا کہ قرآن ہی پہلی تمام کتابوں کی ماں ہے اور ایسا ہی عربی تمام

اُمّ الالسنة من الله الاعلیٰ۔ واما البقیة من اللغات

زبانوں کی ماں اور خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے اور باقی زبانیں اس کے بیٹے

فهی لها کالبنین او البنات۔ ولا شك انّها کمثل ولدها او ولایدها

بیٹیوں کی طرح ہیں اور کچھ شک نہیں کہ وہ تمام زبانیں اس کے فرزندوں یا خانہ زاد

وکلّ یاکل من اعشارها وموائدها وکل یجتنبون فاکهة هذه اللهجة

کنیزکوں کی طرح ہیں اور ہر یک اسی کی دیگوں اور اسی کے خوان میں سے کھا رہا ہے اور ہر یک اسی کے پھل چکھ رہا ہے

ویملؤن البطون بتلك المائدة ویشربون من تلك اللجة ویتخذون

اور اسی خوان سے اپنے پیٹ بھر رہے ہیں اور اسی دریا سے پانی پی رہے ہیں اور اسی حُلّہ سے انہوں نے

لباسًا من هذه الحُلّة۔ فهی مربیة اعارها اللّٰسنت۔ واختار لنفسها

اپنا لباس بنایا ہے اور وہ ان کی مربی ہے جس نے بعاریت ان کو لباس دیا اور اپنی ذات کے لئے

الدست واما اختلاف الالسنة فی صور الترکیب فلیس من العجیب

مسند اختیار کیا اور یہ بات کہ اگر عربی اُمّ الالسنہ ہے تو زبانوں کی ترکیبوں میں کیوں اختلاف ہے تو یہ کچھ عجیب بات نہیں

وكذالك الاختلاف فى التصاريف واطراد المواد ليس من دلايل عدم

اور اسی طرح جو اختلاف تصریف اور اطراد مواد میں ہے وہ بھی عدم اتحاد کی دلیل نہیں ٹھہر سکتا اور اگر

الاتحاد ولولا اختلاف هذا القدر فى التركيبات۔ لامتنع تغاير يوجب

یہ تھوڑا سا اختلاف بھی جو ترکیبات کا اختلاف ہے لغات میں باقی نہ رہے تو وہ تغایر درمیان سے اٹھ جائے گا

كثرة اللغات۔ فان وجود التراكيب المختلفة هو الذى غيّر صور

جو کثرت لغات کا موجب ہے کیونکہ مختلف ترکیبوں کا زبانوں میں پایا جانا ہی تو وہ امر ہے جس نے زبانوں کی صورت

الالسنة وهو السبب الاول للتفرقة فلا يسوغ لمعترض ان يتكلم

کو متغایر کر دکھایا ہے اور یہی تو زبانوں کے تفرقہ کا پہلا سبب ہے پس کسی معترض کیلئے جائز نہیں جو ایسے کلمے منہ پر لاوے

بمثل هذه الكلمات۔ واين منتدحة هذه الاعتراضات فانها

اور ایسے اعتراضات کی گنجائش کہاں ہے کیونکہ یہ مصادرہ علی المطلوب ہے جو مناظرات میں ممنوع ہے

مصادرة من الممنوعات۔ وكفاك ان الالسنة كلها مشتركة

اور تجھے یہ بات کفایت کرتی ہے۔ کہ تمام زبانیں بہت سے

فى كثير من المفردات۔ وما اوغلت بل سأريك كاجلى البديهيات۔

مفردات میں شریک ہیں بلکہ میں عنقریب تجھے بدیہیات کی طرح دکھلاؤں گا

فاستقم كما سمعت ولا تكن من المخطئين۔ وانى لما وجدت الدلائل

پس تو قائم اور ثابت قدم ہو جا جیسا کہ تو نے سن لیا اور خطاکاروں میں سے مت ہو اور میں نے جب قرآن کریم سے

من الفرقان واطمئن قلبى بكتاب الله الرحمان اردت ان اطلب

دلائل پائے اور کتاب اللہ کی گواہی سے میرا دل مطمئن ہو گیا تو میں نے ارادہ کیا کہ احادیث سے بھی کچھ

الشهادة من الآثار۔ فاذا فيها كثير من الاسرار۔ ففرحت بها فرحة

دلائل لوں پس جبکہ میں نے حدیث کو دیکھا تو اس میں بہت سے بھید پائے پس میں ایسا خوش ہوا

النشوان بالطلاء ووجدت وجد الثمل بالصهباء وشكرت الله نصير

جیسا کہ نشہ پینے والا شراب سے خوش ہوتا ہے اور جیسا کہ مست کو شراب سے خوشی پہنچتی ہے اور خدا تعالیٰ کا میں نے شکر

الصادقین۔ ثم بدا لی ان اثبت ھذا الامر بالدلائل العقلیۃ۔ لاتمّ الحجۃ علٰی

کیا جو سچوں کا حامی ہے پھر مجھے یہ خیال آیا کہ اس امر کو دلائل سے ثابت کروں تا حجت ہو اور سخت اور جھگڑالو پر حجت پوری کر دوں

کل جموح شدید الخصومۃ۔ وابکت قومًا مرتابین۔ فلم تزل الاشواق تُھیج فکری

اور شک کرنے والوں کو لاجواب کر دوں۔ پس میرے شوق ہمیشہ میرے فکر کو جنبش دیتے تھے

وتُجیل فی عرصاتھا تجری۔ حتی فتحت علیّ ابواب الاستدلال ووقّفت

اور اس کے میدانوں میں میری عقل کو جولان دیتے تھے یہاں تک کہ میرے پر دلائل کے دروازے کھولے گئے اور میں اہل

لاِمضاض زعم اھل الضلال وقوم ضالین۔ وواللّٰہ ما عانا بالی فی

ضلال کے گمان باطل کو جلانے کے لئے واقف کیا گیا اور بخدا کہ اس راہ میں میرے دل نے کچھ بھی

ھذا السبیل وما اخرجت شیئًا من الزنبیل۔ وما فارقتُ کاس الکرٰی

تکلیف نہیں اٹھائی اور میں نے اپنی زنبیل میں سے کچھ بھی نہیں نکالا اور میں خواب کے پیالوں سے الگ نہیں ہوا

وما انصصتُ رکاب السُّرٰی۔ بل زُرِقتُ کلّہا من حضرۃ الکبریاء۔ وقصّر

اور شب رات کے وقت اونٹوں کو نہیں چلایا بلکہ یہ سب نعمتیں خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ کو ملیں اور اس نے

منہ طول لیلتی اللّیلاء۔ وانفضت من حُسن قضائہ منیتی۔ وما ارقت

میری اندھیری رات کی لمبائی کو کوتاہ کیا۔ اور میری آرزو اس کی حاجت روائی سے پوری ہوئی اور کسی رات میں

فی لیل مقلق۔ وما تخبّطت خبط متعتّق۔ حتی ازلفت لی روضتی۔ واثمرت

میری آنکھ بیدار نہیں رہی اور میں نے اپنے سرمایہ کو ادھر ادھر سے کچھ اکٹھا نہیں کیا یہاں تک کہ میرا مرغزار میرے لئے

شجرتی۔ وذلّلت علیّ قطوفھا من رب العالمین۔ وواللّٰہ انّ فوزی

قریب کیا گیا اور میرا درخت پھلدار ہو گیا اور اس کے خوشے میرے پر خدا تعالیٰ کی طرف سے جھکائے گئے اور بخدا یہ میری کامیابی میرے

ھذا من ید ربی۔ فاحمدہ واصلی علی نبی عربیّ

رب کی طرف سے ہے پس میں اس کی تعریف کرتا ہوں اور نبی عربی پر درود بھیجتا ہوں

منہ نزلت البرکات بمنہ اللحمۃ والسداۃ۔ وھو ھیّأ لی اصلی وفرعی

اسی سے تمام برکتیں نازل ہوئیں اور اسی سے سب تانا بانا ہے اسی نے میرے لئے اصل اور فرع کو میسر کیا

وانبت کل بذری وزرعی وھو خیر المنبتین ۔ وما کان لی حول

اور اسنے میرے بیج اور کھیت کو اُگایا اور وہ بہتر ہے سب اُگانے والوں سے اور میری کہاں طاقت تھی کہ میں

أن اعفّر العدا وما ھرفتُ اذ ھرفتُ ولکنّ اللّٰہ ھریٰ ۔ وما رأیت

دشمنوں کو خاک میں ملاؤں اور میں نے یہ سرمہ نہیں چلایا جبکہ چلایا بلکہ خدا نے چلایا اور میں نے مشقت نفس

راحۃ شق النفس وما اشتدّت لی حاجۃ الی انضاء العنس وما

کی مُونہیں دیکھی اور مجھے کچھ ضرورت پیش نہ آئی کہ میں اپنی اونٹنی کو لاغر کردوں اور میں

اعلیت ھیا کل الانظار وما جریت طلقا مع الافکار ۔ وما رأیت

نے تقوی گھوڑے نظاروں کے نہیں دوڑائے اور میں ایک تنگ بھی فکروں کے ساتھ نہیں چلا اور میں نے اونچی نیچی

ذات کسور بل طرتُ کطیور او کراکب عیدھور ووجدت ما تشتھی

زمین کو نہیں دیکھا بلکہ میں پرندوں کیطرح اڑا یا ایسے سوار کی طرح جو قوی اونٹ پر سوار ہو اور میں نے ہر ایک امر جو جی

الانفس وتلذ الاعین وارضعت من غیر بکاء وانین ۔ فتالیفی ھٰذا

چاہتا ہے اور آنکھیں اس سے لذت اٹھاتی ہیں پا لیا اور بغیر رونے کے مجھ کو دودھ پلایا گیا ۔ پس یہ میری تالیف

امرٌ من لدیہ وکل امرٍ یعود الیہ وھو احسن المحمودین ۔ واذا زمعت

اسی کیطرف سے ہے اور ہر یک امر اسی کی طرف رجوع کرتا ہے اور وہ ان سب لوگوں سے جو تعریف کئے جاتے ہیں بہتر ہے

لھذہ الخطۃ وفکرت فی تلک الاٰیۃ وکذلک فی اٰیاتٍ علّمت من حضرۃ

اور جب میں نے اس ڈھنگ کام کیلئے قصد کیا اور اس آیت میں فکر کیا اور اسیطرح ان تمام آیتوں میں جو مجھے حضرت احدیت

الاحدیّۃ ۔ فاحسستُ ان قارعًا یقرع باب بالی ۔ ویعلمنی من علمٍ

سے سکھلائی گئیں سو مجھے احساس ہوا کہ گویا ایک کھٹکھٹانیوالا میرے دل کے دروازے کو کھٹکھٹاتا ہے اور نہایت اونچا علم

عالی وینفخ روح التفھیم والتلقین ۔ فسمیت الکتاب منن الرحمان

مجھے سکھلاتا ہے اور تفہیم اور تلقین کی روح پھونکتا ہے ۔ پس میں نے کتاب کا نام منن الرحمان

بما انعم علیّ ربّی بانواع الفضل والاحسان وھو خیر المحسنین

رکھا کیونکہ کئی قسم کے فضل اور احسان سے خدا تعالیٰ نے میرے پر انعام کیا اور وہ سب سے بہتر احسان کرنے والا ہے

وماكان هذا اول آلائه بل انی نشأت فی نعمائه۔ وانه والانی وربانی

اور یہ اس کی کچھ پہلی ہی نعمت نہیں بلکہ میں نے تو اس کی نعمتوں میں ہی پرورش پائی ہے اور اس نے مجھے دوست رکھا

واتانی وتولانی وكفلنی وصافانی۔ ونجانی وعافانی وجعلنی

اور میری پرورش کی اور مجھے دوست رکھا اور میرا متولی اور متکفل ہوا اور مجھے نجات دی اور مجھے محدثین مامورین

من المحدثین المامورين۔

میں سے کیا

واما تفصیل ایات تؤید اٰیة ام القری وتبیّن

اور ان آیتوں کی تفصیل جو آیت ام القریٰ کی مؤید ہیں اور جو ظاہر کرتی ہیں جو عربی

ان العربیة ام الالسنة والهام الله الاعلى فمنها اٰية من الله

امّ الالسنہ اور الہام الٰہی ہے سو یہ تفصیل ذیل ہے چنانچہ ان میں سے ایک وہ آیت ہے جو سورہ

المنان فی سورة الرحمٰن۔ اعنی قوله خلق الانسان علمه

رحمان میں ہے یعنی خلق الانسان علمہ البیان جس کے معنے یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور اس کو بولنا

البيان فالمراد من البیان اللغة العربية۔ كما تشير اليه الاٰية

سکھایا سو بیان سے مراد جس کے معنے بولنا ہے زبان عربی ہے جیسا کہ دوسری آیت

الثانية اعنی قوله تعالٰى عربی مبین۔ فجعل لفظ المبین وصفًا

اسی کی طرف اشارہ کرتی ہے یعنی عربی مبین سو خدا نے مبین کے لفظ کو عربی کے لئے ایک

خاصًا للعربیة واشار الی انه من صفاته الذاتية۔ ولا یشترك فيه احد

خاص صفت ٹھہرایا اور اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ یہ لفظ بیان کا عربی کے صفات خاصہ میں سے

من الالسنة كما لا یخفى على المتفكرّين۔ واشار بلفظ البیان الی

ہے اور کوئی دوسری زبان اس صفت میں اس کی شریک نہیں جیسا کہ فکر کرنے والوں پر پوشیدہ نہیں اور بیان کے لفظ کے

بلاغة هذا اللسان۔ والی انها هی اللسان الكاملة وانها احاطت

ساتھ اس زبان کی بلاغت کی طرف اشارہ کیا اور نیز اس بات کی طرف اشارہ کہ یہ زبان کامل اور ہر یک امر ایحتاج پر محیط ہے

كلّما اشتدت اليه الحاجة. وتصوبت مطرها بقدر ما اقتضت البلّة

اور اس کا مینہ اس قدر برسا ہے جس قدر زمین کو ضرورت تھی اور دلوں کے خیال ظاہر کرنے کے لئے

وفاقت كل لغة فى ابراز ما فى الضمائر وساوى الفطرة البشرية كتساوى

ہر یک زبان پر فائق ہے اور فطرت بشری سے ایسی برابر ہے۔ جیسا کہ ایک دائرہ دوسرے دائرے

الدوائر. وكل ما اقتضته القوى الانسانية وابتغته التصورات الانسية

سے برابر ہو اور وہ تمام امور جن کو انسانی قویٰ چاہتے ہیں اور انسانی تصورات ان کے خواہشمند ہیں

وكل ما طلبه حوائج فطرة الانسان. فيحاذيها مفردات هذه اللسان.

اور وہ تمام امور جنکو انسانی فطرت کی حاجتیں طلب کرتی ہیں سو اس زبان کے مفردات ان کے مقابل پر واقع ہیں

مع تيسير النطق. والقاء الاثر على الجنان. فاتبع ما جاءك من اليقين

اور ساتھ اس کے یہ خوبی ہے کہ بولنے کے طریق کو آسان کیا گیا ہے ایسا کہ دل پر اثر پڑے

ثم سياق هذه الاية يزيدك فى الدراية. فانه يدل بالدلالة القطعيّة

پھر اس آیت کا سیاق ہدایت کو زیادہ کرتا ہے کیونکہ وہ سیاق ان پوشیدہ بھیدوں پر

على ما قلنا من الاسرار الخفية. لتكون من الموقنين. فتفكر فى اٰية

دلالت کرتا ہے جو ہم بیان کر چکے ہیں تاکہ تو یقین والوں میں سے ہو جائے پس آیت میں غور کر

الرحمان علم القراٰن. فان الغرض فيها ذكر القراٰن والحثّ على التّلاوة

یعنی الرحمٰن علم القرآن - کیونکہ اس آیت میں مقصود دو باتیں ہیں قرآن کی فضیلت کا ذکر اور اس کی تلاوت

والامعان ولا يحصل هذا الغرض الا بعد تعلم العربيّة والمهارة التامة

اور سوچنے پر ترغیب اور یہ غرض بجز اس کے حاصل نہیں ہو سکتی کہ عربی کو سیکھیں اور اس میں مہارت تامہ حاصل کریں

فى هذه اللهجة فلاجل هذه الاشارة قدم الله اٰية **علم القراٰن**

پس اسی اشارت کی غرض سے خدا تعالیٰ نے آیۃ علم القرآن کو مقدم کیا

ثم قفاه اٰية **علمه البيان** كانه قال المنة منّتان. تنزيل القراٰن

پھر اس کے بعد آیت علمہ البیان کو لایا پس گویا اس نے یہ کہا کہ احسان دو احسان ہیں (۱) قرآن کا اتارنا

وتخصيص العربية باحسن البيان ۔ وتعليمها لأدم لينتفع به نوع الانسان ۔

اور عربی کو بلاغت فصاحت کے ساتھ مخصوص کرنا اور آدم کو عربی کی تعلیم دینا تا نوع انسان اس سے منتفع ہو

فانّها مخزن علومٍ عالية وهدايات ابدية من المنّان كما لا يخفى

کیونکہ عربی علوم عالیہ کی مخزن ہے اور اس میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ابدی ہدایتیں ہیں ۔ جیسا کہ

على المتدبّرين ❊

تدبر کرنے والوں پر پوشیدہ نہیں

فالحاصل انه ذكر اوّلًا نعمة الفرقان ۔ ثم ذكر نعمة اُخرى

پس حاصل کلام یہ ہے کہ اول خدا تعالیٰ نے فرقان کی نعمت کو ذکر کیا ہے پھر اس دوسری نعمت کو

التى هى لها كالبنيان ۔ واشار اليها بلفظ البيان ۔ ليعلم انّما هو العربى

ذکر کیا جو اس کیلئے بنیاد کی طرح ہے اور اس بات کی طرف بیان کے لفظ کے ساتھ اشارہ کیا تا معلوم ہو کہ اس

المبين ۔ فان القرأن ما جعل البيان صفة احد من الالسنة من

صفت سے موصوف عربی زبان ہے کیونکہ قرآن نے بیان کے لفظ کو بجز عربی کے کسی زبان کی صفت نہیں ٹھہرایا

دون هذه اللهجة ۔ فاىّ قرينة اقوىٰ وادل من هذه القرينة

پس کون سا قرینہ اس قرینہ سے زیادہ قوی اور زیادہ دلالت کرنے والا ہے اگر تم

لو كنتم متفكّرين ۔ الَا ترىٰ ان القرأن سمى غير العربية **اعجميا**

فکر کرنے والے ہو کیا تو نہیں جانتا کہ قرآن نے غیر زبانوں کا نام اعجمی رکھا ہے

فمن الغباوة ان تجعلها للعربية سميّا ۔ فافهم ان كنت زكيا ولا تكن

پس نادانی ہوگی کہ ان زبانوں کو عربی کا ہمنام اور ہم مرتبہ ٹھہرایا جائے پس اگر تو ذکی ہے تو سمجھ لے

من المعرضين ۔ والنص صريح وما ينكره الا وقيح من المعاندين ۔

اور کنارہ کرنے والوں سے مت ہو اور یہ نص صریح ہے اور کوئی اس سے انکار نہیں کریگا مگر بے حیا جو معاندوں میں سے ہوگا

ومنها ما قال ذو المجد والعزّة فى اٰية بعد هٰذه

اور ان قرینوں میں سے ایک وہ آیت ہے جو خدائے ذو المجد و العزت نے بعد اس

الآیۃ اعنی قول اللہ الحنّان۔ الشَّمۡسُ وَالۡقَمَرُ بِحُسۡبَانٍ۔ فانظر

آیت کے ذکر فرمائی ہے یعنے خدائے بزرگ اور مہربان کا یہ قول کہ الشمس والقمر بحسبان۔ پس اس مضمون کو

الی ما قال الرحمان۔ وفکر کذی العقل والامعان۔ وتذکّر

سوچ جو خدا تعالیٰ نے فرمایا اور عقلمندوں اور سوچنے والوں کی طرح غور کر اور رشد کے

کالمسترشدین۔ فان ھذہ الآیۃ تویّد آیۃ اولٰی۔ و یفسر معناھا

طالبوں کی طرح یاد کر کیونکہ یہ آیت پہلی آیت کی تائید کرتی ہے اور ایک کھلی کھلی تفسیر کے

بتفسیر اجلٰی۔ کما لا یخفٰی علی المفکّرین۔ وبیانہ ان الشمس والقمر

ساتھ اس کے معنی بیان کرتی ہے جیسا کہ سوچنے والوں پر پوشیدہ نہیں اور بیان اس کا یہ ہے کہ آفتاب اور چاند

یجریان متعاقبین۔ و یحملان نورًا واحدًا فی اللونین۔ وکذالک

ایک دوسرے کے متعاقب چلتے ہیں اور ایک ہی نور کو دو رنگوں میں اٹھائے پھرتے ہیں۔ اور یہی مثال

العربیۃ والقراٰنُ فانّھما تعاقبا واتّحد البروق واللمعان۔ امّا القراٰن

عربی اور قرآن کی ہے کیونکہ وہ ایک دوسرے کے بعد چل رہے ہیں اور روشنی اور چمک میں اتحاد رکھتے ہیں سو

فھو کالشارق المنیر۔ والعربیۃ کالبدر المستنیر۔ ومع ذالک تری

قرآن نیّر تاباں کی طرح ہے اور عربی ماہتاب کی طرح اور باوصف اس کے

العربیۃ اسرع فی المسیر۔ واجری علی لسان الصالح والشریر۔

عربی سیر میں تیز رو ہے اور نیک اور بد کی زبان پر زیادہ جاری ہو گئی ہے

وما کانت شمس القراٰن ان تدرک ھذا القمر۔ وکذالک قدر اللّٰہ

اور قرآن کا آفتاب اس کی حرکت کو نہیں پہنچا اور خدا تعالیٰ نے اس امر کو

ھذا الامر۔ وانھما بحسبان۔ ویجریان کما اُجریا ولا یبغیان۔ بحساب

اسیطرح مقدر کیا اور وہ دونوں ایک حساب پر چل رہے ہیں اور جیسا کہ چلایا گیا ویسا ہی چل رہے ہیں اور اپنے

مقدر من الرحمٰن۔ فتری ان القراٰن۔ یجری برعایۃ انواع الاستعداد

اپنے اندازہ سے کم و بیش نہیں ہوتے۔ سو قرآن تو استعدادوں کے لحاظ پر چلتا ہے

ويكشف على الطالب اسرار المعاد۔ ويربي الحكماء كما يربي السفهاء۔

اور طالب پر معاد کے بھید کھولتا ہے اور حکیموں کی پرورش ایسا کرتا ہے جیسا کہ بیوقوفوں کی پرورش کرتا ہے

ويعلّم العقلاء كما يعلّم الجهلاء۔ وفيه بلاغ لكل مرتبة الفهم۔ وتسلية

اور عقلمندوں کو اسی طرح سکھلاتا ہے جیسا کہ جاہلوں کو اور اس میں ہر یک سمجھ کے مرتبہ کیلئے طریق تبلیغ موجود ہے اور

لكل ارباب الدّهاء والوهم۔ وساوى جميع انواع الادراك۔ من

ہر یک دانش اور وہم کے لئے تسلی کی راہ ہے اور ادراک کی تمام قسموں سے وہ برابر ہے ۔ گو

اهل الارض الى اهل الافلاك۔ وانه احاط دوائر فهم الانسان۔

کتنے قسم زمین سے آسمان تک ہوں اور وہ انسانی فہم کے تمام دائرہ پر محیط ہے اور وہ حق اور

مع التزام الحق واقامة البرهان۔ وانه نور تام مبين واما اللغة

برہان کا التزام اپنے ساتھ رکھتا ہے اور وہ نور اور کھلی کھلی روشنی ہے رہی عربی زبان

العربية فحسبها انها تجري تحت مقاصد القرآن۔ وتتم بمفرداتها

سو اس کے چلنے کا طریق یہ ہے کہ وہ قرآن کے مقاصد کے نیچے چلتی ہے اور اپنے مفردات

جميع دوائر دين الرحمان وتخدم سائر انواع التعليم والتلقين۔ وانها

کے ساتھ دین کے تمام دائروں کو پورا کرتی ہے اور تعلیم اور تلقین کے تمام قسموں کی خدمت کرتی ہے اور یہ بولی

من اعظم مجالي القدرة الربانية۔ وخصها الله بنظام فطري من جميع

قدرت ربانی کی عظیم الشان جلوہ گاہوں میں سے ہے اور خدا تعالیٰ نے اس کو تمام زبانوں میں سے نظام فطری کے ساتھ

الالسنة۔ واودعها محاسن الصنعة الالهية۔ فاحاطت جميع لطائف

خاص کیا ہے اور اس میں طرح طرح کی صنعت الٰہیہ کے محاسن رکھے ہیں پس یہ بولی بیان کے تمام لطائف

البيان۔ وابدى الجمال كاحسن اشياء صدرت من الرحمان۔ وهذا

پر محیط ہے اور اپنے جمال کو ایسے طور سے ظاہر کیا ہے جو ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جو خدا تعالیٰ سے

هو الدليل على انها ليست من الانسان۔ وفيها صبغة حكمية من الله

صادر ہوئی ہیں اور یہی دلیل اس بات پر ہے کہ یہ بولی انسان کی طرف سے نہیں اور اس میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک پر حکمت

المنان۔ وفیہا حسن وبہاء وانواع اللمعان۔ وفیہا عجائب صانع عظیم

رنگ ہے اور حسن اور خوبصورتی اور قسما قسم کی چمک ہے اور صنعت الٰہی کے عظیم الشان عجائبات

الشان۔ تلمع وجہہا بین صفوف السنۃ شتّٰی۔ کانہا کوکب درّی فی

ہیں اس کا منہ کئی زبانوں کی صفوں کے اندر چمک رہا ہے گویا یہ ایک چمکتا ہوا موتی اندھیرے

الدجی۔ وانہا کروضۃ طیبۃ علی نہر جار۔ مثمرۃ بانواع ثمار۔ واما

میں ہے اور یہ اس پاکیزہ باغ کی طرح ہے جو نہر جاری پر ہو جو پھلوں سے لدا ہوا ہو مگر دوسری

الالسن الاُخریٰ فقد غبّر وجوہہا قتر تصرّف النوکیٰ۔ وما بقیت علٰی

زبانیں سو ان کا یہ حال ہے کہ احمقوں کے تصرف کے غبار نے بہت سا حصہ ان کا متغیر کر دیا ہے اور

صورتہا الاُولیٰ۔ فہی کاشجار اجتُثّت من مغارسہا وبعدت من نواظر

اپنی پہلی صورت پر باقی نہیں رہیں پس وہ ان درختوں کی طرح ہیں جو اپنی جگہ سے اکھیڑے گئے اور اپنے نگہبان

حارسہا۔ ونبذت فی موماۃ وقفر وفلاۃ۔ فاصفرت اوراقہا۔

کی آنکھوں سے دور کئے گئے اور ایسے بیابان میں ڈالے گئے جہاں پانی نہیں اور ایسے جنگل میں جہاں کوئی درخت سبز نہیں

ویبست ساقہا وسقطت اثمارہا۔ وذہبت نضرتہا واخضرارہا

پس ان کے پتے زرد ہو گئے اور ان کے پھل گر گئے اور ان کی تازگی اور سبزی جاتی رہی

وتری وجہہا کالمجذومین۔

اور تو دیکھتا ہے کہ ان کا چہرہ جذامیوں کی طرح ہو گیا

فواہًا للعربیۃ ما احسن وجہہا فی الحلل المنیرۃ

پس عربی زبان کیا ہی عمدہ ہے اور کیا اچھا اس کا چہرہ ہے جو چمکیلے اور کامل پیرایہ

الکاملۃ۔ اشرقت الارض بانوارہا التامۃ۔ وتحقق بہا کمال الہویۃ

میں نظر آتا ہے۔ زمین اس کے نوروں سے چمک اٹھی ہے اور بشری ماہیت کا کمال اس سے ثابت

البشریۃ توجد فیہا عجائب الصانع الحکیم القدیر کما توجد فی کل

ہو گیا ہے اس میں عجائب کام خدائے صانع حکیم قادر کے ظاہر ہیں جیسا کہ ان تمام چیزوں

شئ صدر من البدیع الکبیر۔ واکمل اللّٰہ جمیع اعضائها۔ وما غادر شیئًا

پائی جاتی ہیں جو اس بزرگ بے مثل پیدا کنندہ سے صادر ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ نے اسکے تمام اعضا کو کامل کیا ہے اور اسکے حسن

مِن محسنها وبهائها۔ فلاجرم تجدها کاملة فی البیان۔ محیطة علٰی

اور خوبی سے کوئی چیز اٹھا نہیں رکھی۔ پس اسی وجہ سے تو اس کو بیان میں کامل پائے گا اور دیکھے گا کہ وہ انسان

اغراض نوع الانسان۔ فما من عمل یبدو الی انقراض الزمان۔ ولا مِن صفةٍ

کی تمام غرضوں پر محیط ہے پس ایسا کوئی بھی عمل ان عملوں میں سے نہیں کہ جو زمانہ کے اخیر تک ظاہر ہوں اور نہ ایسی کوئی

من صفات اللّٰہ الدیان۔ وما من عقیدةٍ من عقاید البریة۔ الّا ولها

صفت خدا تعالیٰ میں پائی جاتی ہے اور نہ کوئی ایسا عقیدہ لوگوں کے عقائد میں سے ہے جس کے لئے

لفظ مفرد فی العربیة۔ فاختبر ان کنت من المرتابین۔ وان کنت تقوم

عربی میں لفظ مفرد موضوع نہ ہو پس تو آزمالے اگر تجھے شک ہے اور اگر تو آزمائش کے لئے

للخبرة کطالب الحق والحقیقة۔ فواللّٰہ ما تجد امرًا من امور صحیفة

اٹھے جیسا کہ حق اور حقیقت کے طالب اٹھتے ہیں تو بخدا صحیفہ فطرت میں سے کوئی ایسا امر تو نہیں دیکھے گا

الفطرة۔ ولا سرًّا من مکتوبات قانون القدرة۔ الّا وتجد بحذائه لفظا مفردا

اور نہ کوئی ایسا بھید قانون قدرت کے پوشیدہ بھیدوں میں سے دیکھے گا۔ جس کے مقابل پر کوئی لفظ

فی هذه اللهجة فدقق النظر هل تجد قولی کالمتصلفین۔ کلا بل انّ

مفرد اس زبان میں نہ ہو پس ایک باریک نظر سے دیکھ کیا تو لاف زن لوگوں کیطرح میری بات کو پاتا ہے۔ ایسا ہرگز

العربیّة احاطت جمیع اغراضنا کالدائرة۔ وتجدها وصحیفة الفطرة

نہیں بلکہ حق بات یہ ہے کہ زبان عربی ایک دائرہ کیطرح ہماری تمام اغراض پر محیط ہے اور تو زبان عربی اور صحیفہ فطرت کو ایک

کالمرایا المتقابلة۔ وما تجد من اخلاق۔ وافعال وعقائد واعمال۔ ودعوات

دو آئینوں کیطرح پائیگا جو ایک دوسرے کے مقابل ہوں اور تو ایسا کوئی خلق نہیں پائیگا اور نہ کوئی ایسا عقیدہ اور نہ کوئی ایسی دعائیں

وعبادات۔ وجذبات وشهوات الّا وتجد فیها بحذائها مفردات ولا تجد

اور نہ ایسی عبادتیں اور نہ ایسے جذبات اور نہ ایسی شہوات جن کے مقابل پر زبان عربی میں مفردات نہ پائے جائیں اور

هذا الکمال فی غیر العربیة - فاختبر ان کنت لا تؤمن بهذه الحقیقة

یہ کمال کسی غیر زبان میں تو ہرگز نہ پائے گا۔ سو تو اس بات کو آزمالے اگر تو اس حقیقت کو باور نہیں کرتا اور

ولا تستعجل کالمعاندین۔

معاندوں کی طرح جلدی مت کر

واعلم ان للعربیة۔ وصحیفة القدرة تعلقات طبعیة

اور یہ بات جان رکھ کہ عربی اور صحیفہ قدرت میں طبعی تعلقات واقع ہیں اور

وانعکاسات ابدیة۔ کانهما مرایا متقابلة من الرحمان او توامان متماثلان او

ابدی انعکاس ہیں گویا وہ دونوں خدا تعالیٰ کی طرف سے مرایا متقابلہ ہیں یا توام ہیں جو ایک دوسرے سے مماثلت رکھتا ہے

عینان من منبع تخرجان وتصدعان فانظر ولا تکن کالعمین فهذه نصوص

یا ایک ہی منبع میں سے دو چشمے نکل رہے ہیں اور ایک دوسرے کے برابر چلے جاتے ہیں پس سوچ اور اندھوں کی طرح مت ہو پس یہ قطعی

قاطعة وحجج یقینیة علی ان العربیة هی اللسان۔ والفرقان هو النور التام

نصوص اور یقینی حجتیں ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں جو حقیقی زبان عربی ہے اور حقیقی کتاب اللہ قرآن ہے جو نور تام

الفرقان ففکر ولا تکن من الغافلین۔ ومن فکر فی القرآن وتدبر کلمات

اور حق و باطل میں فرق کرتا ہے پس سوچ اور غافلوں میں سے مت ہو اور جو شخص قرآن میں غور کرے اور فرقان میں

الفرقان۔ ففهم ان هذا قد ثبت من البرهان۔ وما کتبناه کالظانین

تدبر کرے وہ سمجھ لے گا کہ یہ ساری باتیں دلیل سے ثابت ہو گئی ہیں اور ہم نے ظن کرنے والوں کی طرح نہیں لکھا

بل اوتینا علما کنور مبین ❁

بلکہ ہم کو ایک کھلے کھلے نور کی طرح علم ملا ہے

ثم اعلم یا طالب الرشد والسداد ان التوحید لا یتم الا

پھر اے رشد اور صلاح کے طالب اس بات کو جان کہ توحید بجز اس اعتقاد کے پوری نہیں

بهذا الاعتقاد ولا بد من ان نؤمن بکمال الوثوق والاعتماد بان کل خیر

ہوتی اور ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم کمال وثوق اور اعتماد سے اس بات پر ایمان لاویں کہ ہر ایک

صدر من رب العباد وهو مبدء كل فيض للعالمين۔ ومن المعلوم

غیر خدا تعالیٰ سے ہی صادر ہوتی ہے اور تمام مخلوقات کے لئے وہی ہر یک فیض کا مبدا ہے اور جو لوگ صاحب

عند ذوی العرفان۔ ان طاقة النطق والبيان۔ من اعظم كمالات

معرفت ہیں وہ اس بات کو جانتے ہیں کہ نطق اور بیان کی طاقت نوع انسان کے بزرگ تر کمالات

نوع الانسان۔ بل هي كالارواح للابدان۔ فكيف يتصور انّها ما اعطيت

میں سے ہے بلکہ وہ انسان کے لئے ایسی ہے جیسے بدنوں کے لئے روح پس کیونکر گمان کریں کہ وہ

من يد المنان۔ كلا بل هي تتمة الخلقة البشرية وحقيقة الارواح الانسيّة

انسان کو خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے نہیں ملی یہ بات ہرگز نہیں بلکہ زبان انسان کی پیدائش کا تتمہ ہے اور انسانی روح کی حقیقت ہے

وانها من اعظم نعم حضرة الاحدية۔ ولا يتم التوحيد الا بعد هذه

اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک بہت بڑی نعمت ہے اور توحید بجز اس عقیدے کے پوری نہیں ہو سکتی۔

العقيدة ايرضى موحد بامرٍ فيه نقص حضرة العزّة۔ او فيه شرك كعقائد

کیا کوئی موحد کسی ایسے امر پر راضی ہو سکتا ہے جس میں حضرت عزت کی نسبت نقص لازم آوے یا اُس میں مشرکوں کے

المشركين۔ وان الذين يعرفون الله حق العرفان۔ يعلمون انه في كل

عقیدے کی طرح شرک ہو اور جو لوگ خدا تعالیٰ کو حق پہچاننے کا پہچانتے ہیں۔ جانتے ہیں کہ وہ ہر یک

خير مبدء الفيضان۔ وانه موجد الموجودين۔ ولا يتكلمون كالدّهريين

خیر کا مبدا ہے اور ہر یک موجود کا موجد ہے اور دہریوں اور طبعیوں کی طرح

والطبيعيين۔ اولئك الذين اوتوا حظا من المعرفة۔ وسقوا من كاسٍ

کلام نہیں کرتے یہ لوگ وہی ہیں جن کو معرفت کا حصہ دیا گیا ہے اور توحید کے پیالے

توحيد الحضرة وجعلوا من الفائزين۔ وان ربّنا كامل من جميع الجهات

پلائے گئے ہیں اور کامیابوں میں سے کئے گئے ہیں اور ہمارا خدا ہر یک جہت سے کامل ہے

ولا يعزى اليه نقص في الذات والصفات۔ وانه حميد لا يفرط اليه

اور کوئی نقص اس کی ذات اور صفات کی طرف عاید نہیں ہو سکتا اور وہ تعریف کیا گیا ہے کوئی

ذمّۃ قدوس لا یلحقہ وَصْم۔ وھذا ھو محجّۃ الاھتداء ومشرب

بدی اس کی طرف پشیدستی نہیں کرسکتی اور وہ نہایت پاک ہے کوئی عیب اس کے شامل حال نہیں ہوسکتا یہی ہدایت پانے

الاولیاء والاصفیاء۔ وصراط الذین انعم اللہ علیہم وسبیل الّذین

کی راہ ہے اور اولیا اور اصفیا کا مشرب ہے اور ان لوگوں کی راہ ہے جن کو آنکھیں دی گئیں

نوّر عینیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین. فواللہ الّذی ھو

مگر جن پر خدا کا غضب اور گمراہ ہیں ان کی یہ راہ نہیں پس اس خدا کی قسم ہے جو

ذوالجلال والاکرام۔ ان البشر ماوجد کمالًا الّا من فیضہ التّام

ذوالجلال والاکرام ہے کہ انسان نے ہر یک کمال اُسی کے فیض سے پایا ہے اور

وھو خیرُ المنعمین۔ ام یقولون انّ نعمۃ النطق ماجاءت من الرحمان

وہ بہتر انعام کرنے والا ہے کیا لوگ یہ کہتے ہیں کہ بولنے کی نعمت خدا تعالیٰ سے انسان کو نہیں ملی

وماکان معطیہا خالق الانسان۔ فھذا ظلم وزور وغلو فی العدوان۔

اور انسان کا پیدا کرنیوالا اس نعمت کا دینے والا نہیں۔ پس یہ ظلم اور جھوٹ ہے اور ظلم میں شیطان

کالشیاطین۔ وتلک قوم ماقدروا اللہ حق قدرہ۔ وما نظروا الٰی

کی طرح غلو ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے خدا تعالیٰ کی وہ قدر نہیں کی جو قدر کرنے کا حق تھا اور اس کے

شمسہ وبَدْرہ۔ وما فکروا انہ ھو رافع کل الدّجیٰ۔ وانہ خالق

سورج اور چاند کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا اور یہ نہیں سوچا کہ وہ وہ خدا ہے جو ہر یک تاریکی کو

الارض والسمٰوٰت العُلیٰ خلق الانسان ثم انطقہ ثم ھدی۔ وما من

دور کرتا اور بلند آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اسنے انسان کو پیدا کیا پھر اسکو بولی سکھائی اور پھر ہدایت دی

نعمۃٍ الّا اعطٰی فھذا ھو ربّنا الاعلٰی وخالقنا الاغنٰی۔

اور کوئی ایسی نعمت نہیں جو اس نے عطا نہیں کی پس یہی ہمارا برتر خدا ہے اور ہمارا پیدا کنندہ جو نہایت غنی ہے

وسعت نعمہ ظاھرنا وباطننا۔ واحاطت آلائہ ابداننا وانفسنا

اسکی نعمتیں ہمارے ظاہر اور باطن پر محیط ہو رہی ہیں اور اسکی بخشش ہمارے بدنوں اور جانوں پر احاطہ کر رہی ہیں

هوالذی خلق الانسان۔ واتم الخلق وزان۔ واکمل الاحسان فکیف

وہی ہے جس نے انسان کو پیدا کیا اور اس کی پیدائش کو پورا کیا اور زینت بخشی اور اپنے احسان کو کمال تک

یظنّ انه ما علّم البیان۔ اتظن انّه قدر علی خلق البشر

پہنچایا۔ پس ایسے محسن کی نسبت کیونکر گمان کیا جائے کہ اس نے انسان کو بولنا نہ سکھایا کیا تیرا یہ ظن ہے کہ وہ انسان

وما قدر علی الانطاق وازالة الحصر او کان من الغافلین۔ افانت

کے پیدا کرنے پر تو قادر ہوا لیکن اس کے بلانے اور اس کی زبان کھولنے پر قادر نہ ہو سکا یا وہ غافلوں میں سے تھا کیا تو

تعجب ههنا من قدرة رب العالمین۔ وتری انه قوی متین

اس جگہ رب العالمین کی قدرت سے تعجب کریگا اور تو دیکھتا ہے کہ وہ زبردست قوت والا ہے

وانه خالق الجوهر والعرض۔ ومنور السموٰت والارض ومجیب

اور وہ جوہر اور عرض کو پیدا کرنے والا ہے اور زمین اور آسمان کو روشن کرنیوالا ہے اور دعاؤں

دعوة الداعین۔ فهل لك ان تتوب الیه وتمیل۔ وتتحامی القال

کو قبول کرنے والا ہے۔ پس کیا تو اس بات کی طرف رغبت رکھتا ہے کہ اس کی طرف رجوع کرے اور

والقیل۔ والله یحب الصالحین

قیل وقال کو چھوڑ دے اور خدا نیک بندوں سے محبت رکھتا ہے۔

فلما ثبت ان ربنا هو نور کل شیٔ من الاشیاء۔ ومنیر ما فی

اور جبکہ ثابت ہوا کہ ہمارا خدا ہر یک چیز کا نور اور زمین و آسمان کا

الارض والسماء۔ ثبت انه المفیض من جمیع انحاء۔ وخالق الرقیع

روشن کرنے والا ہے۔ تو ثابت ہوگیا کہ وہی ہر یک طرح سے مبدء جمیع فیوض ہے اور وہی زمین اور آسمان

والغبراء۔ وهو احسن الخالقین۔ وانه اعطی العینین۔ وخلق اللسان

کا خالق اور احسن الخالقین ہے اس نے دو آنکھیں دیں اور زبان اور

والشفتین۔ وهدی الرضیع الی النجدین۔ وما غادر من کمال مطلوب

ہونٹ دیئے اور بچہ کو پستانوں کی طرف ہدایت دی اور کوئی ایسا کمال انسانی اٹھا نہ رکھا

الا اعطاها باحسن اسلوب. فمن الغباوة ان تظن ان النطق الذی

جسکی طرف انسان کو حاجت ہے اور ہریک مطلوب احسن طور سے ادا کیا پس یہ نادانی ہوگی کہ ایسا گمان کیا جائے کہ وہ نطق

ھو نور حقیقة الانسان. ومناط العبادة والذکر والایمان. ما اُعطی

جو انسانی حقیقت کا نور ہے اور ذکر اور ایمان اور عبادت کا مدار ہے وہی خدا تعالیٰ

مع الخلقة من الرحمان. بل وجدہ البشر بشق النفس وجهد الجنان

کی طرف سے انسانی پیدایش کو نہیں ملا بلکہ انسان نے اس کو اپنی محنت اور مشقت سے بعد مدت

بعد تطاول امد وامتداد الزمان. وهل هذا الا افتراء الکاذبین.

مدید اور زمانہ دراز کے پایا اور یہ خیال صریح دروغ گو لوگوں کا افترا ہے

ومن اٰمن بالّذی له کمال تام فی الذات والصفات. وفیوض متنوعةٌ

اور جو شخص اس ذات پر ایمان لایا ہو جو اپنی ذات اور صفات میں کمال تام رکھتا ہے جو رنگارنگ کے فیوض

لاهل الارض والسموات. وعرف انه مبدء الفیوض من جمیع الجهات.

زمین اور آسمان کے باشندوں کیلئے رکھتا ہے اور اس نے جان لیا ہو کہ خدا تعالیٰ ہریک جہت سے مبدء فیض ہے

یؤمن بالضرورة بانه اعطی کل شیءٍ خلقه وما غادر شیئا من الکمالات و

وہ بالضرورت اس بات پر ایمان لائیگا کہ اُسنے ہریک چیز کو اسکے مناسب حال پیدائش بخشی ہے اور کوئی مطلوب باقی نہیں چھوڑا

هو مفیض کل فیض احتاجت الیه طبائع المخلوقات بحسب الاستعدادات.

اور ہریک فیض کا مبدا ہے اور مخلوقات کی طبیعتیں بحسب استعداد اس کی طرف محتاج ہیں

وما نعب غراب الا بتعلیمه وما زئر اسد الا بتفهیمه. هو منبع کل خیر و

اور کوئی کوا کاں کاں نہیں کرتا اور نہ شیر گرجتا ہے مگر اسی کی تعلیم اور تفہیم سے اور وہ ہریک خیر اور فیض کا مبدا

فیضان ومعلم کل نطق وبیان وکذالك کان شان رب العالمین. أتزعم انه ربّی

ہریک نطق اور بیان کا معلم ہے اور ایسی ہی رب العالمین کی شان ہونی چاہیئے تھی کیا تیرا یہ زعم ہے کہ اس نے

الانسان کرجل عاجز من اکمال التربیة لا بل ربّاه بایدی القدرة التامّة

انسان کی اس شخص کی طرح پرورش کی جو کامل پرورش کرنے سے عاجز ہو یہ ہرگز درست نہیں بلکہ اس نے قدرت تامہ

حتّے وھب لہ لقب الخلیفۃ۔ وکمّلہ بکمال الفضل والرحمۃ۔ واعطٰے لہ

کے دونوں ہاتھوں سے پرورش کی ہے یہاں تک کہ اسکو خلیفہ کا لقب عطا کیا اور کمال فضل اور رحمت سے اس کو کامل کیا اور اس کو

مالم یعط احدًا من المخلوقین۔ وانّہ ھو اللّٰہ الذی یربّی الاشجار بتربیۃ

وہ نعمتیں دیں جو کسی مخلوق کو نہیں دیں اور وہ وہی خدا ہے جو کامل تربیت کے ساتھ درختوں کی پرورش

کاملۃ حتی یجعلہا دوحات عظیمۃ۔ ویزیّنہا بزھر وانواع ثمرۃ۔ و

کرتا ہے یہاں تک کہ بڑے بڑے درخت ان کو کر دیتا ہے اور ان کو پھولوں اور طرح طرح کے پھلوں اور

اظلال باردۃ ممدودۃ تسرّ الناظرین۔ فما زعمک انہ خلق الانسان

ٹھنڈے اور پھیلے ہوئے سایوں سے آرائش دیتا ہے اور ایسی آرائش دیتا ہے کہ دیکھنے والے خوش ہوتے ہیں پس تیرا کیا زعم ہے کہ

خلقًا غیر تامٍ وما بلّغہ الی مقام فیہ کمال نظام وترکہ ناقصًا

اس خدا نے انسان کو ناقص پیدا کیا ہے اور ایسے کمال تک نہیں پہنچایا جس میں نظام کا کمال ہے اور رکھنے والوں کی طرح

کاللاعبین۔ ثم العلوم التی توجد فی مفردات اللسان العربیۃ

اس کو ناقص چھوڑ دیا۔ پھر وہ علوم جو عربی زبان کے مفردات میں پائے جاتے ہیں وہ کھلے کھلے طور پر

تشھد بالشھادۃ الجلیۃ۔ انھا لیست فعل احد من البریّۃ۔ وانما من

گواہی دیتے ہیں کہ وہ مخلوق کا فعل نہیں ہیں اور اس کا فعل ہے جس نے آسمان

خالق السماء والارضین۔ ولا یختلج فی قلبک ان الانسان لا یتولد

اور زمین کو پیدا کیا ہے اور تیرے دل میں یہ بات خلجان پیدا نہ کرے کہ انسان بولتا ہوا

ناطقًا متکلمًا بل یجد ھذا الکمال متعلّمًا کما نشاھد بالحق والیقین۔

اور باتیں کرتا ہوا پیدا نہیں ہوتا بلکہ اس کمال کو بذریعہ تعلیم کے پاتا ہے جیسا کہ ہم یقینی طور پر مشاہدہ کر رہے ہیں

فان ھذا الایراد علیک لا لک۔ فاصلح حالک ولا تغفل بالک کالنائمین

کیونکہ یہ اعتراض درحقیقت تیرے پر رہے نہ تیرے لئے پس اپنے حال کو درست کر اور اپنے دل کو سوئے ہوئے لوگوں کی طرح غافل مت کر

فانک اذا قبلت ان النطق لا یحصل الا بالتعلیم۔ فلزمک ان تقبل

کیونکہ جب تو نے قبول کر لیا کہ بولنا صرف تعلیم کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے سو تجھے اس بات کا قبول کرنا بھی لازم

ان البشر الاول ما فہم الا بالتفہیم۔ فاقررت بما انکرت ان کنت

آگیا کہ پہلا انسان بھی بجز سمجھانے کے خود بخود نہیں سمجھ سکا پس اس صورت میں تو نے اس بات کا اقرار کر دیا جس کا انکار

من المتفکرین۔ وقد جرّب الناس وتظاہر بالخبرۃ والقیاس ان الاطفال

کر دیا تھا یہی درست ہے اگر تو سوچے اور فکر کرے اور یہ بات تحقیق شدہ امر ہے کہ لوگ آزما چکے اور آزمائش اور قیاس نے بالاتفاق

المتولّدین لو یترکون غیر متعلّمین۔ ولا یعلّمہم لسانہم احد من المعلّمین

یہ گواہی دی کہ بچے جو پیدا ہوتے ہیں اگر وہ بے تعلیم چھوڑے جائیں اور کوئی سکھانے والا ان کی زبان ان کو نہ سکھا دے

فلا یقدرون علی نطق ولا یجیبون المنطقین۔ بل یبقون کبکم صامتین

پس وہ خود بخود بولنے پر قادر نہیں ہو سکتے اور نہ بلانے والوں کو جواب دے سکتے ہیں بلکہ گونگوں کی طرح چپ رہتے ہیں۔

فایّ دلیل اوضح من ہذا لمن طلب الحق وھو امین۔ وما اتبع سُبل

پس اس سے بڑھ کر اس شخص کے لئے کون سی واضح دلیل ہوگی جو طالب حق اور امین ہے جو گمراہوں کی راہ پر نہیں

الضالین۔ فجاھد حق الجہاد وفکّر کاھل الرشاد ولا تستعجل کالمعرضین۔

چلا پس کوشش کر جیسا کہ حق کوشش کا ہے اور فکر کر جیسا کہ اہل رشد فکر کیا کرتے ہیں اور کنارہ کش لوگوں کی

ومن اجلی البدیہیات ان اٰدم خلق من ید ربّ الکائنات۔ وما کان

طرح جلدی مت کر اور یہ بات تو اجلی بدیہیات میں سے ہے کہ آدم خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے پیدا کیا گیا تھا۔ اور اس وقت

احد معہ من المعلّمین والمعلّمات۔ فثبت ان معلّمہ کان خالق المخلوقات

کوئی سکھانے والا یا سکھلانے والی آدم کے ساتھ موجود نہ تھے پس ثابت ہوا کہ آدم کا معلم اور بولی سکھانے والا خدا تعالیٰ ہی تھا

افلا تؤمن بقدرۃ قوی متین۔ افلا تعلم انّ وجود البریّۃ۔ ظلّ لصفۃ

کیا تو خدائے قادر زبردست کی قوت پر ایمان نہیں لاتا کیا تجھے خبر نہیں کہ مخلوقات ربوبیت کی صفت کا ظل ہے

الربوبیۃ وبہا کان ظہورہم فی ہذہ النشاۃ وکان النطق من تتمۃ

اور اسی صفت ربوبیت کے ساتھ تمام مخلوقات کا اس عالم میں ظہور ہوا اور بولنا انسان کی پیدائش کا ایک

خلق الانسان فکیف یجوّز المخداج للذی ظہر من یدی الرحمان۔ اتزعم

تتمہ ہے پس کیونکر ان چیزوں کو ناقص الخلقت خیال کیا جائے جو خدا تعالیٰ کے دونوں ہاتھوں سے ظہور میں آئے ہیں

إن الله الذي نفخ روحه فيه. ما كان قادرًا أن ينطق فيه. ما لك

کیا تو یہ خیال کرتا ہے کہ وہ خدا جس نے انسان میں زندگی کی روح پھونکی وہ اس بات پر قادر نہیں تھا کہ اس کے منہ کو کلام کرنے پر قادر

لا تفكر كالمسترشدين. أتظن أن الله غادر ربوبيته ناقصة. أو وثئت

کر دیتا تجھے کیا ہو گیا کہ تو رشید لوگوں کی طرح نہیں سوچتا کیا تو یہ گمان کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی ربوبیت کو ناقص چھوڑ دیا یا قدرت

يده بعد ما أرى قدرة. أو كفأه رجل من العاجزين. وإن كنت تقر بالتعليم

دکھلانے کے بعد پھر ہاتھ اس کے نیچے ہو گئے یا کسی روکنے والے نے اس کو روک دیا اور اگر یہ بات ہے کہ بولی سکھانے کا تو اقرار کرتا ہے لیکن

ولكن لا تقر بتعليم الرب الكريم. بل تسلك مسلك فلاسفة هذا

یہ اقرار نہیں کرتا کہ خدا نے سکھائی بلکہ اس زمانہ کے فلاسفروں کے نقش قدم پر چلتا ہے

الزمان وتذهب إلى قدم نوع الإنسان. فاعلم أن هذا باطل بالبداهة

اور نوع انسان کے قدم کا قائل ہے پس جان کہ یہ خیال بالبداہت باطل ہے

بالعيان. وإن هو إلا الدعوى كدعاوي الصبيان. أو هذي كهذيان

اور یہ صرف بچوں کے دعووں کے مانند دعوے ہے اور یا مستوں کے بکواس کی طرح

النشوان. ما أتوا عليه بالبرهان. وما كانوا مثبتين. وكيف وإنّ تفرّد

ایک بکواس ہے۔ وہ لوگ اس بات پر کچھ دلیل نہیں لا سکے اور اپنے مدعا کو ثابت نہیں کیا اور کیونکر یہ صحیح ہو جبکہ خدا تعالیٰ

حضرة الأحدية في كمال الذات والهوية. يقتضي إراءة نقصان البرية.

کا اپنے ذاتی کمالات میں متفرد ہونا اس بات کو چاہتا ہے کہ اس کے مقابل پر تمام مخلوقات ناقص حالت میں ہو

ليعلموا أن البقاء الذي هو نوع من الكمال. لا يوجد إلا في حي ذي العزة

تا کہ سب لوگ جان لیں کہ وہ بقا جو کمال کے نوع میں سے ہے وہ بجز اس زندہ خدا الجلال کے کسی میں نہیں پائے جاتے

والجلال. وليعلموا أنه صمد غني كفاه وجوده. ولا حاجة أن يكون أحدٌ

اور تا جان لیں کہ وہ بے نیاز ہے اس کا وجود اس کے لئے بس ہے کچھ حاجت نہیں کہ کوئی اس کا مددگار ہو یا

وليّه وودوده. وليس عليه أن يبقي أحدًا على وجه الوجوب. وليس أمر لذاته أنه

دوست ہو اور اس پر فرض نہیں کہ کسی کو ہمیشہ کے لئے باقی رکھے اور اس کی ذات

الغنی کالمطلوب۔ ولیس لہ حاجۃ الی المخلوقین۔ بل قد تقتضی ذاتہ

غنی کیلئے کوئی امر واجب الطلب نہیں اور اسکو مخلوقات کیطرف کچھ بھی حاجت نہیں بلکہ اس کی ذات تجلیات

تجلیات الربوبیۃ۔ لیُعرف انہا من صفاتہ الذاتیہ۔ فیخلق ما یشاء

ربوبیت کا تقاضہ کرتی ہے تاکہ جانا جائے کہ ربوبیت اسکی صفات ذاتیہ میں سے ہے پس اپنے امر اور ارادہ سے

بالامر والارادۃ۔ وقد یقتضی تجلیات الاحدیۃ۔ لیعرف ان غیرہ

جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور کبھی اس کی ذات تجلیات احدیت کا تقاضہ کرتی ہے تاکہ جانا جائے کہ اسکے بغیر سب

ھالکۃ الذات باطلۃ الحقیقۃ۔ ولیس لہ الیہ مثقال ذرۃ من الحاجۃ

مرنے والی چیزیں ہیں اور ان کی طرف ایک ذرہ اس کو حاجت نہیں۔ تب وہ

فیھلک کل من علی الارض من نوع الخلقۃ۔ ولا یغادر فرداً من افراد

ہر ایک کو جو زمین پر ہے ہلاک کرتا ہے اور ایک فرد کو بھی نہیں

البریۃ۔ الا ویعفو اثرہ بالاھلاک والاماتۃ۔ وکذلک یدیر صفاتہ الی

چھوڑتا بلکہ اس کا نشان مٹا دیتا ہے اور اسی طرح اپنی صفات کو گردش

ابد الآبدین۔ وکل صفۃٍ یقتضی ظھورہ بعد حین۔ فیخلق قروناً

میں رکھتا ہے اور کبھی انتہا نہیں اور ہر یک صفت اپنے وقت پر ظہور چاہتی ہے پس بعض زمانوں کے

بعد ما اھلک قروناً اولیٰ۔ لیعرف بصفاتٍ علیہا مدار نجات الوریٰ۔

ہلاک کرنے کے بعد دوسرے زمانے پیدا کر دیتا ہے تاکہ وہ ان ہی صفات سے پہچانا جائے جو مدار نجات ہیں

ولا یحتاج الی قدم نوعٍ کما ھو زعم النوکیٰ۔ وھو غنی عن العالمین۔ ولا تنفک

اور وہ کسی نوع کے قدامت کا محتاج نہیں جیسا کہ نادانوں کا خیال ہے اور وہ تمام عالم سے بے نیاز ہے اور خدا تعالیٰ کی

صفات الرحمٰن من ذات الرحمٰن وتری دور صفات اللّٰہ القھار کدور

صفات اسکی ذات سے منفک نہیں ہو سکتیں اور خدا تعالیٰ کی صفات کا دور تو ایسا پائے گا جیسا کہ دن اور

اللیل والنہار ولا تتعطل صفاتہ کما ھو زعم الغافلین بل تقتضی ذاتہ وقت الافناء

رات کا دور ہے اور اسکے صفات بیکار نہیں ہوتے جیسا کہ غافلوں کا خیال ہے بلکہ اس کی ذات فنا کرنے کے وقت کو ایسا

كما يقتضى وقت الانشاء. ليتحقق كل صفة من صفاته الغرّاء. وليعرف

یہی چاہتی ہے جیسا کہ پیدا کرنے کے وقت کو چاہتی ہے تا کہ اس کی تمام صفتیں ثابت ہو جائیں اور تا کہ لوگ اس کی یگانگی

الناس تفرد ذاته. ولا يعتقد وا بنقص كمالاته كالمشركين. وليبرق

کو سمجھ لیں اور یہ عقیدہ نہ رکھیں کہ اس کے کمالات میں کچھ نقص ہے اور تا کہ اس کی

توحيده ويتجلى تمجيده. ويعرف دين الله بالدائرة الابدية. والسنن القديمة

توحید چمکے اور اس کی بزرگی جلوہ گر ہو اور دین الٰہی ابدی دائرہ کے ساتھ پہچانا جائے اور سنن قدیمہ کے

المستمرة. ويبطل كفارة الكفرة الفجرة. ويمحوا طريق الشرك والبدعة.

ساتھ اس کا علم ہو اور عیسائیوں کے کفارہ کا بطلان ثابت ہو اور شرک اور بدعت کے طریقے مٹ جائیں۔

وليستبين سبيل المجرمين. فهذا امر اقتضته ذاته لتعرف به صفاته

اور کھل جائے کہ مجرموں کی راہ یہ ہے پس یہ وہ امر ہے جس کو خدا تعالیٰ کی ذات نے چاہا تا اس کے ساتھ اس کی صفات پہچانیں

ولينقطع دابر المفترين. فقد ياتى وقت على هذه النشاة لايبقى وجود

اور تا مفتریوں کا پیچھا کاٹا جائے پس اس عالم پر کبھی وہ وقت آ جاتا ہے کہ بجز خدا تعالیٰ کے ایک فرد

الاوجود الحضرة. ويجفش السيل على كل تلعة الخلقة. وتندرس اطلال

بھی باقی نہیں رہتا۔ اور فنا کا سیلاب ہر یک پیدائش کے اونچی اور نیچی زمین پر چڑھ جاتا ہے اور ہستی کے نشان

الكينونة. ولا ينفع خبط احد من الخابطين. ثم ياتى وقت تبدو سلسلة

معدوم ہو جاتے ہیں اور کسی کو ہاتھ پیر مارنا نفع نہیں دیتا پھر ایک دوسرا وقت آتا ہے کہ مخلوقات کا

المخلوقات. فهذان اثران متعاقبان من رب الكائنات. لئلا يلزم تعطل الصفات

سلسلہ شروع ہو جاتا ہے پس یہ دونوں نشان خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہیں تا کہ تعطل صفات لازم نہ آوے

فاذا ثبت هذا الدور فى صفات الرحمن. وثبت الافناء والانشاء من سنن

پس جبکہ یہ دور خدا تعالیٰ کی صفات میں ثابت ہوا اور پیدا کرنا اور مارنا خدا تعالیٰ کی قدیم عادتیں

المنان. من قديم الزمان فقد بطل منه راى قدم نوع الانسان. وكيف

ثابت ہوئیں پس اس سے نوع انسان کی قدامت کا مسئلہ باطل ہو گیا اور باوجود

القدم مع ازمنة العدم والفقدان۔ واوان الفناء والبطلان۔ فانظر

اور باوجود عدم اور فقدان کے اور فنا کے کیونکر قدم باقی رہ سکتا ہے پس کوشش کرنے والوں کی

کالمجدین ولا تتکلم کالمستعجلین۔

طرح سوچ اور جلدی کرنے والوں کی طرح مت بول

واعلم ان القدم الحقیقی لا یوجد الا فی ذی الجلال والاکرام۔

اور یہ بات جان کہ قدم حقیقی بجز ذات خدائے ذوالجلال کے کسی چیز میں بھی نہیں

ویدور رحی الفناء علی الارواح والاجسام۔ واحدیتہ تقتضی فناء الغیر فی بعض

پایا جاتا اور روحوں اور جسموں پر فنا کی چکی چل رہی ہے اور خدا تعالیٰ کی احدیت ذاتی بعض ایام میں

الایام الا الذین دخلوا فی دار اللّٰہ۔ وغسلوا ببحار اللّٰہ۔ وحفّت بھم انوار اللّٰہ۔

غیر کی نیستی چاہتی ہے بجز ان لوگوں کے جو باایمان فوت ہو کر خدا تعالیٰ کے گھر میں داخل ہو گئے اور خدا تعالیٰ کے

وازیل اثر الغیر باٰثار اللّٰہ۔ وماتوا وھم کانوا فانین۔ فی حُبّ ربّ العالمین۔ فاولئک

دریاؤں سے غسل دیئے گئے اور الٰہی نور ان پر محیط ہو گیا اور خدا تعالیٰ کے نشانوں سے غیر کے نشان مٹائے گئے اور خدا تعالیٰ

الذین لا یذوقون الموت بعد موتتھم الاولٰی۔ رحمۃ من ربّھم الاعلٰی۔

ہو کر خدا تعالیٰ کی محبت میں فوت ہو گئے پس یہ وہی لوگ ہیں جو اپنی پہلی موت کے بعد پھر موت کا مزہ نہیں چکھیں گے یہ ان پر رحمت

فلا یرون اٰلاما ولا بلوٰی۔ ویبقون فی جنۃ اللّٰہ خالدین۔ ویعطیھم اللّٰہ

ان کے رب کی طرف سے ہے پس نہ وہ کوئی درد اور نہ سختی دیکھتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی بہشت میں ہمیشہ رہتے ہیں اور خدا تعالیٰ ان کو

حیاتا من حیاتہ۔ وکمالات من کمالاتہ ولا تفنیھم غیرتہ بما احاطت علیھم

اپنی زندگی میں سے زندگی بخشتا ہے اور اپنے کمالات میں سے کمال عطا کرتا ہے اور اس کی غیرت ان کو فنا نہیں کرتی کیونکہ اس کی

احدیتہ فطوبٰی للّذین ضلّوا فی حُبّ مولی قوی متین۔

وحدانیت ان پر محیط ہو گئی ہے پس مبارک وہ لوگ جو اس کی محبت میں کھوئے گئے جو زبردست آقا ہے

ثم نعود الی کلمتنا الاولٰی۔ ونقول انّ اللّٰہ الاحدی جعل

پھر ہم اپنے پہلے کلمہ کی طرف عود کر کے کہتے ہیں کہ خدائے بے نیاز نے ہر ایک چیز کو پانی سے

كل شئ من الماء حيًّا- والماء نزل من السّماء بانواع البركات والعطاء فالنتيجة

زندہ کیا ہے اور پانی کئی قسم کی برکتوں اور بخششوں کے ساتھ آسمان سے اترا ہے پس نتیجہ

ان كل فيض جاء من حضرة الكبرياء- وهو مبدء كل خير لجميع الاشياء

یہ نکلتا ہے کہ ہر یک فیض خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی آیا ہے اور وہ تمام چیزوں کے لئے مبدء خیر ہے اور یہ

وهذا ردّ اٰخر على المنكرين- الذين يقولون ان الله خلق الانسان

منکروں پر ایک اور ردّ ہے یعنی ان پر جن کا قول ہے جو انسان گونگے کی طرح پیدا کیا گیا ہے اور

كالبكم- وما فهّم وما علّم وخلقه كالناقصين- هذا ما كتبنا للملحدين-

خدا نے ان کو نہ کچھ سکھلایا اور نہ سمجھایا اور ناقصوں کی طرح ان کو پیدا کیا۔ یہ تو ہم نے ملحدوں اور

والطّبيعيين- الذين لا يؤمنون بدين الله ويقولون ما يقولون مجترئين-

طبیعیوں کیلئے لکھا ہے جو دین اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور دلیری کی راہ سے جو چاہتے ہیں بول اٹھتے ہیں

واما الذين يؤمنون بما جاء به رسول الله خاتم النّبيين- فيكفى لهم ما اثبتنا

مگر وے لوگ جو حضرت خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے پس ان کیلئے تو اسی قدر کافی ہے جو قرآن شریف

من كتاب مبين- ايأمرهم توحيدهم ان ينسبوا فعل الله الى غير الرّبّ

سے ہم نے ثابت کیا ہے کیا اُن کی توحید ان کو اجازت دے سکتی ہے جو خدا تعالیٰ کے فعل کو اس کے غیر کی طرف منسوب

القدير- او يقسموا خلق الله بين الرّبّ والعبد الحقير- او يحسبوا خلقه

کریں یا خدا اور بندہ میں پیدائش کو تقسیم کریں۔ یا اس کی اشرف المخلوقات کو ناقص اور

الاشرف ناقصًا محتاجًا الى الناقصين- كلا بل هى كلمة لا تخرج من افواه

ناقصوں کی طرح محتاج خیال کریں ہرگز نہیں بلکہ یہ ایک ایسا کلمہ ہے جو مومنوں موحدوں

المؤمنين الموحّدين- وللنطق شان خاص كشان الحيوٰة وقد خصه الله

کے منہ سے نکل نہیں سکتا اور نطق کے لئے ایک شان خاص ہے جیسا کہ حیات کے لئے ایک شان خاص ہے

بالبشر من جميع الحيوانات- فكما ان البشر ما وجد الحياة الّا من الرّحمان-

اور خدا تعالیٰ نے تمام جانداروں میں سے نطق کو بشر کے ساتھ خاص کیا ہے پس جیسا کہ انسان نے زندگی کو صرف خدا تعالیٰ سے پایا ہے

فكذلك ماوجد النطق الامن ذلك المنان۔ وهذا هو الحق افانت من

اسی طرح اس نے بولنے کو بھی صرف اس محسن حقیقی سے پایا ہے اور یہی سچی بات ہے کیا تو ان

الممترين۔ وان كنت تظن ان امّك علمك اللسان فمن علّم امّك

لوگوں میں سے ہے جو شک کرتے ہیں اور اگر تجھے یہ گمان ہے کہ تیری ماں نے تجھے بولنا سکھایا سو تیری پہلی ماں کو کس نے

الاولٰى وعلّمها البيان۔ فلا تكونن من الجاهلين۔ وان الله اومٰى فى مقامات

بولنا سکھایا تھا اور کس نے اس کو فصاحت کا سبق دیا تھا پس تو جاہلوں میں سے مت ہو اور خدا تعالیٰ نے قرآن شریف کے

من الفرقان۔ الى ان العربية هى امّ الالسنة ووحى الرحمان۔ ولاجل

کئی مقامات میں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ زبانوں کی ماں اور خدا کی وحی صرف عربی ہے۔ اور اسی واسطے

ذلك سمى مكة مكة وامّ القرٰى۔ فان الناس ارضعوا منها لبان اللسان

اس نے مکہ کا نام مکہ اور ام القریٰ رکھا۔ کیونکہ لوگوں نے اس سے ہدایت اور زبان کا دودھ پیا

والهدى فهذه اشارة الى انها هى منبع النطق والنّهٰى۔ ففكر

پس یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ صرف عربی زبان ہی نطق اور عقل کا منبع ہے پس خدا تعالیٰ کے

فى قول رب الورٰى۔ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى۔ وفى ذلك اٰية

اس قول میں فکر کر کہ یہ قرآن عربی ہے تا تو مکہ کو کہ جو تمام آبادیوں کی ماں ہے ڈراوے اور اس میں اس شخص کے

للذى يتق الله ويخشٰى۔ ويطلب الحق ولا يابٰى۔ ولا يتبع سبل المعرضين۔

لئے نشان ہے جو خدا سے ڈرے اور حق کو ڈھونڈے اور انکار نہ کرے اور کنارہ کش لوگوں کا پیرو نہ ہو

ثم انت تعلم ان رسولنا خاتم النبيين كان نذيرًا للعٰلمين۔ وكذلك

پھر تو جانتا ہے کہ ہمارا رسول خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے لئے نذیر ہے اور یہی خدا تعالیٰ

سماه ربه وهو اصدق الصادقين۔ فثبت ان مكة امّ الدنيا كلها ومولد

نے اس کا نام رکھا ہے اور وہ اصدق الصادقین خدا ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ مکہ تمام دنیا کی ماں

كثرها وقلها ومبدأ اصل اللغات ومركز الكائنات اجمعين۔ وثبت معه

ہے اور تمام قلیل و کثیر کا مولد ہے اور اسی کے ساتھ یہ بھی ثابت ہو گیا

ان العربیۃ ام الالسنۃ بما کانت مکۃ ام الامکنۃ من بدء الفطرۃ وثبت

کہ عربی تمام زبانوں کی ماں ہے کیونکہ مکہ تمام مکانوں کی ماں ہے اور یہ بھی ثابت

ان القرآن اُمّ الصحف المطہرۃ۔ ولذالک نزل فی اللغۃ الکاملۃ المحیطۃ۔

ہو گیا کہ قرآن تمام الٰہی کتابوں کی ماں ہے اور اسی لئے کامل زبان میں اترا ہے جو محیط کل ہے

واقتضت حکم ارادات الالٰھیۃ ان ینزل کتابہ الکامل الخاتم فی اللھجۃ التی

اور الٰہی ارادوں کے حکمتوں نے تقاضہ کیا کہ اس کی کامل کتاب جو خاتم الکتب ہے اس زبان میں نازل ہو جو

ھی اصل الالسنۃ وامّ کلّ لغۃ من لغات البریۃ۔ وھی عربی مبین۔

جڑ زبانوں کی ہے اور تمام مخلوقات کی زبانوں کی ماں ہے اور وہ عربی ہے

وقد سمعت ان اللہ جعل لفظ البیان۔ صفۃ للعربیۃ فی القرآن۔ ووصف

اور تو سن چکا ہے کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے بلاغت فصاحت کو عربی کی صفت ٹھہرایا ہے اور عربی کو

العربیۃ بعربی مبین۔ فھذہ اشارۃ الی فصاحت ھذا اللسان۔

عربی مبین کے لفظ سے موسوم کیا ہے۔ پس یہ بیان اس زبان کی فصاحت کی طرف اشارہ ہے اور نیز

وعلو مقامھا عند الرحمٰن۔ واما الالسنۃ الاخری فما وصفھا بھذا الشان

اس کے مرتبہ عالیہ کی طرف ایما ہے مگر خدا تعالیٰ نے دوسری زبانوں کو اس وصف سے موصوف نہیں فرمایا

بل ماعزاھا الی نفسہ لتعلیم الانسان۔ وسمّا غیر العربیۃ اعجمیا فکر

بلکہ ان کو اپنی ذات کی طرف منسوب بھی نہیں فرمایا اور ان کا نام اعجمی رکھا پس اگر تو

ان کنت زکیا۔ وطوبی للمتفکّرین۔ وما نطق التوراۃ بھذا الدعویٰ۔

ذکی ہے تو اس بات کو سوچ لے اور مبارک ہیں وہ جو اس بات کو سوچتے ہیں اور توریت نے ہرگز یہ دعویٰ نہیں کیا

ولا ویل المنود ولا کتب اُخریٰ۔ وما اشار احد وما اومیٰ۔ فلا تعز

اور نہ ہندوؤں کے وید نے یہ دعویٰ کیا اور کسی نے اس طرف اشارہ بھی نہیں کیا پس تو ان کی طرف اس

الی احد منہا ما لا عزا او اخرج لنا ھذا الدعویٰ۔ ان کنت تزعم ان احدًا ادعیٰ

دعویٰ کو منسوب نہ کر جو انہوں نے نہیں کیا یا پس دعویٰ نکال کر دکھلا اگر یہ تیرا گمان ہے کہ انہوں نے دعویٰ کیا ہے

ولن تستطیع ان تخرجها فلا تتبع سبیل المفترین۔ ثم اعلم ان العرب مشتق

اور تو ہرگز نہیں نکال سکے گا پس تو افترا پردازوں کا پیرو مت ہو پھر تجھے معلوم ہو کہ عرب کا لفظ

من الاعراب۔ وھو الافصاح فی التکلم والسوال والجواب۔ یقال اعرب

اعراب سے مشتق ہے اور وہ بلیغ و فصیح کلام کو کہتے ہیں جیسا کہ یہ منقول ہے کہ اعرب الرجل

الرجل اذا کانت فی کلامہ الابانۃ۔ والایضاح والرزانۃ۔ وما کان کرجل

یہ اس وقت بولتے ہیں جب کسی کی زبان فصیح ہو اور لیستہ زبان نہ ہو

لایکاد یبین۔ واما الاعجم فھو الذی لا یفصح کلامہ۔ ولا یحفظ

گر اعجم کا لفظ اس پر بولا جاتا ہے جو فصاحت بلاغت سے عاری ہو جس کا نظام تقریر

نظام جید۔ ولا یری حلاوۃ اللسان۔ ولا یرتب اعضاء البیان۔ بل یلکل

عمدہ نہ ہو زبان میں شیرینی نہ ہو بیان کی اعضا میں ترتیب نہ ہو بلکہ کچھ کہا جائے

اکثرھا یری بعضھا کعضین فھذان لفظان متقابلان ومفھومان

اور کچھ بیان کرے اور بات کو بولی بولی کر دے پس یہ دو لفظ باہم متقابل ہیں اور دو متضاد

متضادان۔ وما اخترعھما احد من الشیوخ والشبان۔ بل ھما من خالق

مفہوم ہیں اور کسی نے جوانوں اور بڈھوں میں سے ان کو اپنی طرف سے نہیں بنایا۔ بلکہ یہ دونوں خدا تعالیٰ

الانسان لقوم متدبرین۔ وقد جاء لفظ العرب فی کتب اُولٰی۔ صُحف

کی طرف سے ہیں ان کے لئے جو سوچتے ہیں۔ اور عرب کا لفظ پہلی کتابوں میں بھی آیا ہے۔ یعنی یسعیاہ نبی

یسعیاہ وموسٰی۔ وفی الانجیل تقرء وتریٰ۔ فثبت انہ من اللہ

کی کتاب اور موسیٰ کی کتاب اور انجیل میں پس ثابت ہوا کہ یہ لفظ خدا تعالےٰ

الاعلٰی۔ ولیس کھذا الاسم اسم لسان من الالسنۃ الاعجمیۃ ولن تجد نظیرہ فی

کی طرف سے ہے اور کسی دوسری زبان میں ایسا نام نہیں اور کسی روایت میں تو اس کی نظیر نہیں پائے گا۔ پس

العبرانیۃ و غیرھا من اللھجۃ ففکر ھل تعلم لھا سمیا فی تلک الالسنۃ

تو عبرانی اور دوسری زبانوں میں فکر کر کیا عربی کے ہمنام کسی اور زبان کو تو پاتا ہے

فثبت انّ العربیۃ ھی اللسان۔ ولا یوجد فی غیرھا ھذا الشان۔ فَفکّر ان کنت

پس ثابت ہوا کہ حقیقی زبان عربی زبان ہی ہے اور اس کے غیر میں یہ شان پائی نہیں جاتی۔ پس اگر تجھے کچھ

من المشککین۔ ومن اجلی العلامات انّ اللسان الذی کان من

شک ہے تو فکر کر۔ اور یہ بات بہت روشن باتوں میں سے ہے کہ وہ زبان جو خدا تعالیٰ کی طرف سے

ربّ الکائنات۔ وکان من احسن اللغات۔ والہی فی الصفات۔ ھو اللسان

ہے اور درحقیقت عمدہ زبان ہے وہ وہی زبان ہے

الذی مدحہ اللّٰہ وسماہ باسم حسنٍ کما ھی سنۃ ربّ ذی منن۔

جس کا خدا تعالیٰ نے آپ تعریف کے ساتھ نام رکھا جیسا کہ یہی سنت اللہ ہے

فانبئوا بذالک اللسان۔ ان کنتم فی شکٍّ من ھذا البیان۔ ولن تجدوا

پس ایسی زبان کا مجھے نشان دو اگر تم اس زبان کے بارے میں شک میں ہو اور ایسا اسم

کالعربیۃ اسمًا فی الحُسن والملحان۔ ففی ذٰلک اٰیات للمتوسّمین۔

جیسا کہ عربی ہے ہرگز نہیں پاؤ گے اور اس میں غور کرنے والوں کیلئے نشان ہیں

وامّا العجم فہم عند اللّٰہ کبکم لالسان لھم۔ او کبہائم لا بیان لھم۔

اور عجم خدا تعالیٰ کے نزدیک گونگوں کی طرح ہیں جن کی زبان نہ ہو یا ان چارپایوں کی طرح جو بول

فانّ تکلّمہم ماحصل لھم الّا بالعربیۃ۔ ولیس لفظ عندھم الّا من ھٰذہ

نہ سکیں کیونکہ ان کو صرف عربی کے ذریعہ سے بولنا حاصل ہوا ہے اور ان کے پاس بجز اس زبان کے ایک لفظ بھی

اللھجۃ۔ ولا یقدرون من دون العربیۃ علی المکالمات۔ فیتحقّق حینئذٍ

نہیں اور بجز عربی لفظوں کے بات کرنے پر قادر نہیں ہوسکتے پس اس وقت ثابت ہوتا ہے

انّھم کالجمادات۔ فقابل بوجہ طلیق او خاصم بلسان ذلیق۔ انک من

کہ وہ چارپایوں کی طرح ہیں پس کشادہ زبانی کے ساتھ سامنے آ۔ یا تیز زبان کے ساتھ جھگڑ بے شک تو

المغلوبین فاوصیک ان تفکّر فی ھذا الدعوی۔ وتذکّر قومًا نوکی ان کنت

مغلوب ہے پس تو اس دعویٰ میں غور کر اور بے وقوفوں کو یاد دلا اگر تو عقل مند ہے

من الغافلين۔ واشكر الله على ما جاءك من البراهين ولا تنس ان لفظ العجم

غفلت رہے اور ان دلائل کی وجہ سے جو تجھ کو ملی خدا تعالیٰ کا شکر کر اور اس بات کو فراموش مت کر

قد اشتق من العجماء وهو البهيمة في هذه اللغة الغراء۔ فتدبر وجه التسمية۔

کہ عجم کا لفظ عجما سے مشتق ہے اور عجما لغت عربی میں چارپائے کو کہتے ہیں پس اس وجہ تسمیہ کو سمجھ لے۔

لينكشف عليك لب الحقيقة ولتكون من الموقنين۔ وكم من اية تدل

تاکہ تیرے پر حقیقت کا مغز کھلے اور تاکہ تو یقین کرنے والوں سے ہو اور بہت سے نشان اس پر دلالت

عليها لو كنتم طالبين۔ ومنها ان الله سمى الانسان سميعا في الفرقان۔

کرتے ہیں اگر تو طالب ہو۔ ان نشانوں میں سے ایک یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسان کا نام سمیع رکھا ہے۔

فيُفهم منه انه اسمعه في اول الزمان۔ وما تركه كالمخذولين۔

پس اس سمیع کے لفظ سے سمجھا جاتا ہے کہ پہلے زمانہ میں خدا تعالیٰ نے ہی اس کو سنایا اور اس کو خذلان کی حالت میں نہ چھوڑا

ومنها انه اوضح في البقرة هذا الايماء وقال عَلَّمَ اٰدَمَ

اور ان نشانوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے سورہ بقرہ میں اس اشارہ کو زیادہ واضح کر کے

الْاَسْمَآءَ فهذا التعليم يدل على اشياء منها انه كان معلم الكلمات بتوسط

لکھا ہے اور کہا ہے کہ خدا نے آدم کو نام سکھلائے پس یہ سکھلانا کئی باتوں پر دلالت کرتا ہے ان میں سے ایک یہ کہ خدا تعالیٰ نے

المسميات ونعني بالمسميات كل ما يمكن بيانه بالاشارات فعلا كان او من

کلمات کو مسمیات کے ذریعہ سے سکھلایا اور مسمیات سے مراد ہمارے ایسے امور ہیں جن کا بیان کرنا اشارات کے ذریعہ سے

اسماء المخلوقات۔ ومنها انه كان معلم حقائق الاشياء وخواصها المكتومة

ممکن ہے خواہ وہ فعل ہوں یا اسماء مخلوقات میں سے ہوں اور پھر دوسرا امر یہ ہے کہ حقائق اشیاء اور ان کے جو

المخزونة في حيز الاختفاء بلغة عربي مبين۔ فان قلت ان النحويين

چھپے ہوئے خواص ہیں وہ زبان عربی میں سکھلائے گئے۔ اور اگر تو یہ بات کہے کہ نحویوں نے لفظ اسم کو

خصصوا لفظ الاسم بالاسماء المخصوصة التي لها معاني ولا تقترن باحد

اسماء مخصوصہ سے خاص کیا ہے یعنی وہ اسماء جن کے واسطے معانی ہیں اور تینوں زمانوں میں کسی سے اقتران

من الازمنة الثلاثة۔ فجوابه ان ذلك اصطلاح لهذه الفرقة۔ ولا اعتبار

دکھتے ہیں پس جواب اس کا یہ ہے کہ یہ اس فرقہ کی اصطلاح ہے اور جب ہم حقیقی طور پر نظر

به عند نظر الحقيقة۔ فانظر كالمبصرين۔ وان قيل ان المشهور بين

کریں تو یہ اصطلاح ساقط الاعتبار ہوگی پس دیکھنے والوں کی طرح سوچ۔ اور اگر کوئی کہے کہ عوام مسلمانوں میں تو

العامة من اهل الملة۔ ان الله علم ادم جميع اللغات المختلفة۔ فكان

یہ مشہور ہے کہ خدا تعالیٰ نے آدم کو تمام بولیاں سکھا دی تھیں اور وہ ہر یک

ينطق بكل لغة من العربية والفارسية وغيرها من الالسنة فجوابه

بولی عربی اور فارسی وغیرہ بولتا تھا پس اس کا جواب یہ ہے کہ

ان هذا خطاء نشأ من الغفلة۔ لا يلتفت اليه احد من اهل الخبرة

یہ خطا ہے اور اس کی طرف کوئی عقلمند توجہ نہیں کرے گا

بما خالف امر اثبت بالبداهة۔ وما هو الا زعم الغافلين۔ بل العربية

کیونکہ یہ بدیہی الثبوت امر کے مخالف ہے اور بےخبروں کا گمان باطل ہے بلکہ پہلی زبان

هي اللسان من مستانف الايام ومستطرفها وليس غيرها الا كمرجان من درّه

اور پہلے زمانہ کی بولی صرف عربی ہے اور اس کا غیر اس کا مال موروثی ہے۔ یا کوئی چھوٹا سا موتی اس کے بڑے ٹیول

صدفها وانت تعلم ان القران والتورات۔ قد اثبتا ما قلنا واكملا الاثبات

میں سے ہے اور تو جانتا ہے کہ قرآن اور توریت نے جو کچھ ہم نے کہا وہ ثابت کر دیا ہے

الا تعلم ما جاء في الاصحاح الحادي العشر من التكوين۔ فانه شهد ان

کیا تجھے معلوم نہیں کہ توریت کتاب پیدائش گیارھویں باب میں لکھا ہے کہ ابتدا میں تمام زمین

اللسان كانت واحدة في الارضين۔ ثم اختلفوا ببابل معرقين۔ واما

کی بولی ایک تھی پھر جب وہ عراق عرب میں داخل ہوئی۔ تو بابل شہر میں بولیوں کی

القران فقد سبق فيه البيان۔ ففكر كالمحققين ثم ههنا طرق اخر لطلاب الحق

اختلاف ہوا اور قرآن کا بیان تو تو سن چکا۔ پس تحقیق کرنے والوں کی طرح سوچ۔ پھر اس جگہ ایک اور طریق ثبوت حق

والمعرفة وهو انا اذا نظرنا فی سنن الله ذی الجلال والحکمة۔ فوجدنا

اور معرفت کے طالبوں کے لئے ہے اور وہ یہ ہے کہ جب ہم اللہ خدا الجلال کی سنتوں پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو ہم

نظام خلقه علی طریق الوحدة۔ وذٰلك امر اختاره الله لهداية البرية۔ ليكون

اس کی پیدائش کا انتظام وحدت کے طور پر پاتے ہیں اور یہ وہ امر ہے جسکو خدا تعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت کیلئے اختیار کیا ہے

علی احدیته احد من الادلة۔ وليدل علی انه الخالق الواحد لاشريك له

تا کہ اُس کی وحدانیت پر دلیل ہو۔ اور اس دلیل پر دلالت کرے کہ وہ اکیلا پیدا کرنے والا واحد لاشریک ہے

فی السماء والارضين۔ فالذی خلق الانسان من نفس واحدة كيف تعزیٰ

کوئی اسکا شریک نہ زمین و آسمان میں نہیں پس جسنے انسان کو نفس واحد سے پیدا کیا کیونکر اسکی طرف ایک ایسی کثرت منسوب کی جائے

اليه كثرة غير مرتبة۔ ولغات متفرقة غير منتظمة۔ الا تعلم انه راعی الوحدة

جو غیر مرتب ہے اور کیونکر ایسی زبانیں اس کی طرف سے سمجھی جائیں جو غیر منتظم ہیں۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اس نے ہر یک

فی كل كثرة۔ واشار اليه فی صحف مطهرة۔ وكتاب امام العارفين۔ وابان

کثرت میں وحدت کی رعایت رکھی ہے اور (نبی) پاک کلام میں اسکی طرف اشارہ کیا ہے جو عارفوں کی امام ہے۔ اور اس نے

فی صحفه الغراء۔ انه خلق كل شیٔ من الماء۔ فانظر الی سنة حضرة

اپنی کتاب روشن میں بیان فرمایا ہے کہ اُسنے ہریک چیز کو پانی سے ہی پیدا کیا ہے پس خدا تعالیٰ کی سنت کی طرف دیکھ

الكبرياء كيف رد الكثرة الی وحدة الاشياء وجعل الماء ام الارض والسماء

کیونکر اس نے کثرت کو وحدت کی طرف رد کیا ہے۔ اور پانی کو زمین اور آسمان کی ماں ٹھہرایا ہے

ففكر كالعقلاء فانه عنوان الاهتداء ولا تستعجل كالجاهلين وان هذه الاية

پس عقلمندوں کیطرح سوچ کہ یہ ہدایت پانے کی علامت ہے۔ اور جاہل مت بن۔ اور یہ آیت خدا

دليل واضح علی سنن خالق الرقيع والغبراء وفيها تبصرة لاهل الانظار والاراء والله

تعالیٰ کی سنت پر دلیل واضح ہے اور اس میں اہل نظر کے لئے بصیرت کی راہ ہے اور خدا

وتر يحب الوتر يا معشر الطلباء۔ هو الذی نوّر من نور واحد نجوم السماء

تعالیٰ وتر ہے وتر کو دوست رکھتا ہے وہی ہے جس نے ایک نور سے تمام ستاروں کو بنایا

وخلق نفوساً متشابهة على الغبراء۔ وجعل الانسان عالماً جامع جميع

اور زمین پر تمام نفوس مشابہ پیدا کئے اور انسان کو ایک عالم جمیع حقائق اشیاء کا

حقائق الاشياء فلو لم يكن نظام الخلق مبنياً على الوحدة۔ لما وجدت فى

جامع بنایا پس اگر مخلوقات کا نظام وحدت پر مبنی نہ ہوتا تو خدا تعالیٰ کی پیدائش میں یہ

خلق الله وجود هذه المشابهة ولكان خلق الله كالمتفرقين بل لو لم يكن

مشابہت نہ پائی جاتی اور مخلوق متفرق چیزوں کی طرح ہوتی بلکہ اگر نظام

النظام الوحدانى لبطلت الحكم وضاع السر الروحانى۔ وسُدّ الصراط الربانى

وحدانی نہ ہوتا تو حکمت باطل ہو جاتی اور سر روحانی ضائع ہو جاتا اور ربانی راہ بند ہو جاتی

وعسر امر السالكين۔ فما لك لا تفهم وحدة دالة على الوحيد۔ وهى فى

اور سالکوں کا امر مشکل ہو جاتا۔ پس تجھے کیا ہو گیا کہ تو اس وحدت کو نہیں سمجھتا جو اس یگانہ پر دلالت کرتی ہے اور وہی

الاسلام مدار التوحيد۔ واصل كبير للتعظيم والتمجيد۔ وسراج منير لمعرفة

اسلام میں توحید کا مدار ہے اور اس کی تعظیم اور تمجید کے لئے اصل کبیر ہے اور خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور

الوحدانية الالٰهية والاحدية الربانية۔ وانّها من علوم اختصت بالمسلمين۔

اس کی یکتائی کے پہچاننے کے لئے ایک چراغ روشن ہے اور ان علوم میں سے ہے جو اہل اسلام سے خاص ہے

ثم اعلم ان الآثار النبويّة۔ والنصوص الحديثية۔ قد بلغت فى هذا الى

پھر جان کہ آثار نبویہ اور نصوص حدیثیہ اس بارے میں اس کثرت تک پہنچ گئے

كمال الكثرة حتى اعطت ثلج القلب ونور السكينة۔ كما لا يخفى على المحدّثين

ہیں کہ ان سے دل کو تسلی اور اطمینان کا نور حاصل ہوتا ہے۔ جیسا کہ محدثوں پر پوشیدہ نہیں

واخرج ابن عساكر فى التاريخ وهو المقبول الثقة۔ قال قال ابن عبّاس

اور ابن عساکر جو مقبول اور ثقہ ہے ابن عباس سے اپنی تاریخ میں بیان کرتا ہے

ان آدم كان لغته فى الجنة العربية وكذلك اخرج عبد الملك

کہ بہ تحقیق آدم کی بولی جنت میں عربی ہی تھی اور اسی طرح عبد الملک آنحضرت

حدیثا من خیر الوریٰ۔ ورجال اٰخرون اولوا العلم والنہی۔ وحدّثوا بروایۃ اُخریٰ

صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث ملایا ہے اور دوسرے اہل علم بھی دوسری روایتوں سے بیان کرتے ہیں

فقالوا ان العربیۃ ھی اللسان الاولیٰ من اللہ المولیٰ۔ نزلت مع اٰدم من الجنۃ

سوانہوں نے کہا ہے کہ عربی ہی پہلی زبان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور آدم کے ساتھ بہشت سے اتری

العلیا ثم بعد طول العہد حرّفت وحدثت لغات شتّٰی۔ واوّل ما ظھر

ہے پھر ایک زمانہ کے بعد محرف ہو گئی اور اس سے اور زبانیں پیدا ہو گئیں اور تحریف کے بعد

بعد التحریف کان سریانیًا باذن اللہ اللطیف۔ وصرف اللہ الیہ لھجۃ المبدلین۔

جو پہلی زبان ظاہر ہوئی وہ سُریانی تھی اور خدا تعالیٰ نے زبان کے بدلانیوالوں کا لہجہ

ولاجل ذالک سمّی العربی الاول عند المتقدّمین۔ وکان عربیا بادنٰی تصریف

ویسا ہی کر دیا اور اسی واسطے متقدمین اس کو پہلی عربی کہا کرتے تھے۔ اور وہ ادنیٰ تغیر کے ساتھ عربی

المتصرّفین ثم حدثت السنۃ اُخریٰ۔ کما حدثت الملل والنحل فی الدُّنیا۔

ہی تھی پھر اور اور زبانیں پیدا ہو گئیں جیسا کہ اور اور مذاہب پیدا ہو گئے

وھذا ھو الحق فتدبّر کالعاقلین۔ ثم من سبل العرفان۔ انک تجد فی القراٰن

اور یہی بات عقلمندوں کے نزدیک حق ہے پھر پہچاننے کے طریقوں میں سے ایک یہ ہے کہ تو قرآن میں

ذکرًا واحدًا فی اختلاف اللسان والالوان۔ فاللہ یشیر الٰی ان اللسان کانت

زبان اور رنگ کے اختلاف کے بارہ میں ایک ہی جگہ ذکر پائے گا پس خدا تعالیٰ ان دونوں کو ایک جگہ

واحدۃ فی زمان۔ کما کان اللون لونًا واحدًا قبل الوان۔ ثم اختلفا بعد زمان وحین

ذکر کرنے سے یہی اشارہ کرتا ہے کہ زبان ایک زمانہ میں ایک تھی چنانچہ رنگ بھی ایک زمانہ میں ایک تھا

ثم من لطائف الایماء ان خاتم الانبیاء۔ جعل نفسہ شریک اٰدم فی تعلّم الاسماء

پھر طول زمانہ کے بعد دونوں میں اختلاف ہو گیا پھر ایک لطیف اشارہ یہ ہے کہ خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو

کما اخرج الدیلمی فی حدیث الطین والماء۔ نفکّر فیما قال خاتم النبیین۔

آدم کے ساتھ سکھائے جانے میں آدم کا شریک ٹھہرایا ہے جیسا کہ دیلمی نے حدیث طین اور ماء میں روایت کی ہے پس سوچ لو اگر جو آنحضرت صلعم نے فرمایا

مُثِّلَتْ لی اُمّتی فی الماء والطین۔ وعُلّمتُ الاسماء کما علم ادم الاسماء۔ فانظر

کہ میری امت میرے لیے پانی اور مٹی میں متمثل کی گئی اور مجھے نام سکھلائے گئے جیسا کہ آدم کو نام سکھلائے گئے پس اس امر میں

الی ما اشار فخر المرسلین۔ وانت تعلم انه صلی اللہ علیه وسلم کان امیا لا یعلم

غور کر جس کی طرف آنحضرت صلعم نے اشارہ فرمایا اور تو جانتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُمّی تھے بجز عربی کے کسی

غیر العربیة۔ نعم اوتی جوامع الکلم فی هذه اللهجة۔ فظهر ان المراد من

اور زبان کو نہیں جانتے تھے۔ ہاں آپ کو جوامع الکلم زبان عربی میں ملی تھی پس ظاہر ہوا کہ اسماء سے مراد

الاسماء فی قصة ادم وحدیث خیر الانبیاء هی العربیة المبارکة۔

حضرت آدم کے قصہ اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں زبان عربی ہے

کما دل علیه النصوص القطعیة من کتاب مبین۔ الا تنظر الی اشتراك

جیسا کہ نصوص قطعیہ کلام الٰہی کی اس پر دلالت کرتی ہیں کیا تو زبانوں کی اشتراک کی طرف

الالسنة۔ فانه یوجد فی کثیر من الالفاظ المتفرقة۔ ولا یمکن هذا الا

نہیں دیکھتا کیونکہ وہ بہت سے الفاظ متفرقہ میں پایا جاتا ہے اور ایسا اور اس قدر

بعد کونها شعب اصل واحد فی الحقیقة۔ وانکارها کانکار العلوم الحسیة والامور

اشتراک بجز اس صورت کے ممکن نہیں کہ تمام زبانیں ایک ہی زبان کی شاخیں ہوں اور اس کا انکار علوم

الثابتة المرئیة۔ فان کان تغایر الالسنة من اول الفطرة۔ فکیف وجد الاشتراك

حسیہ کے انکار کی مانند ہے اور ان امور کے انکار کی طرح جو ثابت اور مرئی ہوں پس اگر زبانوں کا اختلاف ابتدا سے چلا آتا ہے

مع عدم الاتحاد فی الاصل والجرثومة۔ فلابد من ان نقر بلسان هی ام کلها الکمال

پس کیونکر باوجود اس اختلاف عظیم کے زبانوں میں اشتراک ہو گیا پس یہ بات ضروری ہے کہ ہم ایک ایسی زبان کا اقرار کریں

بیان۔ وانکاره جهل وسفاهة۔ واللدد تحکم ومکابرة۔ وقد تبین الحق

کہ وہ تمام زبانوں کی ماں ہو اور انکار اس بات کا جہالت اور کم عقلی ہے اور جھگڑا ناحق کی حکومت اور ناحق کا کبر ہے

لو کنتم طالبین۔ وفی العربیة کمالات وخواص وآیات تجعلها ام غیرها

اور تم طالب ہو تو حق تو کھل چکا اور زبان عربی میں وہ کمالات اور نشان ہیں جو مختلفوں کے نظر میں اس کو اس کے

عند المحققين وانها وقعت لها كالظل او كالعصفور عند البازي المطل فاسمع بعض آياتها

غیر کی مال ٹھہرایا ہے اور وہ زبانیں عربی کیلئے سایہ کی طرح واقع ہوئی ہیں یا باز صید گیر کے آگے چڑیا کی طرح ہیں تو انصاف سے عربی کے

وكن من المنصفين فمنها ان التحقيق العميق والنظر الدقيق يُلجئنا بعد المشاهدات و

بعض نشان سن سو ان کمالات سے ہیں ایک یہ ہے کہ تحقیق عمیق اور نظر دقیق کے بعد مشاہدات اور رویت

رؤية البيّنات الى ان نقرّ بان لغة العرب اوسع اللغات وارفعها في الدرجات

بینات کے ہمیں اس اقرار کے لئے مجبور کرتی ہے کہ لغت عرب تمام لغتوں سے وسیع تر ہے اور وہ مدارج

واعظمها في البركات وابرقها بالمعارف والنكات۔ واتمها في نظام المفردات

میں سب سے بلند اور برکات میں سب سے بزرگ تر اور معارف اور نکات میں سب سے زیادہ چمکنے والے اور مفردات کے نظام میں

وابلغها في ترصيف المركبات وادلها على اللطائف والاشارات۔ واكملها

سب سے زیادہ کامل اور مرکبات کے درجہ بدرجہ رکھنے میں سب سے زیادہ محل مناسب تک پہنچے ہوئے اور لطائف اور اشارات پر سب سے زیادہ

في جميع الصفات من الله رب العالمين۔ وتوجد علوم كثيرة في لف اسمائها

دلالت کرنیوالے اور سب صفتوں میں خدا تعالیٰ کی طرف سے سب سے زیادہ کامل۔ اور اس کی اسماء کی بناوٹ میں بہت سے علوم پائے جاتے ہیں

وتلمع لطائف في تراكيبها۔ وطرق ادائها۔ وسنذكرها في مقاماتها

اور اس کی ترکیبوں اور ادا کے طریقوں میں لطائف چمک رہے ہیں اور ہم عنقریب ان کا ذکر حقیقت نما کیلئے اپنے مقام پر کریں گے

لكشف غطاءها۔ ونبيّن علوم مفرداتها وفنون مركباتها لقوم مسترشدين

اور اس کے مفردات کے علوم اور مرکبات کے فنون طالب ہدایت لوگوں کے لئے بیان کریں گے

والآن نثبت كمال نظام المفردات۔ فانها اول علامة لغة هي اُمّ اللغات

اور اب ہم مفردات کے نظام کا کمال ثابت کرتے ہیں کیونکہ وہ پہلی علامت اس زبان کی ہے جس کو ام الالسنہ کہنا چاہیئے

ووحي من حكيم قويّ متين۔ فانا نرى ان فطرة الانسان قد اقتضت من اول

اور جس کو خدا تعالیٰ کی وحی ماننا چاہیئے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ انسانی پیدائش نے پہلے ہی سے یہ تقاضہ کیا ہے

الاوان ان يعطى لها مفردات فيها كمال البيان۔ كما هي كاملة من احسن الخالقين

کہ اسکو وہ مفردات دیئے جائیں جن میں کمال درجہ کا بیان ہو جیسا کہ وہ فطرت خدا تعالیٰ کی طرف سے کامل ہے

ونری ان الفطرة الانسانیة۔ والجبلة البشریة قد کملت بقوی مختلفة

اور ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ فطرت انسانی اور جبلت بشری مختلف قوتوں کے ساتھ کامل کی گئی ہے اور ایسا

وتصورات متنوعة۔ وارادات متفقتة۔ وحالات متفرقةٍ وخیالات

ہی قسما قسم کے تصورات کے ساتھ اور قسما قسم کے ارادات کے ساتھ اور حالات متفرقہ اور خیالات

متغائرة۔ واخلاق متلونة۔ وجذبات متضادة۔ ومحاورات موضوعة

متغائرہ اور اخلاق متلونہ اور جذبات متضادہ کے ساتھ اس کا کمال ہوا ہے اور ایسا ہی وہ محاورات

للاٰباء والبنین۔ والاعداء والمحبین۔ والاکابر والصاغرین۔ ثم

جو باپوں اور بیٹوں اور دشمنوں اور دوستوں اور چھوٹے اور بڑوں میں ہوتے ہیں تمام کمالات خلقت انسانی ہیں

انضمت بها افعال تصدر من جوارح الانسان کالایدی والارجل والاعین

پھر ان کے ساتھ وہ افعال بھی ہیں جو انسان کے ہاتھ پیر سے صادر ہوتے ہیں جیسا کہ ہاتھ پیر اور آنکھ اور

والاٰذان۔ وکذالک کما یطلب بوسیلة هذه الاعضاء من علوم الارض والسماء

کان سے اور اسی طرح وہ تمام چیزیں جو ان اعضاء کے ذریعہ سے طلب کی جاتی ہیں جیسا کہ علوم ارضی اور علوم سماوی

وما یتعلق بها کالخادمین۔ فلما خلق الله الانسان بهذه القوٰی والاستعدادات۔

اور جو ان کے متعلق ہیں پس جبکہ خدا تعالیٰ نے انسان کو ان قوتوں اور استعدادوں اور صناعتوں

والافعال والصناعات۔ والمقاصد والنیّات۔ اقتضت رحمته ان یکمل فطرته

اور ان مقاصد اور نیتوں کے ساتھ اس کو بنایا تو اس کی رحمت نے تقاضا کیا

کے ساتھ پیدا کیا

بعطاء نطق یساوی الحاجات۔ ویمده فی جمیع الضرورات والمهمات۔

کہ انسانی فطرت کو نطق کے ساتھ مشرف کرے حاجات پیش آمدہ کے ساتھ برابر اور ہم وزن کر دے اور تمام مہموں اور

ولا یترکه کالناقصین۔ وکان تمشیة هذه الارادات موقوفا علی لغة هی

ضرورتوں میں اس کی مدد کرے اور اس کو ناقصوں کی طرح نہ چھوڑے اور ان ارادوں کا پورا ہونا ایسی زبان پر موقوف تھا جو

کامل النظام فی المفردات لیساوی ضمائر الانسان وجمیع الخیالات ویعطی

مفردات کے نظام میں کامل ہو تا کہ وہ انسان کے ضمیر دل اور اس کے تمام خیالات کے ساتھ برابر ہو کر

حلل الالفاظ للطالبين. فصنعه هى العربية. وخصت بهاهذه الفضيلة

اور طلبگاروں کے لئے الفاظ عطا کرے پس یہ زبان عربی ہے اور یہ فضیلت اس کے ساتھ خاص کی گئی ہے

هى التى اعطى له نظامًا كاملًا فى المفردات. وجعل دائرتها مساوية

یہ وہی زبان ہے جس کو خدا تعالیٰ نے مفردات میں کامل نظام بخشا ہے اور اس کے دائروں کو ضرورتوں کے ساتھ

بالضرورات. ولاجل ذلك حاطت دقائق الافعال. واُرت تصوير الضمائر

برابر کر دیا ہے اور اسی واسطے یہ عربی باریک معانی کے افعال پر مشتمل ہے اور ضمیروں کی تمام و کمال تصویر دل

بالتمام والكمال كالمصوّرين. وان اردنا ان نكتب فيه قصّة او نملى حكاية

کو دکھلا رہی ہے جیسا کہ مصور دکھلاتے ہیں۔ اور اگر ہم عربی زبان میں کوئی قصہ لکھنا چاہیں یا کوئی حکایت یا

او واقعة او نؤلف كتابًا فى الالٰهيات. فلا نحتاج الى المركبات. ولا نضطر

واقعہ لکھیں یا کوئی کتاب الٰہیات میں تحریر کریں تو ہم مرکبات کی طرف محتاج نہیں ہوتے اور ہم اس بات

ان نورد التركيبات مورد المفردات كالهائمين المتخبطين. بل يمدنا

کی طرف بیقرار نہیں ہوتے کہ ترکیبات کو مفردات کی جگہ میں لاویں بلکہ ہمیں عربی کا

نظامه الكامل فى كلّ ميدانٍ ومضمارٍ. ونجد مفرداتها لحلل كاملة لانواع

نظام کامل ہر یک میدان میں مدد دیتا ہے اور ہم اس کے مفردات کو معانی اور اسرار کے لئے کامل لباسوں

معانٍ واسرارٍ. ولا نجدها فى مقامٍ كابكم غير مبين. وذلك لكمال نظامها

کی طرح پاتے ہیں۔ اور ہم اس کو کسی مقام میں گونگے کی طرح نہیں پاتے اور یہ اس لئے کہ اس کا نظام کامل ہے

وعلو مقامها وغزارة موادها وكثرة افرادها. وتناسبها وسدادها.

اس کا مقام عالی ہے اس کے مواد بہت ہیں اس کے مفردات زیادہ ہیں اس میں تناسب اور سلاست بہت ہے

واطراد اشتقاقها واتحاد اتساقها وكونها متساوية بآمال الآملين.

اس کا اشتقاق لمبا ہے اس کے اتساق میں اتحاد ہے اور وہ امیدوں کے سلسلہ سے برابر ہے

وان صحيفة القدرة وموادّ هذه اللهجة. قد صدغتا كتوري فلاحة

اور قانون قدرت اور اس زبان کے مواد دونوں بدوش چلے جاتے ہیں جیسے کلبہ رانی کے دو بیل یا ایک

وتقابلنا الجدران باحة ناظر كالمُبصرين. ومن العجائب انها كانت لسان

بالاک صحن کے مقابل کی دو دیواریں ہیں پس تو سوچنے والوں کی طرح دیکھ اور عجائب میں سے یہ بات ہے کہ وہ امیوں کی

الامّيين. وما كانوا ان يصقلوها كالعلماء المتبحّرين. ولم يكن لهم فلسفة

زبان ہے اور وہ اس کو علماء متبحر کی طرح صیقل نہیں کرتے تھے ۔ اور ان کو یونانیوں کے فلسفہ میں سے کچھ

اليونانيين. ولا فنون الهنود والصينيين. ومع ذلك نجدها افصح الالسنة

حصہ نہیں تھا اور نہ ہندوؤں اور چینیوں کے اُن کے پاس علوم تھے اور باوصف اس کے ہم اس زبان کو حکماء کے

لتعبير خواطر الحكماء. وإراءة صور آراء اهل الآراء كانها تصوّرها

نازک خیالوں کے ادا کرنے اور ہر ایک رائے کی صورت دکھلانے کے لئے تمام زبانوں سے زیادہ فصیح پاتے ہیں گویا یہ

كما يُصوَّر في البطن الجنين. ومن فضائلها انها ما مدّت قط يد المسئلة

زبان اُن خیالات کی ایسی تصویر کھینچتی ہے جیسا کہ جنین کی تصویر پیٹ میں کھینچی جاتی ہے اور اس کی فضیلتوں میں سے ایک یہ ہے

الى الاغيار. وما زيّنها احد من الحكماء والاحبار. وليست عليها منّة احد

کہ اُس نے کبھی غیر کی طرف سوال کا ہاتھ لمبا نہیں کیا اور کسی حکیم اور دانشمند نے اس کو زینت نہیں دی اور اس پر سوائے خدا تعالٰے

من دون القادر الجبار. هو الذي كمّلها بيد الاقتدار. وصانها من كل

کے کسی کا احسان نہیں۔ اُسی ذات نے اُس کو اپنے ہاتھ سے کامل کیا ہے اور ہر ایک ایسی حالت سے بچایا ہے جو

مكروه في الانظار. وعصمها من موجبات الملال والانحسار. فهي ربيبة

نظر میں کراہت کرتی ہیں اور تھکنے اور ملال کے موجبات سے اس کو محفوظ رکھا ہے۔ پس یہ بولی

خدر الازل كالبنات. وكقاصرات الطرف والقانتات. وهي حاملة بأجنّة

پردہ ازل کی خانہ پروردہ ہے جیسا کہ لڑکیاں اور پرہیزگار بیویاں ہوتی ہیں اور یہ بولی طرح طرح کی حکمتوں

الحِكَم والنكات. لا تسمع صوتها في مجمع الهاذين. والحكمة تبرق من اسرّة

اور معارف دقیقہ کے ساتھ حاملہ ہے بیہودہ گویوں کا مجمع اُس کی آواز نہیں سنتا اور خدا تعالیٰ نے اس کی سرشت کو ایسا ہی

وجهها بنور مبين. والله احسن خلقها كخلق الانسان واعطاها كل ما هو من كمال اللسان

نیک پیدا کیا ہے جیسا کہ انسان کی سرشت کو اور جو زبان کا کمال ہونا چاہیئے سب کچھ اس کو عطا کیا

واعطاها حسنًا يصبي قلوب المبصرين. فلاجل هذه الكمالات ووجازة الكلمات

اور اس کو ایسا حسن عطا کیا ہے جو دیکھنے والوں کے دلوں کو کھینچتا ہے پس انہیں کمالات کی وجہ سے اور کلمات کے اختصار

تعصمنا عن اضاعة الاوقات. وتُسعدنا الى ابلغ البيانات. وتحفظنا عن

سے اوقات کے ضائع ہونے سے بچاتی ہے اور نہایت بلیغ بیانات کی طرف ہمیں رہبر ہوتی ہے اور زبان کی

فضوح الحَصَرِ وتعضدنا فى قيد ظباء المعانى والشُّرَد. فلا نقف موقف ندامة

بستگی سے ہمیں نگہ رکھتی ہے اور معانی کے ہرنوں اور آہو بچوں کے قید کرنے میں ہمیں مدد دیتی ہے پس ہم کسی میدان میں

فى ميدان. ولا نرهق بمعتبة عند بيان. وتنكشف علينا كلام رب العالمين

شرمندہ نہیں ہوتے اور نہ کسی بیان کے وقت مورد عتاب ہوتے ہیں اور ہمارے پر رب العالمین کا کلام کھولا جاتا ہے

وان القرآن والعربية كشقّى الرحى. والامر من غيرهما لا يتأتى. ومثلهما كمثل

اور قرآن اور عربی ایک چکی کے دو پاٹ ہیں اور ان دونوں کے ملنے کے سوا امر مقصود حاصل نہیں ہوتا یا ان دونوں کی

العروسين فالعربية كزوجة كملت فى الحُسنِ والزين. ومن خواص العربية

مثال میاں بیوی کی طرح ہے اور عربی اس بیوی کی طرح ہے جو حسن اور زینت میں کامل ہو اور عربی کے خواص اور اس کی

وعجائبها المختصة. انها لسان زيّنت بلطائف الصنع ووضع فيها بازاء معانى

خاص عجائبات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ ایک ایسی زبان ہے جو لطائف صنعت سے زینت دی گئی ہے اور جو طبعاً معانی

متعددة بالطبع لفظ مفرد فى الوضع ليخف النطق به حتى الوسع ولا يحدث

متعدد ہیں ان کے مقابل پر ایک ہی لفظ وضع میں رکھا گیا ہے تا حتی الوسع بولنا اس کا آسان ہو اور

ملالة الطبع. وهذا امر ذو شان ممدّ عند بيان. لا يوجد نظيره فى لسان

ملالت طبع پیدا نہ ہو اور یہ ایک امر ذو شان ہے جو بیان میں مدد کرتا ہے اور کسی زبان میں اس کی نظیر نہیں پائی جاتی

من السن الاعجميين. فلذلك تجد تلك الالسنة غير بريئة من معرّة اللكن.

اسی لئے تو دیکھے گا کہ تمام زبانیں لکنت کے عیب سے خالی نہیں ہیں اور

وخالية من فضيلة اللَّسَن. ومع ذلك لا تعصم عن الفضول فى الكلام.

فصاحت کے ہنر سے محروم ہیں اور پھر وہ زبانیں فضول گوئی سے بچا نہیں سکتیں

ولا تکفی مفرداتها فی استیفاء انواع المرام. ولا توجد فیها ذخیرة المفردات. سیما

اور ان کے مفردات مقصودوں کے حاصل کرنے کیلئے کفایت نہیں کر سکتے اور ان میں مفردات کا ذخیرہ نہیں پایا جاتا

مفردات مشتملة علی المعارف والالٰهیات ودقائق الدینیات۔ بل لا تستطیع

بالخصوص وہ مفردات جو معارف اور الٰہیات اور دینی دقائق پر مشتمل ہیں بلکہ تجھے یہ طاقت نہ ہوگی

ان تؤلف بمفرداتها قصة او تکتب حکایة مبسوطة من امور الدنیا او الدین. فانها

کہ اسکے مفردات کے ساتھ کوئی قصہ تالیف کرے یا کوئی لمبی چوڑی حکایت لکھے خواہ دنیا کے متعلق خواہ دین کے متعلق کیونکہ

ممسوخة مبدلة وناقصة مغیرة فلا طاقة فیها ولا قوة. ولا انتظام ولا عظمة.

وہ بولیاں ناقص بولیاں ہیں جو بدلائی گئی ہیں اور اُن کی صورت مسخ ہو گئی ہے پس ان بولیوں میں کچھ طاقت اور قوت نہیں

ولا کمال کعربی مبین. ولاجل ذلک لا یفوز اهلها غلبة عند مقابلة ویفر کزمّل

اور نہ کچھ نظام نہ عظمت اور نہ عربی کی طرح کچھ کمال ہی لئے ان بولیوں کے بولنے والا فتح یا کر کبھی غالب نہیں آسکتا اور جنگ میں

عند مناضلة. ویرهق بمتنبة ومذلة. ویری یوم تبعة کالمخذولین. وانها قد

ایک بزدل نامرد کی طرح بھاگتا ہے اور ذلت اور ندامت اٹھاتا ہے اور انجام بدی کا دن دیکھتا ہے جیسا کہ ذلیل اور

بلغت مخارم الجبال. فی علو الشان وانواع الکمال. وخرجت کفاتک ماضی العزیمة

تم لوگ دیکھتے ہیں اور کچھ شک نہیں کہ زبان عربی اپنی شان میں پہاڑوں کی چوٹیوں تک پہنچ گئی ہے اور ایک بہادر پورے

وتنادی رجل الکریهة مفصل من مبارز فی المخالفین وهل فی ندوتهم احد من

ارادے والے کی طرح میدان میں نکلی ہے اور مقابل کے آدمی کو بلا رہی ہے پس کیا کوئی مخالفوں میں بہادر ہے اور کیا کوئی

الباسلین. وما هذا من الدعاوی التی لا دلیل علیها. بل تری عساکر

ان کی مجلس میں دلیر موجود ہے اور یہ وہ دعویٰ نہیں ہے جس پر کوئی دلیل نہ ہو بلکہ تو دلائل کے لشکر اس دعوے کے پاس پائے گا

البراهین لدیها کالطوافین. وتری انها قائمة کجحیش شجعان وتجول

جیسا کہ طواف کرنے والے ہوتے ہیں اور اس بولی کو تو ایسا قائم پائیگا جیسا کہ ایک بہادر مستقل ارادہ والا تلوار

بمفصل وسنان. فمن اراه شعاعًا. طارت نفسه شعاعًا وسقط کمیتین

اور نیزہ کے ساتھ جولان کر رہی ہے پس جس کو اس نے اپنا شعاع دکھایا سو اس کی جانیں اڑ گئیں اور مُردوں

وما كان للاعداء ان ياتوا ببرهان على دعواهم۔ او يخرجوا من مثواهم وان هم

اور دشمنوں کو یہ توفیق نہیں کہ اپنے دعویٰ پر کوئی دلیل لاویں یا اپنی خوابگاہ سے باہر نکلیں اور وہ تو دفن شدہ

الا كالمدفونين۔ وما ترى وجه السنتهم ببشر يشف ونضرة ترف بل نراها

مُردوں کی طرح ہیں۔ ان کی زبانوں کا ایسا منہ نہیں جو چمکیلا صاف یا آب دار بھرا ہوا ہو اور ایسی تازگی جو چمکیلی ہو

كموماة ليس فيها من غير رمل وحصاة ولا تجد فيها عين ماء معين۔ والذين

بلکہ ان زبانوں کو تو ایسا پایا گیا ہے کہ جیسا کہ جنگل بے آب و دانہ جس میں بجز ریت اور سنگریزہ کے اور کچھ نہیں اور اس میں تو پانی

مارسوا اللغات وفتشوها۔ واطلعوا على عجائب العربية ونظروها۔ ورأوا

صاف کا چشمہ نہیں پاوے گا اور جو لوگ زبانوں کے مشاق اور تفتیش کرنے والے ہیں جو عربی کے عجائبات پر اطلاع رکھتے ہیں

لطائف مفرداتها ووزنوها۔ وشاهدوا أملح مركباتها وذاقوها۔ فاولئك

انہوں نے اس کے مفردات دیکھے اور ان کو وزن کیا اور اس کے مرکبات کے ملیح جملوں کا مشاہدہ کیا اور ان کو چکھا سو وہ لوگ

يعلمون بعلم اليقين۔ ويقرون بالعزم المتين۔ بان العربية متفردة فى صفاتها۔

علم یقینی سے اس بات کو جانتے اور پختہ عزم سے اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ عربی اپنے صفات میں یگانہ اور

وكاملة فى مفرداتها۔ ومعجبة بحسن مركباتها۔ ومُصْبِية بجمال فقراتها۔

اپنے مفردات میں کامل اور اپنے مرکبات کے حسن میں عجب انگیز اور اپنے فقروں کے جمال کے ساتھ دلکش زبان ہے اور دنیا

ولا يبلغها لسان من الالسن الارضين۔ ويعلمون انها فائزة كل الفوز فى نظام المفردات

کی زبانوں میں سے کوئی زبان اس کے کمال تک نہیں پہنچتی اور وہ لوگ جانتے ہیں کہ عربی مفردات کے نظام میں

وما لسان ان يساويها فى هذه الكمالات۔ وانها كلمة جربت مرارا وسكتت

کمال کے مرتبہ تک پہنچی ہوئی ہے اور کسی زبان کی مجال نہیں جو اس کے کمالات میں اس کی برابری کر سکے اور یہ ایک ایسا کلمہ

اعداءً واشرارا۔ وذادت كل من صال انكارا۔ فان كنت تنكر باصرار۔ فأت بمثلها

ہے جو بارہا آزمایا گیا اور دشمنوں اور شریروں کا اس نے منہ بند کر دیا اور ہر ایک ایسے شخص کو دفع کیا جو انکار کی راہ سے حملہ آور ہوا۔ پس

من اغيار۔ ولن تقدر ولو تموت بجوار الفلا۔ او تنتحر كالنوكى۔ فلا تكن

اگر تو اصرار سے انکار کرتا ہے تو اس کی مثل دکھلا اور ہرگز تو مثل دکھلا نہیں سکے گا اگرچہ تو جنگل کی مٹیوں کی طرح مر جائے یا نادانوں کی طرح خود کشی کرے

من الجاهلين۔ والاسف كل الاسف على بعض المستعجلين من المسيحيين

پس جاہلوں میں سے مت ہو اور بعض اُن جلدبازوں پر نہایت افسوس ہے جو عیسائیوں میں حد سے زیادہ تجاوز

والغالين المعتدين۔ انهم حسبوا اللسان الهندية اعظم الالسنة۔ ومدحوها

کر گئے ہیں ۔انہوں نے سنسکرت زبان کو سب زبانوں میں سے بہتر سمجھ لیا ہے اور واہی

بالخيالات الواهية وفرحوا بالآراء الكاذبة۔ وليسوا الا كحاطب ليل او آخذ غثاء

خیالات کے ساتھ اس کی تعریف کی ہے اور ان کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کوئی رات کو لکڑیاں اکٹھی کرے یا پانی کا

من سيل او مغترف من كدر لا ماء معين۔ الا ترى الى اللسان الويدية

خس و خاشاک لے لے اور پانی کو چھوڑ دے یا گدلے پانی سے ایک گھونٹ لے اور صاف پانی کو چھوڑ دے کیا تو ہندی زبان

الهندية وغيرها من الالسنة الاعجمية كيف توجد اكثر الفاظها من قبيل البرى

یعنی سنسکرت وغیرہ عجمی زبانوں کو نہیں دیکھتا کہ کیونکر اکثر الفاظ اُن کے تراش خراش کے قبیل سے ہیں یعنی

والنحت وشتان ما بينها وبين المفرد البحت فخداج مفرداتها وقلة ذات يدها

مرکب ہیں پس ان کو خالص مفردات سے کیا نسبت ہے پس ان کی مفردات کا ناقص ہونا اور ان کی پونجی کم ہونی اس بات

وعسر حالاتها يدل على ان تلك الالسنة ليست من حضرة العزة۔ ولا من زمان بدو

پر صاف دلیل ہے کہ وہ زبانیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ۔اور نہ ابتدائی زمانہ سے ہیں

البرية بل تشهد الفراسة الصحيحة ويفتي القلب والقريحة انها نُحتت عند هجوم الضرورات

بلکہ فراست صحیح اور دل اور طبیعت فتویٰ دیتی ہے کہ وہ تمام زبانیں ضرورتوں کے وقت اور

وصيغت عند فقدان المفردات۔ ليتخلص اهلها من مخالب الفقر وانياب الحاجات۔

مفردات کے نہ ہونے کی وجہ سے گھڑی گئی ہیں تا اُن زبانوں والے محتاجگی کے داموں سے

وما خطرت ببال الا عند ما مسّت الحاجة اليها وما ركبت الا اذا حث الوقت

نجات پاویں اور وہ ترکیبیں حاجت پیدا ہونے سے پہلے کسی کے خیال میں نہیں گذریں

عليها وقت اقربها زمر المحادين بل يحكم الراى المستقيم۔ ويشهد العقل السليم

اور تبھی یاد آئیں جب وقت نے ان کی طرف رغبت دی بلکہ رائے مستقیم اور عقل سلیم حکم کرتی ہے

ان اھل تلک الالسنة واللغات المتفرقة قوم تطاول علیھم زمان الغی

کہ ان زبانوں اور لغت والی وہ قوم ہے جن پر گمراہی اور خذلان کا لمبا زمانہ گذر گیا ۔ اور ان

والخذلان وما اعانتھم ید الرحمان وما وجدوا ما یجد اھل الحق والعرفان۔

کی خدا تعالیٰ کے ہاتھ نے مدد نہ کی۔ اور انہوں نے اس حقیقت کو نہ پایا جو حق اور معرفت کے اہل پاتے ہیں

فحلّوا السنتھم بایدیھم لا بایدی الفیاض المنان فکان غایة سعیھم ان ینحتوا

سو انہوں نے اپنے ہاتھوں سے اپنی زبان کو آراستہ کیا اور خدا تعالیٰ کے ہاتھوں سے اس زبان سے آرائش نہیں پائی

بازاء مفردات انواع ترکیبات۔ ففرحوا بجملة فاسدة مصنوعة۔ وبعدوا من ثمار

پس ان کی سعی زیادہ سے زیادہ یہ تھی کہ مفردات کے مقابل پر ترکیبات کو گھڑ لیں۔ وہ ایک چند فاسد بناوٹی کے ساتھ خوش ہو گئے

لطیفة لا مقطوعة ولا ممنوعة نافعة للآکلین۔ فبدت سوأتھم لاجل منقصة

اور ایسے لطیف پھلوں سے دور رہ گئے جو نہ کاٹے جائیں اور نہ منع کئے جائیں جو عقلمندوں کو نفع دیتے تھے پس بباعث ناقص ہونے

اللغات وانتقاص المفردات وظھر انھم کانوا کاذبین۔ وکانوا یحمدون

زبان کے ان کا عیب کھل گیا اور مفردات کی کمی نے ان کی پردہ دری کی اور یہ بات ظاہر ہو گئی کہ وہ جھوٹے تھے۔ اور وہ لوگ

السنتھم بصفات لا تستحق بھا وکانوا فیھا مفرطین فھتک الله استارھم واذاقھم

اپنی زبانوں کی ایسی صفات سے تعریف کرتے تھے جن کی وہ حقدار نہیں تھی اور ان بیجا تعریفوں میں حد سے زیادہ گذر گئے تھے

استکبارھم بما کانوا معتدین۔ وتراھم یعادون الحق والفرقان ولا یقبلون

سو خدا تعالیٰ نے ان کے پردے پھاڑ دیئے اور ان کو ان کے تکبر کا مزہ چکھایا کیونکہ وہ حد سے زیادہ گذر گئے تھے اور تو انہیں

المحمود والمشھود والعیان ولا یترکون الحقد والعدوان ویمشون کالعمین۔

دیکھتا ہے کہ وہ حق اور فرقان کے دشمن ہیں اور کینہ اور ظلم کو نہیں چھوڑتے اور اندھوں کی طرح چلتے ہیں

سیما الھنود فان سیرتھم الصد وحدود ادھم العنود وھم المزھوون۔ لا یخشون

خاص کر ہندو لوگ کہ ان کی سیرت حق سے روکنا ہے اور ان کا عناد حد سے بڑھ گیا ہے اور عجب اور خود پسندی ان کی

ولا یتواضعون ولا یتذکّرون کالخاشعین۔ وظنوا ان لغتھم اکمل اللغات۔

خصلت ہے خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتے اور نہ تواضع اختیار کرتے ہیں اور نہ ڈرنے والوں کی طرح تذکر کرتے ہیں اور ان کا گمان ہے جو ان کی

بل قالوا انّها هی وحی ربّ السموات وکذالک رضوا بالخزعبلات وخدعوا قلوبهم

زبان سب زبانوں سے زیادہ کامل ہے بلکہ وہ تو کہتے ہیں کہ یہی الہامی زبان ہے اور اسی طرح وہ باطل باتوں پر خوش ہو گئے اور اپنے دلوں کو

بالمفتریات وما کانوا مستبصرین وتجد لسانهم مجموعة التراکیب خالیة

افترا کی باتوں سے فریب دیا اور صاحب بصیرت نہیں تھے اور تو انکی زبان کو محض ترکیبوں کا ایک مجموعہ پائے گا اور مفردات کے

عن نظام المفردات کانّ ربّهم ما قدر الا علی تالیف المرکبات کما ما قدر الا علی تالیف

نظام سے خالی دیکھے گا گویا ان کا خدا صرف مرکبات کی تالیف پر قادر تھا جیسا کہ صرف اس بات پر قادر تھا

الابدان من الذرّات وکان من العاجزین. واما العربیة فقد عصمها الله من هذه

کہ ذرات کے جوڑنے سے بدنوں کو بنا دے اور عاجزوں میں سے تھا۔ مگر عربی زبان کو خدا تعالیٰ نے ان تمام بیقراریوں سے

الاضطرابات. واعطاها نظامًا کاملًا من المفردات وانّ فی ذالک لاٰیة للمتوسّمین.

بچایا اور مفردات کا نظام کامل اس کو بخشا اور اس میں فراست والوں کیلئے نشان ہے

ولا یخفی علی لبیب ولا علی منشی ادیب انّ الالسنة الاخرٰی قد احتاجت الی

اور کسی دانا پر پوشیدہ نہیں اور نہ کسی انشاپرداز ادیب پر کہ دوسری زبانیں انواع اقسام کی ترکیبوں کی محتاج ہیں

ترکیباتٍ شتّٰی وما استخدمت المفردات کعربیٍّ مبین. وانت تعلم انّ

اور وہ مفردات سے عربی کی طرح خدمت نہیں لیتیں اور تو جانتا ہے کہ

للمفردات تقدم زمانی علی المرکبات. فانّها مناط افترار ثغر الترکیب وعلیها

مفردات کو مرکبات پر تقدم زمانی ہے کیونکہ ترکیب کے بازترتیب دانت اسی سے ظاہر ہوتے ہیں اور انہیں

تتوقف سلسلة التالیف والترتیب فالذی کان متقدمًا فی الطبع والزمان فهو الذی

پر سلسلہ تالیف اور ترکیب کا موقوف ہے پس وہ جو از روئے زمانہ اور طبع کے مقدم ہے وہ وہی ہے جو خدا تعالیٰ

صدر من الرحمٰن والیها یحمل کل مرکب عند ذوی العرفان. فهل تریٰ کما نری اولنت

سے صادر ہوا ہے اور ہر ایک ترکیب اسی کی طرف منحل ہوتی ہے پس کیا تو اس بات کو دیکھتا ہے جس کو ہم دیکھتے ہیں

من المحجوبین. ثم لا شک انّ الالفاظ التی جمعت عند فقدان المفردات

یا پوشیدہ ہے پھر اس میں کچھ شک نہیں کہ جو الفاظ مفردات کے نہ ہونے کی وجہ سے جمع کئے گئے اور ضرورت پیش آنے سے

واقيمت مقامها عند هجوم الضرورات. ثم نطق بلسان الحال. انها ما أُبرزت في

ان کے قائمقام کی گئی وہ بزبان حال بول رہے ہیں کہ ضرورت کے وقت سلے گئے

بزتها الا بعد نحت المفردات والاعمال. فاذا ثبت انها ملفقات انسانية

پس جبکہ ثابت ہوگیا کہ وہ انسانی جوڑوں سے

وتركيبات اضطرارية فكيف تنسب الى البديع الكامل الذي يسلك سبيل

جمع کئے گئے اور ترکیبات اضطراریہ ہیں تو کیونکر وہ اس بے نمونہ بنانے والے کامل کی طرف منسوب نہیں ہو سکتے

الوجازة والحكمة ويحب طريق البساطة والوحدة. ولا يلجاء الى تركيبات مستحدثة

کہ جو اختصار اور حکمت کے طریق کو اختیار کرتا ہے اور بساطت اور وحدت کے طریق کو دوست رکھتا ہے اور غافلوں کی طرح

كالغافلين. بل هو الله الذي فطن من اول الامر الى معانٍ مقصودة فوضع

نئی نئی ترکیبوں کی طرف محتاج نہیں ہوتا بلکہ وہ خدا وہی ہے جس کے علم میں پہلے ہی سے معانی مقصودہ ہیں سو اس نے

بازائها كل لفظ مفرد بارضاع محمودة. وكذلك سلك سبيل حكمة معهودة وما

ان کے مقابل پر ہریک لفظ مفرد رکھ دیا سو اسی طرح وہ اپنی حکمت معہودہ کو عمل میں لایا اور وہ

كان كالذي استيقظ بعد النوم او تنبه بعد اللوم. بل وضع بازاء كل طيف

ایسا تو نہیں تھا جیسا کہ سونے کے بعد جاگے یا ملامت کے بعد متنبہ ہو بلکہ ہریک معنوی خیال کے

معنوي لفظا مفردا كالكوكب الدري. بيان جلي لا تعرفه وهو احسن الخالقين.

مقابل پر ہریک لفظ مفرد رکھ دیا ہے چمکدار موتی کی طرح یہ کیا تو اس کو نہیں پہچانتا اور وہ احسن الخالقین ہے

أتظن ان الله نسي سبيل الحكمة او بطاء به مانع من هذه الارادة او ما كان

کیا تو گمان کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ حکمت کی راہ کو بھول گیا یا کسی مخالف نے اس کو اس ارادہ سے روک دیا

قادرا على وضع الالفاظ المفردة لاظهار المعاني المقصودة. فالجاءه عجزه الى الكلمات

یا وہ معانی مقصودہ کے ظاہر کرنے کے لئے الفاظ مفردہ کے بنانے پر قادر نہیں اس لئے اس کے عجز نے

المركبة والتركيبات المستحدثة واضطر الى ان يلفق لها الفاظا باستعانة التراكيب

ترکیب اور نئے نئے جوڑوں کی طرف اس کو بے قرار کیا اور وہ اس بات کیلئے مضطر ہوا کہ معانی مقصودہ کے ادا کرنے کے لئے

ویحتمل علیها الاعلی الطباع العجیب یسلك مسلك المتکلفین۔ وانت تری ان بناءً

ترکیبوں کو جوڑ توڑ سے مدد لیوے اور ان ترکیبوں پر بھروسہ رکھے نہ موجودات کی طبعی اور عجیب نظام پر اور تکلف کرنیوالوں کی راہ پر چلے اور

عاقلاً ذا معرفة اذا اراد ان یبنی صرحًا فی بلدة او قصرًا فی جردة۔ فیفطن

تو دیکھتا ہے کہ ایک معمار عقلمند تجربہ کار جبکہ ایک حویلی کے بنانے کا ارادہ کرتا ہے یا کسی زمین پر ایک محل بنانا چاہتا ہے

فی اول امره الی کل ضرورة وینظر کلما سیحتاج الیه عند سکونة۔ وان کان

سو وہ اپنے کام کی ابتدا میں اپنی ہر یک ضرورت کو سمجھ جاتا ہے اور ہر یک امر کو جس کے بسنے کے وقت کسی وقت حاجت پڑیگی

یبنی لغیره فینبهه ان کان فی غفلة۔ ولا یعمل عمل العمین بل یتصور فی قلبه

پہلے سے دیکھ لیتا ہے اور اگر کسی غیر کے واسطے وہ مکان بناتا ہے تو اگر وہ غیر غفلت میں ہو تو اسکو خبردار کر دیتا ہے اور اندھوں کی طرح

قبل البناء کل ما سیضطر الیه احد من القاطنین کالحجرات والغرف والفناء۔ والمداخل

کوئی کام نہیں کرتا بلکہ وہ عمارت بنانے سے پہلے ہی تمام اُن باتوں کا اپنے دل میں تصور کر لیتا ہے جنکی طرف اس مکان میں رہنے والوں کو

والمخارج للسکناء ومنافذ النور والهواء۔ ومجالس الرجال والنساء۔ وبیت

حاجت ہوگی جیسا کہ حجرے اور چوبارے اور صحن اور آنے جانے کا مکان اور ہوا اور روشنی کیلئے کھڑکیاں اور روشندان اور مردوں کے

المخزو بیت الخلاء وبیت الاضیاف والواردین من الاحباء ومقام السائلین

بیٹھنے کی جگہ اور عورتوں کے رہنے کا مکان اور باورچیخانہ اور پاخانہ اور مہمانوں اور مسافروں اور دوستوں کے رہنے کی جگہ اور سوال کرنے

والفقراء۔ وما یحتاج الیه فی الصیف والشتاء۔ وکذلك لا یغادر حاجة الا ویبنی لها

والوں کیلئے ٹھہرنے کی جگہ اور ایسے مکان جو گرمی کے موسم کے مناسب حال ہوں اور ایسے مکان جو جاڑے کیلئے ضروری ہوں اسی طرح

ما یسد ضرورة۔ حجرة کان او غلة سلّمًا کان او مصطبة او ما یسر القلب

کوئی ایسی حاجت نہیں ہوتی جسکے رفع کیلئے بقدر سد ضرورت کوئی مکان نہیں بناتا خواہ وہ حجرہ ہو یا بالاخانہ ہو یا زینہ ہو یا چبوترہ یا کوئی

کالبساتین۔ فالحاصل انه یبصر فی اول نظره کل ما ستئول الیه لوازم امره

باغ ہو   پس حاصل کلام یہ کہ وہ پہلی نظر میں ہی ان تمام امور کو دیکھ لیتا ہے جنکی طرف اس امر کے لوازم منجر ہوں گے

ولا ینسی شیئًا سیطلبه احد من زمره ویتم الصرح کالمدبّرین

اور کسی چیز کو نہیں بھولتا جو کوئی اسکے گروہ میں سے کسی وقت اسکا طالب ہو اور اپنے مکان کو ایک مدبر انسان کی طرح پورا کرتا ہے

واما الجاهل الغبي والقلب المخطي فلا يرى خيره وشره الا بعد البناء۔ ويسلك

مگر جاہل غبی اور خطاکار نادان اپنے مکان کی بُرائی بھلائی پر اس وقت اطلاع پاتا ہے جبکہ مکان بن کر تیار ہو جاتا ہے اور

مسلك العشواء۔ ولا يرى المآل في اول الحال۔ ولا ينظر الى ما سيحتاج اليه

اندھی اونٹنی کی طرح چلتا ہے اور انجام کار کو اول حال میں دیکھ نہیں سکتا اور جو کچھ اس کو کسی وقت حاجتیں پڑیں گی ان پر

في بعض الاحوال۔ فيبني من غير تدبر وتنسيق وترتيب۔ ولا يتدبر كذي معرفة

اس کی نظر نہیں ہوتی پس وہ مکان کو بغیر کسی اندازہ اور ترتیب کے یوں بنا ڈالتا ہے۔ اور ایک دانشمند عارف کی طرح

لبيب۔ ولا يفطن الى ما يلزم لبناءه۔ الا بعد ما سكنه وجرّب مثواه ووجده ناقصًا

نظر نہیں کرتا اور نہیں سوچ سکتا کہ اس کی اس بنا کا انجام کیا ہوگا مگر اس وقت اس کو پتہ لگتا ہے جبکہ اس میں آباد ہو اور

وراءه۔ فيشعر حينئذ انه لا يكفي لمبارته فيتألم برؤيته بعد خبرته۔ ويبكي مرّة

آزمالیوے اور ناقص پاوے سو اس وقت اس کو سمجھ آتی ہے کہ اس کی بود و باش کیلئے کافی نہیں ہے سو اس مکان کے مشاہدہ اور

على فقدان مُنيته۔ واُخرى على حُمقه وجهالته وضيعة فضّته۔ وتطلع على

آزمائش کے بعد دردناک ہوتا ہے اور کبھی اپنی نامرادی پر روتا ہے اور کبھی اپنے حمق اور جہالت اور نقصان مایہ پر گریہ وزاری

قلبه نار حسرته بما لم يبدر في اول الامر مآل خطته كالعاقلين۔ فيتدارك ما فرط منه

کرتا ہے اور اس کے دل پر حسرت کی آگ بھڑک اٹھتی ہے اس خیال سے کہ کیوں پہلے ان حرجوں اور نقصانوں پر میری نظر

بعد مارأى التفرقة والشتات۔ متأسفا على ما فات۔ وباكيا كالمتندمين۔ فهذا

نہیں پڑی پس اب تجربہ کے بعد اور تفرقہ اور پریشانی اٹھانے کے پیچھے اپنے نقصانوں کا تدارک کرتا ہے۔ مگر دل

الذهول الذي يخالف العقل والحكمة۔ ويباين القدرة والمعرفة الكاملة

تاسف اور افسوس سے بھرا ہوا ہوتا ہے اور روتا ہوا بگڑے ہوئے کی اصلاح کرتا ہے پس ایسا نسیان جو عقل اور حکمت کے

لا يُعزى الى قديرٍ الذي هو ذو الجلال والقوة۔ وخبيرٍ الذي يحيط الاشياء بالعلم

مخالف اور معرفت کاملہ کے مغایر ہے اس خدا کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا جو قادر اور بزرگ اور قوی اور علم اور حکمت کے ساتھ ہر ایک

والحكمة۔ سُبحانه هو يعلم الخفي والاخفى والقريب والاقصى ويعلم الغيب

چیز پر محیط ہو رہا ہے اور وہ پوشیدہ بلکہ پوشیدہ تر کو اور نزدیک و دور کو جانتا ہے اور وہ غیب کو اور

وغیب الغیب وفعلہ منزہ عن المعرۃ والعیب۔ وانہ لا یخطی کالناقصین

اور غیب الغیب کو جانتا ہے اور اس کا فعل ہر ایک عیب سے منزہ ہے اور وہ ناقصوں کی طرح خطا نہیں کرتا

اُنظر الی ما خلق من قدرۃ کاملۃ ھل تریٰ فیہ من فتور او منقصۃٍ ثم

اس کی مخلوقات کی طرف دیکھ جو اس نے قدرت کاملہ سے پیدا کی ہے تو اس میں کچھ فتور یا نقصان پاتا ہے پھر

ارجع البصر ھل تریٰ من فتور فی خلق ربّ العالمین فکفاک لفہم الحقیقۃ

دوبارہ نظر کو پھیر کیا تو خدا تعالیٰ کی پیدائش میں کچھ فتور پاتا ہے پس تجھے حقیقت کے سمجھنے کے لئے وہ باتیں

ما تریٰ فی صحیفۃ الفطرۃ۔ ولن تریٰ اختلافاً فی خلقۃ حضرۃ الاحدیۃ۔

کافی ہیں جو تو صحیفہ فطرت میں دیکھ رہا ہے اور تو خدا تعالیٰ کی پیدائش میں ہرگز اختلاف نہیں پائے گا پس زبانوں

فہذا ھو المعیار لمعرفۃ الالسنۃ فخذ المعیار واعرف ما انار واتق اللّٰہ الذی

کی پہچان کیلئے یہی معیار ہے پس معیار کو پکڑ اور جو کچھ روشن ہوا اس کو دیکھ لے اور اس خدا سے ڈر جو متقیوں کو

یحبّ المتقین۔ واستفق ولا تکن من الغالین۔

دوست رکھتا ہے اور ہوش میں آ اور غلو مت کر

ولا یریبک ما تجد فی اللسان الہندیۃ وغیرھا من الالسنۃ

اور تجھ کو یہ بات شک میں نہ ڈالے کہ تو سنسکرت وغیرہ میں کچھ مفرد الفاظ پاتا ہے

قلیلًا من الالفاظ المفردۃ فانّہا لیست من دارھم الخربۃ ولا من عیبتہم الممزقۃ

کیونکہ وہ الفاظ ان کے ویران گھر کی جائداد نہیں ہے اور نہ ان کے پھٹے ہوئے جامہ دان کے

بل ھی کالاموال المسروقۃ او الامتعۃ المستعارۃ فی بیت المساکین۔ والدلیل

بیرکپڑے ہیں بلکہ وہ تمام الفاظ چوری کے مال کی طرح ہیں یا مانگے ہوئے اسباب کی مانند ہیں اور اس پر دلیل یہ ہے

علیہا انہا خالیۃ عن اطراد المادۃ وغزارتہا المُتَّسَقَۃِ مع فقدان وجوہ

کہ وہ اطراد مواد سے خالی ہیں اور نیز ایسے مفردات کی کثرت سے بھی جو ترتیب تناسب کے ساتھ باہم واقع ہوں۔

التسمیۃ ولا یتحقق کنہہا الا بعد ردّہا الی العربیۃ ولا یخذ علیک قلیلہا

اور ساتھ اسکے انکی وجوہ تسمیہ بھی مفقود ہیں اور ان کی کنہ ثابت نہیں ہوتی مگر بعد اس کے کہ ہم ان کو عربی کی طرف رد کریں اور یہ بات

فی تلك اللغات فانها لا یوصل الی الغایات۔ ولا تکشف عن ساق معانی

سے دھوکا نہ کھا تا کہ کچھ وجوہ تسمیہ ان زبانوں میں موجود ہیں کیونکہ اس قدر پایا جانا اصل مقصود کی طرف رہبر نہیں ہو سکتا اور

المفردات علی سبیل اطراد اشتقاق المشتقات۔ وتنبش معادن الکلمات۔

مفردات کے معانی کے بھید کو نہیں کھولتا ایسے طور سے کہ الفاظ کا اطراد اشتقاق کر کے دکھلاوے اور کلمات کی کانیں کھودے

بل هی تفهیم سطحی لخدع ذوی الجهلات وقوم عمین۔ وکلما یرد لفظ الی

بلکہ وہ تو نادانوں کے لئے ایک سرسری سمجھوتی ہے اور اندھوں کو دھوکا دیا گیا ہے۔ اور جب کوئی ایک لفظ اس کی

منتهی مقام الرد ویفتش اصله بالجهد والکد۔ فتری انه عربیة ممسوخة۔

اصل تلاش کرتے کرتے محنت اور کوشش کے ساتھ انتہائی درجہ تک پہنچایا جاوے پس تو دیکھے گا کہ وہ عربی مسخ شدہ ہے

کانها شاة مسلوخة۔ وتری کل مضغة من ابداء **عربی مبین**۔

گویا کہ وہ ایک بکری ہے جس کی کھال اتار لی گئی ہے اور تو ہر ایک اس کے ٹکڑے کو عربی کے ٹکڑوں میں سے پائے گا۔

ولا نذکر عبرانیة۔ ولا سریانیة فی هذا الکتاب فان اشتراك ذینك اللسانین

اور ہم عبرانی اور سریانی کا اس کتاب میں کچھ ذکر نہیں کرتے کیونکہ ان کا اشتراک عقلمندوں کے نزدیک

مسلم عند ذوی الالباب من غیر الامتراء والارتیاب۔ وانهما محرفتان من

مسلم امر ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ دونوں زبانیں خالص عربی کی تحریف سے پیدا ہوئی ہیں

العربیة الخالصة۔ مع ابقاء اکثر القوانین الادبیة والتراکیب المتناسبة

اور باوجود تحریف کے پھر اکثر قوانین ادبی باقی رہے ہیں اور ایسا ہی اکثر ترکیبیں بھی محفوظ رہی ہیں

وانهم کالسارقین۔ وکانت دار العربیة آنق من حدیقة زهر وخمیلة

اور یہ چوروں کی طرح ہیں اور عربی کا گھر پھولوں کے باغ اور سبز درختوں کی جھاڑی سے زیادہ خوشنما تھا

شجر ما رأی اهلها حر الهوی ولا حرق الجوی ذات عقیان وعقار وغرب ونضار

اور اس کے اہل نے کسی خواہش کی گرمی اور کسی بھوک کی آگ نہیں دیکھی تھی اور یہ گھر صاحب نقد اور مال اور چاندی

وحدائق وانهار وزهر وثمار وعبید واحرار وخرد مربوطة۔ وجدة

اور خالص سونے کا مالک تھا اس میں باغ تھے اور اس میں نہریں تھیں اور اس میں پھول تھے اور پھل تھے اور غلام تھے

مغبوطة. وعمارات مرتفعة ومجالس منعقدة مزينة. ثم انتثرت عقود الزحام

اور آزاد تھے اور عمدہ عمدہ گھوڑے ان کے طویلہ میں تھے اور قابل رشک حشمت اور دولت تھی۔ اور اونچی عمارتیں اور خوب سجی ہوئی

من الفساد. فسافروا واخذوا ما راج من الزاد. واحتمل كل بحسب الاستعداد وركبوا

مجلسیں تھیں پھر وہ تمام مجلسیں فساد کی وجہ سے اٹھ گئیں پس انہوں نے سفر کیا اور جو کچھ توشہ راہ ہمراہ لے لیا اور ہر ایک نے

متن مطايا التفرقة والتضاد. وبدلوا الصور بترك السداد. حتى جعلوا الغدق

اپنی حسب استعداد توشہ اٹھا لیا اور تفرقہ اور اختلاف کی سواریوں پر سوار ہو گئے اور بوجہ ترک سداد اپنی صورتوں کو بدل ڈالا

جرينة. والنخل وثيمة. والوليمة وظيمة والحسنة جريمة والضليع حمارا والروضة

یہاں تک کہ کھجور کے درخت کو گٹھلی بنا دیا اور نخل کو پتھر بنا دیا اور شادی کے کھانے کو ماتم کا کھانا کر دیا اور نیکی کو بدی بنا دیا

سقفارا وغادروا بيت الفصاحة النقي من الراحة وابعد من التلذذ بالراحة وما بقيت

اور عمدہ گھوڑے کو گدھا کر دیا اور باغ کو بنجر زمین کر دیا اور فصاحت کے گھر کو تھیلی کی طرح خالی کر دیا اور لذت اور راحت سے دور پھینک دیا

حدائقها ولا ازليتها ولا مروجها ولا نضرتها وما برح يمطر عليها مطر الشدائد وتتلقاها

ان کے باغ باقی نہ رہے اور نشان کا کشمال اور ان کے سبزہ زار اور ان کی تازگی اور سختیوں کا مینہ ان پر برسنے لگا اور حوادث نے ان کو تلف

يد النوائب بالحصائد حتى رمي متاعها بالكساد وبدل صلاحها بالفساد فاصبحت

کر دیا یہاں تک کہ نارواجی سے ان کے مال کی تباہی ہو گئی اور اس کی صلاحیت فساد کے ساتھ بدل گئی پس ان

دارها كالمنهوبين. كأنّ اللص يلطها او الغريم قعطها وكسح بيتها وخلى

گھروں کا ایسا حال ہو گیا کہ گویا چور نے ان کو لوٹ لیا اور کچھ بھی نہ چھوڑا یا قرضخواہ نے اس کو سخت مواخذہ کیا

سفطها فصارت كالمعترين. وانت سمعت ان العربية نزلت في بدو الفطرة

اور ان کے گھر کو خالی کر دیا اور ان کی تھیلی میں کچھ بھی نہ چھوڑا پس وہ محتاجوں کی طرح ہو گئے اور تو سن چکا ہے کہ عربی زبان ابتدائے

وجاءت من حضرة الاحدية. ثم اذا تجرم ذلك القرن فطرئ على اذيالها

زمان میں نازل ہوئی ہے پھر جب وہ زمانہ گزر گیا تو اس کے دامنوں پر کچھ میل چڑھ گئی

الدرن. فالعبرية وغيرها كوسخ العربية. وفضلة هذه المائدة

پس عبری اور دوسری زبانیں عربی کی میل ہیں اور اسی مائدہ کا فضلہ ہیں

والعربیۃ اوّل درٍّ لارضاع الفطرۃ الانسانیۃ۔ واول خرسۃ لتغذیۃ امر البریّۃ۔

اور عربی وہ پہلا دودھ ہے جو انسانی فطرت کو پلایا گیا اور وہ پہلی اچھوانی ہے جو مخلوقات کی ماں کو کھلائی

من خیر المطعمین۔ والیہ اشار معطی القیاس والحواس۔ ودافع وساوس الخناس

گئی اور اسی کی طرف اُس ذات نے اشارہ کیا ہے جس نے قیاس اور حواس کو پیدا کیا اور جس نے خناس کے وساوس

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ [1]

کو دفع کیا۔ جو پہلا گھر یعنے بیت اللہ وہی ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور ہدایت واسطے عالموں کے

فادّی الی ان العربیۃ سبقت الالسنۃ واحاطت الامکنۃ* وھی اول غذاء

پس اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے جو عربی تمام زبانوں پر سبقت لے گئی اور تمام مکانوں پر محیط ہے اور وہ بولنے والوں

للناطقین۔ فان البیت لایخلوا من مجمع الناس۔ والمجمع محتاج الی الکلام

کی پہلی غذا ہے کیونکہ گھر لوگوں کے مجمع سے خالی نہیں ہوتا اور مجمع دفع حاجت اور باہم اُنس پکڑنے کے

لدفع الحوائج والاستیناس۔ فان المعاشرۃ موقوفۃ علی الفھم والتفھیم

لئے کلام کی طرف محتاج ہوتا ہے کیونکہ معاشرت فہم اور تفہیم پر موقوف ہے

کما لایخفی علی الزکی الفھیم وکذالک قولہ تعالیٰ اِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ [2]

جیسا کہ زیرک اور فہیم پر یہ بات پوشیدہ نہیں اور اسی طرح خدا تعالیٰ کا یہ قول کہ یاد کر جب ہم نے ابراہیم کو دوبارہ

مَكَانَ الْبَيْتِ دلیل علی کون مکۃ اول العمارات فلا تسکت کالمیت

بنانے کے لئے وہ مکان دکھلا یا جہاں ابتداء میں بیت اللہ تھا یہ قول صاف بتلا رہا ہے کہ مکہ دنیا میں پہلی عمارت ہے پس مردہ

وکن من المتیقظین۔ فحاصل المقالات ان مکۃ کانت اول العمارات۔

کی طرح چپ مت ہو جا اور جاگنے والوں کی طرح ہو۔ پس حاصل کلام یہ کہ مکہ دنیا میں پہلی عمارت تھی

ثم خربت من الحادثات و سیل الاٰفات۔ فلزم ذالک البیان۔ ان العربیۃ

پھر حادثات اور سیل آفات سے خراب ہو گیا پس اس بیان سے یہ لازم آیا کہ ہر یک زبان کے وجود سے

کانت اول کل ما کان۔ وعلمھا اللّٰہ اٰدم وکمل بھا الانسان۔ ثم حرفت ھٰذہ

پہلے عربی زبان تھی اور خدا نے آدم کو یہی زبان سکھلائی تھی اور اسی کے ساتھ انسان کو کامل کیا گیا

نوٹ: * چونکہ بیت اللہ تمام عالم کیلئے ہدایت پانے کا ذریعہ ٹھہرا تو اس میں صاف اشارہ ہے کہ وہ ایسے مرکز پر واقع ہے جس کی زبان تمام دنیا کی زبانوں سے مشارکت رکھتی ہے اور یہی اُمّ الالسنہ ہونے کی حقیقت ہے۔ منہ

[1] اٰل عمران : ۹۷ [2] الحج : ۲۷

اللغت الاصلیة۔ ومسخت الکلمات النورانیة۔ وفات النظام الکامل الموزون۔

پھر یہ زبان محرف اور مبدل کی گئی۔ اور وہ نورانی کلمے مسخ کئے گئے اور نظام کامل فوت ہو گیا

وضاع الدرّ المکنون۔ وخلف من بعدھم خلفٌ نبذوا عن العربیة۔ ومسخوھا وبدلوھا

اور موتی چھپا ہوا ضائع ہو گیا اور ناخلف لوگ بعد میں آئے جو عربی سے دور جا پڑے اور عربی زبان کو مسخ کر دیا

حتی جعلوھا کالالسنة الجدیدة وما بقی الا قلیل یتکلمون بھا من بعض

اور بدل دیا یہاں تک کہ ان زبانوں کو نئی زبانوں کی طرح کر دیا اور عربی تھوڑی رہ گئی جس کو تھوڑے آدمی زمین پر بولتے تھے

الادمیین۔ والاخرون حرفوا کلمھا عن مواضعھا وبعّدوا جواھرھا عن معادنھا

اور دوسرے لوگوں نے تو کل الفاظ عربی کو اس کے مواضع سے بدل ڈالا اور اس کے جوہر کو ان کی معدنوں

واماکنھا فصارت السنة جدیدة فی اعین الغافلین۔ ونضی منھا خلعة

اور مکانوں سے دور ڈال دیا لہذا وہ زبانیں لوگوں کی نظر میں نئی دکھائی دیں۔ اور نفیس پیرایوں کا خلعت اس سے

حللھا النفیسة وجعلت عاری الجلدة بادی العورة۔ تبذعھا اعین الناظرین۔

اتار گیا اور وہ ننگی جلد والی اور کھلی ننگی کی گئیں جن کو دیکھ کر نظریں کراہت کرتی ہیں

فلاجل ذلک تراھا ساقطة عن النظام والقواعد الطبعیة۔ ومتفرقة غیر منتظمة

اور اسی وجہ سے تو ان زبانوں کو دیکھتا ہے کہ وہ نظام سے گری ہوئی اور قواعد طبعیہ سے خالی اور متفرق جنگلوں کی لکڑیاں

کخشب الفلا المتباعدة وتشاھد انھا تائھة لا اذرالھا ولا دار ولا سکک ولا جوار

کی طرح غیر منتظم اور ایک دوسری سے دور پڑی ہیں اور تو دیکھتا ہے کہ وہ آوارہ ہیں نہ ان کا کوئی گھر اور نہ ہمسایہ

وتری ان مفرداتھا متبددة لا انساب بینھا وعاریة ابدت وصمتھا وشینھا ذلک

اور تو یہ بھی دیکھتا ہے کہ ان کے مفردات اور کی نظر ہیں کوئی نسبت باہم باقی نہیں رہی اور وہ ایسی ننگی ہیں کہ انکا عیب اور داغ کھل گیا اور یہ اس لئے

بما ضاع النظام وما بقی القوام وردعنھا الانعام فتری کانھا ارض بذیئة

ہوا کہ نظام ضائع ہو گیا اور قوام باقی نہ رہا اور چارپائے بولیوں کو چر گئے اور تو دیکھتا ہے کہ گویا وہ ایسی زمین ہے

او موماة مخوفة مجثة تبذءھا اعین المحققین وما حسن الان شانھا

جس میں کوئی سبزہ وغیرہ نہیں اور ایسا خوفناک جنگل ہے جس میں جن رہتے ہیں جس سے محققوں کی آنکھیں کراہت کرتی ہیں اور اب ان کی

وما ابدءُ صبیانها۔ ولکن الظالمین یخدعون الجاھلین۔ اضاعت نسبًا متماثلة

حالت کچھ اچھی نہیں ہو گئی اور ان کے بچوں نے بعد بگڑ جانے کے پھر رات نہیں نکالے مگر ظالم لوگ جاہلوں کو دھوکہ دیتے ہیں یکسان زبانوں نے

واقوامًا متشابهة۔ فصارت کاناس متفرقة الآراء او اوباش مختلفة الاھواء

نسب متماثلہ کو ضائع کر دیا اور ایسا ہی اقوام متشابہ کو بھی پس وہ زبانیں ایسی ہو گئیں جیسا کہ مختلف رایوں کے لوگ ہوتے ہیں یا جیسے اوباش جو

متغائرین غیر متحدین فکان بعضها علٰی رابیة متحصرًا بمراوة وبعضها فی

متفرق آرزوئیں رکھتے ہیں جن کی ایک دوسرے کے مخالف خواہش ہوتی ہے پس گویا بعض ان کے ایک ٹیلے پر ہیں ایک سوٹے کیساتھ اپنی تہیگاہ کر

وھاد ساقطًا کجماد وبعضها فقدت اساریر وجه التسمیة۔ کانه اغمی علیها

بہاڑ سے نیچے ہوتے اور بعض گڑھے میں پڑے ہوئے جیسے بیجان اور بعض وجہ تسمیہ کے نشانوں کو کھو بیٹھے ہیں گویا ان کو غشی پڑی ہے یا

او اخذتها مرض السکتة او کانت من المحقوّین۔ وبعضها بدلٰ کریه الشکل کثیر

سکتہ کی مرض ہو گئی یا پیٹ کی درد نے پکڑا اور بعض بری شکل کے ساتھ ظاہر ہوئے اور صورت

الاختلال کانه ابدی کالاطفال حتی بذءتها اعین الناظرین۔ والبعض لفع وجهه

بگڑ گئی گویا ان بچوں کی طرح چیچک نکل آئی یہاں تک کہ دیکھنے والوں نے ان سے کراہت کی۔ اور بعض نے

بردائٍ ونکّر شخصه لحیاءٍ۔ والبعض الآخر صبغ الاطمار ودلّس واری کانه تطلّس۔ ومنها

چادر کے ساتھ اپنا منہ لپیٹ لیا اور اپنی ہیئت کو مارے حیا کے بدلا لیا اور بعض نے اپنے کپڑے رنگین کروا لیے اور تدلیس

الفاظ بقیت علٰی صورها الاصلیة۔ وما غیّر وجهها حرّ ھواجر الغربة۔ وما زلزل اقدامها

کی اور ظاہر کیا کہ گویا اس نے طیلسان پہنا ہے اور بعض ایسے ہیں جو اپنی اصلی صورتوں پر باقی رہے اور پردیس کی دھوپ اور دوپہر کی گرمی نے

اعصار التفرقة بل بقی لها نشر تنم نفحاته ونرشد الی روض الحق فوحانه۔ وتعرف

ان کے چہروں کو متغیر نہیں کیا اور تفرقہ کی سخت ہوا نے ان کے قدموں کو جنبش نہیں دی بلکہ ان کی ایک خوشبو باقی رہ گئی جس کی لہریں

بتأرّج عرفها۔ وضاعت عرفها۔ وتصبی القلوب بجمیل خدین۔ بید انها اخرجت

پوشیدہ بھید کو ظاہر کر رہی ہیں اور جن کا مہکنا حق کے باغ کی خبر دے رہا ہے اور اپنی خوشبو کے مہکنے سے پہچانی جاتی ہیں اور اپنی کھڑکیوں

من المنازل المقفرة۔ وبعدت من الاوطان الموروثیة۔ وبوعدت من الاتراب

کی بلندی سے دیکھی جاتی ہیں اور خوبصورت رخساروں کی طرح دل کو کھینچتی ہیں مگر تاہم وہ اپنے منازل معمورہ سے نکالے گئے اور اپنے موروثی وطنوں سے دور کیے

وهيل عليها الزوايد كهيل التراب۔ واخفيت كالميتين۔ بل دفنت كالموؤد۔

اور پچھ عمروں سے الگ کئے گئے اور انپر زوائد ڈالے گئے جیسا کہ مٹی ڈالی جاتی ہے اور مردوں کی طرح وہ چھپائے گئے بلکہ وہ زندہ درگور انسان کی طرح دفن

فما ادها احد كالودود۔ ثم رُدّ عليها عهد تذكار الوطن۔ والحنين الى العطن۔

کئے گئے پس کسی نے دوست کی طرح انکو تازہ نہ کیا پھر ان پر وطن یاد کرنے کا زمانہ رد کیا گیا اور وطن کی محبت پیدا ہو گئی پس وہ غربت

فاستعدت لتقويض خيام الغيبة۔ واسرجت جواد الاوبة۔ بعد ما كانت كالامعة

کے خیموں کو اکھاڑنے کیلئے کھڑے ہو گئے اور بازگشت کے گھوڑوں پر زینیں کھینچ لیں بعد اس کے کہ وہ ایک

وكانت كرفاق مستعدين۔ غير انها كانت محتاجة الى رجل يومها في المسير۔

ہرجائی آدمی کی طرح تھے اور ہم سفر ہلے دل کی طرح مستعد ہو گئے مگر صرف اتنی بات تھی کہ وہ ایسے شخص کے محتاج تھے جو راہ میں ان کا

وما كان سبيل من دون استصحاب الفقير۔ فاتيناها واخذنها كاخذ الوارث متاع

پیشوا ہو اور بجز اس فقیر کے اور کوئی سبیل نہیں تھا پس ہم ان کے پاس پہنچ گئے اور ہم نے انہیں یوں لے لیا جیسا کہ کوئی اپنی متاعِ

الميراث وبعثناها من الاجداث۔ بعد ما سمع نعيها من الزمن النّثاث۔ فهي بعد

کا مال لیتا ہے اور ہم نے انہیں قبروں میں سے اٹھایا بعد اس کے جو خبر دینے والے زمانہ نے ان کی موت کی خبر دی۔ پس ایک

امد رأت كناسها۔ ووافت اناسها۔ ونقلت الى قصرها۔ بعد ما حصلها الشدائد

زمانہ کے بعد انہوں نے اپنا گھر دیکھا اور اپنے لوگوں کو ملے اور اپنے محل کی طرف آئے بعد اس کے جو سختیوں نے انہیں اپنی قبضہ

تحت اسرها۔ وكانها كانت كالعبد المفقود۔ ويسترجع له بعد مناحة تعقد۔ فاخرجناها

میں کر رکھا تھا پس گویا وہ اس دوست کی طرح تھے جو مفقود الخبر ہو جائے اور ماتم داری کی مجلس کے بعد انا للہ کہا جائے سو ہم نے انہیں

كنعش الميت۔ او الغلام الآبق من البيت۔ او كطبيب الاعراق۔ الاحق بالفساق

مردے کی لاش کی طرح نکالا یا اس غلام کی طرح بلایا جو گھر سے بھاگ گیا ہو یا اس شریف نجیب کی طرح انکو پکڑ لیا جو بدکاروں سے جا ملا ہو

او النسيب المهجور من الاقارب۔ او الابن الغائب الهارب۔ او اطفال منغمسين۔

یا اس عالی نسب کی طرح ہم نے ان کو لے لیا جو اپنے عزیزوں سے دور پڑ گیا ہو یا اس بیٹے کی طرح جو گم ہو گیا ہو اور بھاگ گیا ہو یا ان بچوں کی طرح جو

فمنها ما لم يرابتلاء محنةٍ في زمن فُرقة متطاولة وازمنة بعيدة مخوفة

ڈوب گئے ہوں سو بعض ان میں سے ایسے ہیں جنہوں نے جدائی کے زمانہ میں کچھ نقصان نہ اٹھایا اور صحت سلامت کے ساتھ اپنے وطن میں لوٹ آئے

ونقل كما سافر بصحة وسلامة وصلاح وعافية۔ ومنها ما غيّرها حرّ السقام

اور بعض الفاظ ایسے ہیں جن کو بیماری نے متغیر کر دیا یہاں تک کہ بیخ کنی تک نوبت پہنچا دی

حتى بلغ إلى الاخترام۔ وصارت كالجنائز۔ بعد ما كانت من أهل الجوائز۔ وظهرت

اور جنازوں کی طرح ہو گئے بعد اس کے جو صاحب جود و کرم تھے اور میلے سے منہ نکل آئے بعد اس کے جو موتی

بوجه مسنون۔ بعد ما كانت كدرٍّ مكنون۔ وذهب حُسنها وبهاءها۔ وغاب

کی طرح تھے اور اُن کی خوبصورتی اور خوبی سب جاتی رہی اور تمام نور

نورها وضياءها۔ وتراءت كشيخ مسلوب الطاقة۔ بعد ما كانت كغيد مليح الرشاقة۔

گم ہو گیا۔ اور اس بڈھے کی طرح نکل آئے جس کی طاقت سب جاتی رہی بعد اس کے جو وہ نازک اندام اور

أو كضليع لذيذ السياقة۔ أو كجمازة لا يلحقها العناء۔ ولا تواهقها وجناء۔ ولا يخالف

خوش قامت عورتوں کی طرح تھے یا اس گھوڑے کی طرح تھے جس کے مزہ دار چال ہو یا اس تیز رو اونٹنی کی طرح

هذا البيان إلا الذي جهل الحقيقة أو مان۔ فلا شك أن الحق أبلج۔ والباطل

جسکو ماندگی کے رنج پہنچ نہ سکے اور اس بیان کا بجز ایسے شخص کے کوئی مخالف نہیں ہو گا۔ جو حقیقت سے بیخبر

لجلج۔ وشن على الباطل عسكر الحق واليقين۔ هذا شأن مفردات العربية

اور دروغ گو ہو۔ پس کچھ شک نہیں کہ حق روشن ہو گیا اور باطل گم ہو گیا اور باطل پر حق اور یقین کا لشکر ٹوٹ پڑا۔ یہ تو عربی

وأما مركباتها ففي أرفع شأنًا عند أهل البصيرة۔ فإن المسك واللؤلؤ

کے مفردات کی شان ہے مگر اس کے مرکبات تو اس سے بھی بڑھ کر اہل بصیرت کے نزدیک شان بلند رکھتے ہیں کیونکہ مشک اور موتی

إذا خلطا الغرض من الأغراض فلا شك أن هذا المركب أشدّ وأقوى لدفع الأمراض

جب کسی غرض سے ملائے جائیں تو کچھ شک نہیں کہ یہ مرکب دفع امراض کے لئے نہایت قوی ہوگا

وأنت تعلم أنّ مركبات النبات قد تحدث فيها كيفية خارقة للعادات نافعة

اور تو جانتا ہے کہ کبھی نباتات کے مرکبات میں کوئی ایسی کیفیت خارق العادت پیدا ہوتی ہے جو بہت سی آفات سے

لكثير من الآفات فكيف تركيب مفردات تدل على شأنها۔ وأشرق برهانها

نفع دیتی ہے پھر کیونکر ان مفردات کی ترکیب عجیب و غریب نہ ہو جن کی شان بلند اور جن کی برہان روشن ہے

واعجب الخلق لمعانها فانها نور على نور ومفتاح لسرّ مستور وآية عظيمة للمسترشدين
اور جس کی چمک نے لوگوں کو تعجب میں ڈال دیا کیونکہ وہ ترکیب نور علی نور ہے اور پوشیدہ بھید کے لئے کنجی ہے اور ہدایت طلب

والسرّ في عظمة مركبات العربية انها ركّبت من المفردات المباركة التي توجد
کرنے والوں کیلئے نشان بزرگ ہے اور عربی کے مرکبات کا عظیم الشان ہونا اس وجہ سے ہے جو بابرکت مفردات سے ان کی

فيها غزارة المادة والنظام الكامل على سبيل الحكمة. فتولد في مركباتها
ترکیب ہے وہ مفردات جنمیں مواد بکثرت پائے جاتے ہیں اور نیز نظام پر حکمت پایا جاتا ہے لہذا انکے مرکبات میں مفردات کی

معاني كثيرة بتأثير المفردات ثم بإدخال اللام والتنوينات وبكثرة مخصوص من
تاثیر سے بہت سے معانی پیدا ہوتے ہیں۔ پھر باوجود الف لام اور تنوین اور انواع اقسام کی ترتیب کے نئے نئے معنے

لطائف الترتيبات. واما لغات أخرى والسنة شتّى. فستعلم عجرها وبجرها
نکلتے ہیں مگر دوسری زبانیں اور متفرق بولیاں یہ مرتبہ نہیں رکھتیں اور عنقریب تو اس کی حقیقت کو جان

وسنبدي لك حصاتها وبجرها وندعو الى الحق قومًا منصفين. انّها السنة
لیگا اور ہم عنقریب ان کے سنگریزے اور تھیمر تیرے پر ظاہر کردینگے تاکہ ہم منصف لوگوں کو حق کی طرف بلاویں۔ وہ بولیاں

ما اعطي لها بيان ولا لمعان الّا غمغمة ودُخان. ولذلك اردنا لنظهر على
کچھ ایسی بولیاں ہیں کہ انکو بیان اور چمک نہیں دی گئی مگر ناک میں بولنا اور دھواں ہے اسلئے ہمنے ارادہ کیا کہ ہر یک جستجو کرنے والے

كل مستطلع دخيلة امرها وحقيقة سرّها وكسوف قمرها لتستبين تصلف الكاذبين
پر ان کی اندرونی حقیقت ظاہر کردیں اور ان کے بھید کی حقیقت کھول دیں اور ان کے قمر کا کسوف بیان کردیں تاکہ جھوٹوں کی

فان كنتم لا تؤمنون ببراعة العربية وعزازتها ولا تقرّون بعظمة جمازتها. فأروني
لاف زنی کھل جائے پس اگر تم عربی کی بزرگی اور ساحرندی پر ایمان نہیں لاتے اور اس کی تیز روانی کی بزرگی کے تم قائل نہیں

في لسانكم مثل كمالاتها ومفردات كمفرداتها. ومركبات كمركباتها. ومعارف
ہوتے پس تم اس کے کمالات کا نمونہ اپنی زبان میں مجھ کو دکھلاؤ اور اس کے مفردات کے مقابل پر مفردات اور مرکبات کے مقابل پر مرکبات اور معارف

كمعارفها ونكاتها ان كنتم صادقين.
کے مقابل پر معارف مجھ کو دکھلاؤ اگر تم سچے ہو

ولا حيوة بعد الخزي يا معشر الاعداء. فقوموا ان كانت ذرة من

اور ذلت کے بعد اے مخالفو کیا زندگی ہے پس اگر ذرا بھی حیا ہے تو اٹھو

الحياء. او انجعوا في غيابة الخرقاء. وموتوا كالمتندّمين. وان كنتم تنهضون

یا کسی گہرے کوئیں میں ڈوب کر ہلاک ہو جاؤ یا شرم زدہ لوگوں کی طرح مر جاؤ اور اگر مقابلہ کے لئے اٹھتے

للمقابلة فاني مجيزكم خمسة آلاف من الدراهم المروّجة. بعد ان تكملوا شرائط

ہو تو میں تم کو بطور انعام پانچ ہزار روپیہ دوں گا بشرطیکہ تم موافق شرائط جواب دو

هٰذه الدعوة ويشهد حكمان بالحلف عند الشهادة ليتم حجّتي عند النحارير

اور دو ثالث قسم کے ساتھ گواہی دیں تا عقلمندوں کے نزدیک میری حجت پوری ہو جائے

ولا يبقى ندحة المعاذير. وهذا على غرامة لو كنتُ من الكاذبين. فقوموا

اور کسی عذر کی کوئی گنجائش نہ رہے اور یہ میرے پر تاوان ہے اگر میں کاذب ہوں پس اس انعام

لاخذ هذه الصلة. او لحماية لغاتكم الناقصة ان كنتم حامين. واجمعوا على

کے لینے کے لئے کھڑے ہو جاؤ یا اپنی زبانوں کی حمایت کرنے کیلئے کچھ ہمت کرو اور میری شرط کا روپیہ

شريطتي اين تشاؤن. ان كنتم ترتابون او تخافون واني اقبل كلما تطلبون.

جہاں چاہو جمع کرالو اگر کچھ شک ہو یا ڈرتے ہو اور جو تم طلب کرو میں سب قبول کروں گا

واكتب كلما تستملون. واوضح في كلّ ما تسئلون. لعلكم تطمئنون بها ولعلكم

اور جو لکھواؤ میں لکھوں گا اور جو تم پوچھو میں جواب شافی دوں گا تا ہو کہ تم مطمئن ہو جاؤ اور تا ہو کہ

تستيقنون. وافعل كلّما تأمرون لو امرتم منصفين. وما اريد ان اشق عليكم

تم یقین کرو اور جو کچھ تم کہو میں کروں گا اگر تم انصاف کے ساتھ حکم دو اور میں نہیں چاہتا کہ تم پر کچھ مشقت

وما كنت من المتنزعين. وستجدونی ان شاء الله من المقسطين. واني ارى ان

ڈالوں اور میں ان میں سے نہیں ہوں جو بدی کے ساتھ کسی پر دوڑتے ہیں اور مجھ کو انشاء اللہ انصاف پسند پاؤ گے اور میں دیکھتا ہوں

الالسنة ستُزمّ والوساوس تجذع. والحجة تتم. ويفرّ الاعداء مشفقين مما

کہ عنقریب زبانیں بند ہو جائیں گی اور وساوس قید میں ڈالے جائیں گے اور حجت پوری ہو جائے گی اور دشمن ہمارے ہتھیاروں کو دیکھ کر بھاگ جائیں گے

فی ایدینا مرتعدین۔ وانا ملاقوھم بعون اللہ ذی الجلال ولو فرّوا علی لاحقۃ

کانپتے ہوئے بھاگیں گے اور ہم بفضلہ تعالیٰ تعاقب کرکے ان کو جاملیں گے اور ان کو جائے گریز نہیں

الآطال ثم مقرّوھم مجحرین۔ ولا مناص لھم ولو نزوا فی السکاک۔ الا بعد سواد الوجہ

اگرچہ وہ نیلی کمر والے گھوڑوں پر دوڑے ہوں

والاحلیلاک۔ واذا اشرعنا الرمح علی العدی۔ واریناالمدی وعبطنا افراس

پھر ہم زور دینگے تا وہ بھاگیں یہاں تک کہ بھاگتے بھاگتے سوراخ میں جا گھسیں اور جب ہم نے نیزہ کو دشمنوں پر ہلایا اور

الردی فتری انھم یبدون نواجذھم غیر ضاحکین۔ وما کتبت من عندی ولکن

کاردیں دکھلائیں اور موت کے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑایا پس تو انہیں دیکھیگا کہ بغیر ہنسنے کے دانت نکال رہے ہیں اور میں نے اپنی

الھمنی ربی۔ وایّدنی فی امری۔ فتاقت نفسی الی ان افض ختم ھذا السر۔ واُری

طرف سے نہیں لکھا بلکہ میرے خدا نے مجھے الہام کیا اور میرے امر میں میری تائید کی پس میرے نفس نے خواہش کی

الخلق ما ارانی۔ ذوالفضل والنصر وانہ ذوالفضل المبین ٭

کہ میں اس بھید کی مہر کھولوں اور لوگوں کو وہ معارف دکھلاؤں جو خدا تعالیٰ نے مجھے دکھلائے اور وہ صاحب فضل مبین کا ہے

وحاصل ما کتبنا فی ھذہ المقدمۃ ان العربیۃ امّ الالسنۃ ووحی

اور جو کچھ ہم نے لکھا ہے اس کا ماحصل یہ ہے کہ عربی ام الالسنہ ہے اور خدا تعالیٰ کی وحی ہے جو صاحب

اللّٰہ ذی المجد والعزۃ۔ وغیرھا کرشٍّ من ھذہ المطرۃ القاشرۃ۔ وما لھا

مجد اور عزت ہے اور دوسری زبانیں اس بڑے مینہ میں سے چند قطرے ہیں اور ان کا قلیل و کثیر تمام اسی زبان

سبدٌ ولا لبدٌ الا من ھذہ اللھجۃ۔ وان العربیۃ تقسّم الامور وضعًا کما قسمھا اللّٰہ

میں سے ہے اور عربی زبان وضع کی رو سے امور کو ایسے طور سے تقسیم کرتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی

طبعًا وفی ذلک ایاتٌ للمتوسمین۔ وانّھا تجری فی کل سکک بمثل الاشتراط و

طبعی تقسیم کی ہے اور اس میں فراست والوں کیلئے نشان ہے اور وہ ہر ایک کوچہ میں اسی شرط سے چلتی ہے اور تجاوز سے

تتحامی عن الاشتطاط۔ ونزّھھا اللّٰہ عن ضیق الربع۔ ووسّع مربعھا لاضیاف الطبع

پرہیز کرتی ہے اور خدا تعالیٰ نے اس کو گھر کے تنگ ہونے سے پاک کر دیا ہے اور اس کے گھر کو طبع کے مہمانوں کیلئے وسیع کر دیا ہے

فدعت ضیوف الفطرة الی القریٰ۔ ومطائب ما تُشتہیٰ۔ واثبتت انہا من المتموّلین

پس اپنے نیچرلی مہمانوں کو دعوت کے لئے بلایا اور عمدہ اور خوش ذائقہ کھانے تیار کر کے ان کو مدعو کیا اور ثابت کر دیا کہ

المُعطین۔ فلا تمل الی زیون۔ ولا تُغمض علیٰ صفقةٍ مغبون اتستبدل الذی ھو

وہ مالداروں اور دینے والوں میں سے ہے پس تو کسی منسوب کی طرف میل مت کر اور خسارہ کی بیع پر چشم پوشی مت کر کیا تو اچھی اور بہتر

ادنیٰ بالذی ھو خیر۔ فافکر ساعةً یا عار العیر۔ واطلب سبل الموفقین۔

کو چھوڑ کر ادنیٰ کو اختیار کر لیگا پس کچھ تھوڑی دیر فکر کر اے گدھے کی جائے ننگ اور توفیق یافتہ لوگوں کی راہ ڈھونڈ

واعلم انہا لخفیر الی العلوم المخب من غیر الوحی والتعب۔ فمن قصدھا فقد

اور جان کہ وہ برگزیدہ علوم کیطرف رہنما ہے بغیر اس کے کہ کچھ بندگی اور فرسودگی پیش آوے پس جس نے اس کا قصد کیا

ذھب الی الذھب ومن باعدھا بالھجر۔ فقد رضی بایثار الھجر وھویٰ فی ھوّة

وہ سونے کی طرف گیا اور جو شخص جدا ہونے کے ساتھ اس سے دور ہو گیا وہ بیہودگی پر راضی ہو گیا اور نیچے رہنے والوں کے

السافلین۔ وانہا غانیة زیّنت نفسہا بکمال النظام۔ وتجلّت بالحسن التام

گڑھے میں گر گیا۔ اور عربی اپنے جمال کے ساتھ غیر کی حاجت سے لاپرواہ ہے اور کمال نظام کے ساتھ اپنے نفس کو اس نے

ولکل سائل قامت بالاجابة حتی ثبتت ثروتہا۔ وانجابت غشاوة الاسترابة

آراستہ کیا ہے اور حسن تام کے ساتھ اس نے تجلی فرمائی ہے اور ہر یک سائل کا سوال قبول کرنیکے لئے کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ اسکی

واعتقبت دواعی الطبع۔ ووسعت لہا افناء الربع۔ وحلّت بکل ماحل تقسیم طبعیٌّ

دولتمندی ثابت ہو گئی اور شک دور ہو گیا اور دوسرے فطرت لیئے نیچر کے اسباب کے پیچھے پیچھے چل رہے ہیں اور ان کیلئے اپنے گھر کو بہت وسیع

بل حملہ کما یحمل اوزار المصری۔ وطابقت حتی اعجبت الناظرین۔ فھی شجرة مبارکة

بنا رکھا ہے اور وہ ہر یک ایسی جگہ میں اتر ے جہاں تقسیم طبعی اتری بلکہ اسکو ایسے اٹھا لیا جیسا اونٹ بوجھ کو اٹھاتا ہے اور اس سے ایسی

اغصانہا کالبرید۔ واصولہا کالوصید۔ وموادھا کالیقطین۔ وانا لا نسلم ان

مطابق ہو گئی کہ دیکھنے والے کو تعجب میں ڈالا پس وہ ایسا درخت ہے جسکی شاخیں بال مرغ کی طرح ہیں اور اسکے اصول اس بوٹے کی طرح

کمال نظامہا یوجد فی غیرھا۔ او یبلغہا لسان فی سبرھا۔ نعم نسلم ان کل

ہیں جسکی جڑ ہیں بالیں میں ملی ہوئی ہیں اور ہم اس بات کو تسلیم نہیں کرینگے کہ اسکے نظام کا کمال اسکے غیر میں بھی پایا جاتا اسکے سیر میں کوئی زبان اسکے برابر سطان

لغة من اللغات. تشتمل على قدر من المفردات لكنّها ناقصة كالبيوت المُنهدمة

کہ ہر یک زبان زبانوں میں سے کسیقدر مفردات پر مشتمل ہے۔ مگر وہ زبانیں خراب شدہ اور مسمار شدہ گھروں کی طرح ناقص ہیں

المخربة أو كاللقحة التي يئس أهلها من الزهر والثمرة. ولا ترى ذخور المفردات

یا وہ ایسی ہیں جیسے ایک بوسیدہ اور خشک درخت جس کا مالک اسکے پھل اور پھول سے ناامید ہو چکا اور تو مفردات کی کثرت کو ان

في تلك الألسن المحارفة المغلوبة إلّا قليلا غير كافٍ للمهمات المطلوبة.

نامبارک زبانوں میں نہیں پائے گا۔ مگر کچھ تھوڑا سا جو مہمات مطلوبہ کے لئے غیر کافی ہے

ولئن سمعت أنها كانت عربية في أوائل الأزمنة. ثم مسخت فبدت بأقبح

اور تو سن چکا ہے کہ وہ زبانیں ابتداء زمانہ میں عربی تھیں پھر مسخ ہو کر ایک نہایت بری صورت میں ظاہر ہوئیں

الصورة. فلذلك تراها مُنتنةً كالجيفة. وخاوي الوفاض كأهل الذل

سو اسی وجہ سے تو ان کو مردار کی طرح بدبودار پاتا ہے اور ان کے ترکش کو شکست یافتہ لوگوں کیطرح خالی دیکھتا ہے

والهزيمة. وتجد أنها ألسنة بادية الذلة. ليس بيدها غزارة المادة.

اور تو ان زبانوں کو کھلی کھلی ذلت میں پاتا ہے ان کے ہاتھ میں مادہ لغات کا کوئی بھاری ذخیرہ

ولا دولة الاشتقاق ووجه التسمية. لُصقت ألفاظها بمعانيها كنقتين.

نہیں اور نہ اشتقاق کی دولت اور وجہ تسمیہ اُنکے پاس ہے اور ان کے الفاظ انکے معانی کو ایسے چمٹے ہیں جیسے چچڑے یعنی

وأنها بتلادها لا تفي النظام. ولا تكمل الكلام. وما كان لأهلها أن يكتبوا

معانی کا خون پیتے ہیں اور انکو بے رونق اور کمزور کرتے ہیں اور اپنے گھر کے سرمایہ کے ساتھ جو وراثت سے ان کو ملا ہے۔ کسی

بها قصّةً أو يملوا حكاية مبسوطة. بحيث أن تواغل القصص نظام المفردات

قصہ کے نظام کو پورا نہیں کر سکتے اور کسی کلام کو کامل نہیں بنا سکتے اور ان کے اہل کو یہ طاقت نہیں کہ انکے ساتھ کوئی قصہ لکھیں یا کوئی

وتقابل التقسيم الطبعي في جميع الخطوات فإنّ هذا حق وليس من الترهات

مفصل حکایت تحریر میں لاویں اس طرح پر کہ مفردات کا نظام قصوں کے ساتھ دوش بدوش چلا جائے اور ہر یک قدم میں طبعی تقسیم کے مقابل

ولأجله كتبنا في العربية هذه المجلدات. وقدّمنا هذه المقدمة كالكماة.

پڑے اور یہ بیان حق ہے واہیات باتوں میں سے نہیں ہے اور اس کیلئے ہم نے ان مجلدات کو عربی میں لکھا ہے اور اس مقدمہ کو کھمبیوں کی طرح آگے کیا ہے

لتنقطع عرق الخصومات. ولعل العدا يتفكرون في حللها. او يأتون بالسنهم

تا ہم جھگڑوں کی جڑ کاٹ دیں تاکہ ہمارے مخالف ان عبارتوں کے پیرایوں میں غور کریں یا اگر سچے ہیں۔ تو اپنی اپنی زبانوں

من مثلها ان كانوا صادقين. وقد سمعتم انّ مفردها توضح نقوش تقسيم

میں ان عبارتوں کی نظیر پیش کریں۔ اور تم سن چکے ہو کہ عربی کے مفردات فطرتی تقسیم کے دوش بدوش چلے جاتے ہیں

الفطرة. وتعطي كلما اعطى عند التقاسيم الطبعية. ونضع كل لفظ في المواضع التي

اور جو کچھ طبعی تقسیم نے دیا وہ سب ال دیتے ہیں اور ہر یک لفظ کو ایسے موقعہ پر رکھتے ہیں جس کو پیش آمدہ ضرورت نے

طلبتها الضرورة الداعية. او اقتضتها الصفات الالهية. ولا تمشي كالتائهين.

طلب کیا ہے یا صفات الٰہیہ نے اس کو چاہا ہے۔ اور آوارہ گرد لوگوں کی طرح نہیں چلتے

وتُرى فروق الكلمات كما ارت فروقها دواعي الضرورات. ونظهر في نظام المفردات

اور کلمات کے فرقوں کو وہ ایسے دکھاتے ہیں جیسا کہ ضرورتوں کے موجبوں نے ان کو دکھلایا ہے اور مفردات کے نظام میں وہ

كما اظهر القسّام في مرآة الواقعات. فكذلك نطلب من المخاصمين.

تمام باتیں ظاہر کرتے ہیں جو قسّام ازل نے واقعات کے آئینہ میں ظاہر کی ہیں پس انہیں باتوں کی نظیر ہم مخالفوں سے مانگتے ہیں

وما قلنا هذا القول كصفير اللاعبين بل ارينا كلها كالمحققين. واثبتنا

اور ہم نے اس قول کو کھیلنے والوں کی سیٹی کی طرح نہیں کہا بلکہ ہم نے اس کو محققوں کی طرح دکھلایا ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ عربی

ان العربية قد وقعت كرجل رحيب الباع خصيب الرباع. متناسبة الاعضاء

اس مرد کی طرح ہے جو فراخ دست اور کثیر المال ہو اور نیز متناسب الاعضاء اور

موزون الطباع. مطّلعة على ذات صدر الفطرة. وحامل فوائدها كالمطيّة

موزون الطبع ہو۔ عربی زبان فطرت کے اسرار پر مطلع ہے اور اس کے یکتا موتیوں کے لئے سواری کی طرح ہے

فان كنتم من خيل هذا الميدان. او للسانكم كمثلها يدان. فأتوا بها يا معشر

پس اگر تم اس میدان کے سوار ہو یا تمہاری زبان کو اس کے موافق طاقت ہے پس اے ظالم لوگو

اهل العدوان وحزب المتعصبين. وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا الله الذي

اپنے زبانوں کو پیش کرو اور اگر تم نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے سو اس خدا سے ڈرو

يخزي الكاذبين ٭

جو جھوٹوں کو ذلیل کرتا ہے

والآن نكشف عليكم سرّ فروق الكلمات لعل الله يهديكم الى

اور اب ہم تم پر کلموں کے فرقوں کا بھید کھولتے ہیں تا شاید خدا تعالیٰ تمہیں راستی روی

طرق الصواب والثبات۔ او تكونوا من المتفكرين۔ فاعلموا ان فروق الكلمات

اور ثابت قدمی کی راہ دکھاوے یا تم سوچنے والے بن جاؤ پس اب جان لو کہ کلموں کے فرق

تتبع فروقًا توجد فى الكائنات۔ وكذالك قضى احسن الخالقين۔ و امّا

ان فرقوں کے تابع ہیں جو کائنات میں پائے جاتے ہیں اور اسی طرح احسن الخالقین نے ارادہ فرمایا ہے۔ گروہ

الفروق التى توجد فى خلقة الكائنات۔ وتتراءى فى صحف الفطرة كالبديهيات

فرق جو کائنات کی پیدائش میں پائے جاتے ہیں اور فطرت کے صحیفوں میں بدیہیات کی طرح نظر آتے ہیں

فنكشف عليك نموذجًا منها فى خلقة الانسان۔ لعلك تفهم الحقيقة كذوى

پس ہم تیرے پر ان کا ایک نمونہ انسان کی پیدائش کے بارے میں کھولتے ہیں تا تو اس کو اہل عرفان کی طرح

العرفان او تكون من الطالبين۔ فانظر ان الانسان اذا قُلّب فى مراتب

سمجھ جائے یا تو طالبوں میں سے ہو جائے پس تو دیکھ کہ جب انسان پیدائش کے مراتب میں پھیرا گیا

الخلقة۔ واُخرج الى حيز الفعل من القوة۔ واُعطى صورًا فى المجالى الطبعيّة

اور حیز فعل سے قوت کی طرف لایا گیا اور طبعی جلوہ گاہوں میں قسم قسم کی صورتیں دیا گیا

وقفّا بعضها بعضًا بالتمايز والتفرقة۔ فجمعت ههنا مدارج تقتضى لانفسها الاسماء

اور بعض قسم پیدائش بعض کے پیچھے آئیں اور ان میں باہم تفرقہ اور تمیز ہوا پس اس جگہ کئی مدارج پیدا ہو گئے جو اپنے

فاعطتها العربية وكملت العطاء كالاسخياء المتموّلين۔ وتفصيله ان الله اذا

لئے ناموں کو چاہتے تھے پس عربی نے ان کو ان کے نام عطا کئے اور اپنے عطیہ کو کامل کیا جیسے سخی اور مالدار لوگوں کا کام ہوتا ہے اور اس

اراد خلق الانسان۔ فبدء خلقه من سلالة طين مطهر من الادناس فلذلك

کی تفصیل یہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے انسان کو پیدا کرنا چاہا تو اس کو اس مٹی سے پیدا کیا جو زمین کے تمام قویٰ کا عطر تھا اور میلوں سے پاک تھا

سمّاه آدم عند الخطاب وفی الکتاب لما خلقه من التراب ولما جمع فیہ فضائل

اس کا نام خطاب اور کتاب میں آدم رکھا اس لئے کہ اُسے مٹی سے پیدا کیا اور سارے جہان کی خوبیاں اُس میں

العالمین وکذالک خمر فی طینته اُنسانِ ۔ اُنس بما خُلق منه و اُنس بالخالق الرحمان

بھر دیں اور نیز اس کی طینت میں دو اُنس رکھ دیئے ایک تو اُسی شے کا اُنس جس سے وہ مخلوق ہُوا دوسرا خالق رحمان کا اُنس

کما یوجد اُنس الاُمّ والاب فی الصبیان ۔ فدعاه باسم الانسان ۔ وھذا المبنی علی

جیسے بچوں میں ماں باپ کا اُنس پایا جاتا ہے اس لئے اُس کا نام انسان رکھا ۔ یہ اسم

التثنیة من المنان ۔ لیدل لفظ الانسین علی کلتی الصفتین الی انقطاع الزمان

تثنیہ ہے تاکہ ہمیشہ کے لئے ان دو اُنسوں کا لفظ ان دو صفتوں کو بتاتا رہے

ویکون من المتذکرین ۔ ثم بدل قانون القدرة ۔ باذن الله ذی العزة والحکمة

پھر خدا تعالیٰ کے ارادہ سے قانون قدرت میں بدل

وخلق الانسان بعد تغیرات ۔ فی ارحام اُمّھاتٍ ۔ فسمی التغیر الاولیٰ

تبدیلی واقع ہوئی کہ کئی تغیرات کے بعد ماؤں کے رحموں کی معرفت اس کی آفرینش ہونے لگی سو پہلے تغیر کا

ماءً دافقًا ونُطفةً ۔ والثّانی الذی یزداد فیه اثر الحیات علقةً

نام ماء دافق اور نطفہ رکھا ۔ اور دوسرے کا نام جس میں زندگی کا نشان ترقی کرتا ہے علقہ رکھا

والثالث الذی زاد الی قدر المضغ شدة توضاها فی قدر لقمة فسمی لھذا مضغة

اور تیسرے کا نام جو درشتی میں ایک لقمہ کے اندازہ کی مانند ہُوا مضغہ رکھا

والرابع الذی زاد من قدر اللقمة ۔ ومع ذلک بلغ الی مُنتھی الصلابة واودعھا الله

اور چوتھا تغیر جو صلابت اور قدر میں لقمہ سے ترقی کر گیا اور بڑی بڑی

حِکمًا عظیمة خلقة ونظامًا فسمّاھا عظامًا بما بلغت العظمة وزادت شرفًا وکمًا

حکمتوں پر اُس کا نظام خلقت مشتمل ہوا اور عظام کے نام سے موسوم ہُوا اس لئے وہ عظمت اور شرف اور قدر و مقام

ومقامًا وبما رکب بعضھا بالعظام من رب العالمین ۔ والخامس اللحم الذی

میں انتہا کو پہنچ گیا اور اسلئے بھی کہ ہڈیوں سے اُسکے بعض حصے ترکیب پذیر ہوئے اور پانچویں کا نام لحم ہُوا اسلئے کہ

زاد علیہا کالحلّۃ وصار سبب کمال الحسن والزینۃ فسمی لحمًا بما لُحِم بالعظام الصلبۃ

لحم عربی میں ایک چیز کے پیوند اور لحوق کو کہتے ہیں جب یہ چیز دو مرتبہ لپیٹی تھی اور پیوند کرتی ہے سو گوشت کپڑے کی طرح ہڈی کے جسم پر لپٹتا ہے اور نیز اسلئے بھی کر

وصار بہا الذی الجنین السادس خلق اٰخر وسمی نفسًا لنفاستہا ولطافتہا و

گوشت سخت ہڈی پر لپیٹا جاتا ہے اور اس کو باہم ملاتا ہے اور خوبی تر ہے تمام اس کی بخشتا ہے اور چھٹے کو خلق آخر کہا اور اسے کمال نفاست اور اعضا میں

سرایتہا فی الاعضاء وعزّتہا وسمی جمیعہا باسم الجنین. فتبارک اللّٰہ احسن

سرایت کرنے کے سبب سے نفس بھی کہا اور پھر اس سارے مجموعہ کا نام جنین ہوا

الخالقین ثم اذا خرج الجنین من بطن الاُمّۃ. وتولّد باذن اللّٰہ ذی القدرۃ

پھر جنین جب ماں کے پیٹ سے نکلا

فسمی ولیدًا فی ھذہ اللھجۃ ثم اذا صبا الی ثدی الاُم للرضاع فسمی صبیًّا

تو اس کا نام ولید ہوا پھر جب دودھ پینے کو پستان مادر کی طرف جھکا تو صبی نام ہوا

ورضیعًا الی مدی الارضاع. ثم بعد الفطام سمی فطیمًا وقطیعًا فی ھذا اللسان

اور ایام شیر خوارگی تک رضیع نام ہوا پھر دودھ چھڑانے کے بعد فطیم و قطیع ہوا

ثم اذا دبّ ونما وادنی اکثر اثار الحیوان فسمی دارجًا فی ذلک الزمان ثم اذا بلغ طولہ اربعۃ

پھر ذرا نشوونما کے بعد دارج پھر جو چار بالشت کا ہوا

اشبار فہو رباعی عند اولی الابصار. واذا بلغ خمسۃ فہو خماسی. واذا سقطت

تو رباعی اور جو پانچ کا ہوا تو خماسی اور جب دودھ کے

رواضعہ فہو مثغور عند العرب واذا انبتت بعد السقوط فہو مثغر عند ذوی

دانت جھڑ گئے تو مثغور اور جو پھر اُگے تو مثغر

الادب. واذا تجاوز عشر سنین فہو مترعرع عند العربیین. واذا شارف

اور جو دس برس کا ہوا تو مترعرع اور جو احتلام کے

الاحتلام وکرب الماء لیمطر الجہام فہو یافع ومراھق قد بلغ البلوغ التام. واذا احتلم

قریب پہنچا تو یافع اور مراہق اور جب

واجتمعت قوته وکملت طاقته فهو حزور ثم من الثلثین الی الاربعین شاب فرح

پوری طاقت اور کامل جوانی کو پہنچا تو حزور پھر تیس سے چالیس تک شاب

مسرور ثم بعد ذالک کھل الی ان یستوفی الستین ثم بعد ذالک شیخ ثم خرف مفند

پھر ساٹھ برس تک کہل پھر شیخ پھر خرف

من المستضعفین وکذالک باذاء کل حصۃ عمر اسم علیحدۃ فی عربی مبین واذا مات فھو

اسی طرح ہر ایک حصہ عمر کے لئے عربی زبان میں الگ الگ نام ہے اور جب مرا

المتوفی الذی یختصم فی لفظہ حزب الجاھلین وکذالک کلما تحقق فی الانسان طبعاً یوجد

تو متوفی نام ہوا اور یہ وہی لفظ ہے جس میں نادانوں کا گروہ ابتک جھگڑ رہا ہے اسی منوال پر انسان کی ہر طبعی حالت کے لئے عربی

فی العربیۃ وضعاً وکلما تری فی الحس والعیان تجد بازائہ لفظاً فی ھذا اللسان ولا تجد نظیرہ

میں ایک لفظ موضوع ہوگا اور ہر ایک مشہود و محسوس کیلئے اس میں ایک لفظ موجود ہے جسکی دوسری زبانوں میں نظیر نہیں اور جب اس کی نظیر

فی العالمین وای حجۃ اکبر من ھذا لوکنتم مبصرین فتامل تامل المنتقد وانظر بالمصباح

کہیں نہیں تو اس سے بڑھ کر اور کیا حجت ہو سکتی ہے دانشمندی کے چراغ لے کر ڈھونڈو

المتقد واحلل محل المستبصرین وان کنت تقترح ان تسمع منی فی اشتراک الالسنۃ

اور غور کرو اور اگر اشتراک السنہ کی مثال پوچھنا چاہو

فکفاک لفظ الاُم والاُمۃ فان ھذا لفظ تشارک فیہ اللسان الھندیۃ والعربیۃ و

تو لفظ اُمّ اور اُمّہ کافی ہے یہ لفظ ہندی عربی

کذالک اللسان الفارسیۃ والانکلیزیۃ بل کلھا کما تشھد التجربۃ الصحیحۃ فانظر کالمتقدین و

فارسی انگریزی بلکہ سب زبانوں میں مشترک ہے اور تجربہ اس پر گواہ ہے اور

تدبر من وجہ التسمیۃ ان ھذا اللفظ دخل فی الالسن الاعجمیۃ من العربیۃ فان التسمیۃ الحقیقۃ

وجہ تسمیہ بتاتی ہے کہ یہ لفظ عربی زبان سے عجمی بولیوں میں گیا کیونکہ حقیقی وجہ تسمیہ

لاتوجد الا فی ھذا اللسان واما غیرہ فلا یخلو من التصنع فی البیان فان من شان التسمیۃ

اسی زبان میں ہے اور اوروں میں بناوٹ اور تکلف ہے کیونکہ حقیقی وجہ تسمیہ

الحقیقیة التی ھی من حضرة العزة۔ ان لا تنفك بزمن من الازمنة الثلثة وتکون للمسمّی

کی شان یہ ہے کہ کسی زمانہ میں بھی وہ مسمّٰی سے الگ نہ ہو

کالعرض اللازم ولن تجاوزہ فی ھذہ النشاۃ ولا یفرض فرض فارض کونھا فی وقت من الامور المنفکة

اور کبھی بھی کوئی اس سے اس کو الگ نہ کر سکے

ولا تکون کالامور المستحدثة المصنوعة ولا توجد فیھا ریح التصنعات الانسیة ونقرّ من استشف

اور انسانی تصنع کی بو بھی اس میں نہ پائی جائے اور دیکھنے سننے والا

جوھرھا بانھا من رب العالمین۔ فخذ بیدیك ھذا المیزان ثم اعرف بھما من صدق ومان۔ ولا

اس کی نسبت پکار اٹھے کہ لاریب یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اس میزان سے سچ اور جھوٹ کو وزن کرو

تتبع سبل المفترین۔ وھذا اٰخر ما اردنا من ایراد المقدمة۔ وکتبناھا لاراءة انتظام فی الرسالة و

اور مفتری کی راہ نہ چلو بس یہی ہے جو اس مقدمہ میں ہم نے لکھنا چاہا اور نظام کے دکھلانے کو ہم نے یہ

قد عیّنت ما قصصنا علیك من الادلّة۔ ففکر فیھا واجتن ثمرة البراعة واحکم بما اراك اللّٰہ

سب قلم بند کیا تم سب کچھ سن ہی چکے ہو اب اس سے فائدہ اٹھاؤ اور خدا سے بصیرت مانگو

ولا تکن کالمتجاھلین۔ ولا یختلج فی قلبك ان العربیة قد حقرت فی اعین سکّان ھذہ

اور اسی کے مطابق فیصلہ کرو اور اگر عربی زبان کی اس ملک کے لوگوں نے قدر نہیں کی۔ تو

البلاد وان جواھرھا قد رمیت بالکساد فان ھذا من فساد اھل الزمان وان قصوی بُغیتھم

اس کی کیا پروا ہے اس لئے کہ ان بگڑی طبیعت کے لوگوں کا قبلہ ہمت

طلب الصفر والعقیان وحماوی ھمتھم ھو الموائد والجفان وانھم من المفتونین وانی لما اردت

بجز چاندی سونے اور کھانے پینے کے برتنوں کے اور کچھ نہیں جب میں نے

ان انضد جواھر الکلام واسلکھا فی سمط الانتظام القی فی روعی ان اکتبھا فی ھذہ اللھجة۔

ان موتیوں کو انتظام کے سلک میں منسلک کرنا چاہا۔ تو میرے دل میں ڈالا گیا کہ عربی زبان میں ہی انہیں منضبط کروں

ولا اخفی بروقھا فی البرقة الھندیة۔ واسرح النواظر فی النواضر الاصلیّة ؎

اور زبان ہندی میں لکھ کر ان کی آب و تاب کو تباہ نہ کروں اور میں نے چاہا کہ آنکھوں کو روشنی کیلئے اصلی چراگاہ پیش کروں جو عربی ہے